

آئینہ توردو

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

نارنگیلائی

ان لڑکیوں کے نام جن کی مجبوریاں ان سے جینے کا حق چھین لیتی ہیں۔ سوچ
 ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ تپتے صحرا میں لو کے تھپیڑے ان کو لمحہ لمحہ دباتے جاتے ہیں
 اور گرم ریت اوپر آتی جاتی ہے۔ پھر دکھ کی آہنی سلاخ سینے میں کھینچ سی جاتی ہے۔ وہ
 پیار کی موت پر نوحہ کناں نہیں رہتیں، بلکہ زندگی کا آئینہ توڑ دیتی ہیں۔

ناز کفیل گیلانی (ساہیوال)

تحریر تیری خامہ آب زر سے ہے

آئینہ توڑ دو!

میں نے متعدد راتیں اسی انتظار میں گزار دیں کہ ”آئینہ توڑ دو“ کیسی کتاب ہو گی۔ کیونکہ جب بھی ناز کفیل سے اصرار کرتا جواب یہی ملتا بہار آنے دو ابھی میں صحرا میں کھڑی ہوں۔ میں پوچھتا یہ کیسا صحرا ہے جس کی اوٹ میں کوئی بہار نہیں۔ جب میرے تجسس نے انتہا کر دی تو میں اکیلے میں سوچتا کہ کب وہ وقت آئے گا کہ میں ”آئینہ توڑ دو“ پڑھ کر محسوس کروں گا کہ یہ کیا چیز منظر عام پر آئی ہے۔ ایک تو اس نام نے مجھے حد تک نزوس کر ڈالا تھا۔ اتنا تو سنا تھا کہ آئینے ٹوٹ جاتے ہیں لیکن یہ کیا ہوا؟ ”آئینہ توڑ دو“ _____ خیر _____ وہ لمحہ بھی آیا جب میرے جذبات و احساس نے ”آئینہ توڑ دو“ مسودہ کے روپ میں میرے ہاتھوں میں آیا۔ کائنات تو کیا میں الفاظ کی خوبصورتی فقروں کا بر محل استعمال اور تحریر کی لطافت کا بوجھ برداشت نہ کر سکا۔ یہ مصنفہ کی پہلی نہیں بلکہ تیرھویں کاوش ہے۔ ناز کفیل نے ادب کا ایک صحرا عبور کیا ہے اور پھر بھی وہ بہاروں کی متلاشی ہے۔ یہ کتاب اس لئے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں واقعات و حالات فرضی نہیں بلکہ سچی داستان ہے۔ جسے ساہیوال کی آبادی نصف سے زیادہ جانتی ہے۔ ”آئینہ توڑ دو“ میں جو بھی پیش کیا ہے اس کے واقعات حقیقت پر مبنی ہیں۔ ناز کفیل نے بڑی عرق ریزی کے بعد ٹوٹے پھوٹے حالات و واقعات کو ایک کڑی میں پرونے کی جو سعی کی ہے اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ بلاشبہ ناز کفیل کا قابل تعریف ناول ہے کہ کردار کے نام اور مقام تبدیل کر دیئے ہیں۔

سید افضل انجم بخاری

ساہیوال۔ (ریونیو آفس واپڈا ساہیوال)

(1)

جوانی کے دنوں میں ایک گلی اس کی گزرگاہ بن گئی۔ ایک چہرہ منظور نظر تھا۔
 کاٹنی سی صورت گرمی کا موسم جولائی کا مہینہ زبان سوکھ کر کاٹنا ہو رہی تھی۔ ہڈیوں
 کے گوڑے کو ابال کر رکھ دینے والی لو چل رہی تھی۔ کم ہمتی کے باعث وہ ہجر کے اس
 دہکتے سورج کی تاب نہ لاسکا۔ وہ اس امید پر دیوار کے سائے میں جا کھڑا ہوا کہ شاید
 اس کی تشنہ نظریں دوبارہ شربت دیدار سے سیراب ہو جائیں اور چند گھونٹ اس کی
 پیاس بجھادیں۔ اچانک گھر کے سامنے والے کمرے سے پردہ سرکا اور روشنی کی ایک
 کرن چمکی۔ ایک دیوی جس کے حسن کی صباحتوں اور نگہتوں کو بیان کرنے سے زبان
 قاصر تھی۔ وہ یوں نظر آتی تھی جیسے اندھیری رات میں پوہ پھٹنے پر سفیدی نمودار ہو یا
 گھٹاؤپ اندھیرے میں آب حیات آشکار برف آلود ٹھنڈے میٹھے شربت کا گلاس جس
 میں عرق گلاب کی آمیزش اپنے سفید ہاتھوں میں تھامے سامنے آئی۔ نہ جانے اس
 میں واقعی عرق گلاب کی آمیزش تھی یا اس کے اپنے سرخ گلابی عارضوں کے چند معطر
 قطرے اس میں گھل مل گئے تھے۔ چنانچہ میں نے وہ مشروب اس کے مرمریں ہاتھوں
 سے پی لیا اور میری جان میں جان آئی۔ لیکن دل میں جو آگ بھڑک اٹھی وہ تو دنیا بھر
 کے صاف و شفاف سمندروں کے پانی پی کر بھی بجھنے کی نہ تھی۔

بیٹا اور پو!

شفقت میاں نے راسخ کے لئے دوسرا گلاس بھرنا چاہا۔

جی شکریہ وہ لرزاں پردے کو دیکھتا رہ گیا۔

جادو ٹوٹ چکا تھا _____ وہ دھانی اوڑنی کو لہراتی کمرے سے جا چکی

تھی۔ اس کا جی یہی چاہتا تھا کہ وہ بار بار شربت کا گلاس لے کر آئے اور وہ اپنی پیاس
 بجائے اور سناؤ پڑھائی ٹھیک جا رہی ہے۔

شفقت میاں مسکرائے۔

جی۔۔۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے۔

وہ چونک سا گیا۔

گھر میں تو سب خیریت ہے نا۔

شفقت میاں نے اس کے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

خدا کا لاکھ شکر ہے۔۔۔۔۔ نہ جانے اس کا جی کیوں نہیں لگ رہا تھا۔ اس کے وجود کی بھی دوری اسے گوارہ نہ تھی۔ قنوت نے اس کی نس نس میں جو چاہت و اپنائیت کی آگ بھڑکا دی تھی۔ وہ اس میٹھی میٹھی آگ میں جل رہا تھا۔ ایسی آگ جس نے اس کے اندر لازوال جذبے کو بیدار کر دیا تھا۔ وہ بہت جلد اپنی ماں سے ملنا چاہتا تھا۔ آخر اس کی ماں اس ہیرے سے اب تک کیوں نا آشنا رہی۔ اس نے تو اب تک بہت لڑکیاں دیکھی تھیں۔ لیکن قنوت کے چہرے پر شرم و حیا کی پرچھائیاں۔۔۔۔۔ چلتے ہوئے دامن سمیٹ کر چلنا، پلکیں اٹھانا اور اٹھا کر گرا دینا تو ایک قیامت تھا۔ وہ لمحہ لمحہ اس کے وجود کا حصہ بنتی جا رہی تھی۔

امی جان! کمرہ درست کر دیا ہے۔

وہ بے ساختہ اچھل سا گیا۔۔۔۔۔ مترنم جانی پہچانی سی آواز نے پھر اس کے

ذہن کو جھنجھوڑ ڈالا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

ماں نے کہا اور دوسری جانب سے راسخ سے مخاطب ہوئیں۔

اچھا بیٹا۔۔۔۔۔ آرام کرو۔

وہ اٹھا۔۔۔۔۔ اور انجان سا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرہ دیکھا دو بیٹی۔۔۔۔۔ راسخ آرام کرنا چاہتا ہے۔

ماں نے بلند اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

آئیے۔۔۔۔۔

ہوش رہا اس کے ساتھ چل دی۔۔۔۔۔ وہ اپنی چال بھول کر اس کی چال میں سموٹا چلا گیا۔۔۔۔۔

خدا را یہ سفر ختم نہ ہو۔۔۔۔۔

کورڈور سے زینے تک کا فاصلہ خدا کرے بڑھتا ہی چلا جائے۔

یہ لیجئے۔۔۔۔۔ آپ کا کمرہ۔۔۔۔۔ آپ کو ضرورت کی ہر چیز ملے گی۔

قنوت نے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

Good۔۔۔۔۔ Y۔۔۔۔۔ بہت ہی نفیس مزاج کی لڑکی ہیں آپ۔

راسخ نے گویائی کو سارہ دے دی لیکن وہ صرف ہونٹوں پر مسکراہٹ کی کلیاں بکھیر کر رہ گئی۔

اب آپ آرام کیجئے۔۔۔۔۔ شام چائے پر ملاقات ہوگی۔۔۔۔۔

وہ ہلٹی۔

سنئے۔۔۔۔۔

راسخ نے پکارا۔

جی۔۔۔۔۔ وہ واپس ہوئی۔

کچھ نہیں۔۔۔۔۔

وہ کھسیانا سا ہو گیا۔

وہ اس کی حرکت پر ہنستی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ الٹی کھوپڑی کا مالک لگتا ہے۔ وہ واپس آکر گھر کے کاموں میں الجھ گئی۔

شام چائے پر ملاقات ہوئی۔۔۔۔۔ وہ ایک سلجھی ہوئی سمجھدار پڑھی لکھی لڑکی تھی۔ ایسی سمجھدار کہ چراغ لے کر روشنی کو تو نہ ملے۔

وہ بہت جلد ماں سے ملنا چاہتا تھا۔ قنوت نے اس کے اندر ایک ہلچل سی چا دی تھی۔ یہ کیسی لڑکی ہے۔۔۔۔۔ اس کا حسن اس قدر تازہ ہے کہ سارا دن گھر

لے کاموں میں الجھی رہتی ہے اور پھر بھی چہ۔ کی راعنائی میں فرق نہیں آتا۔

ابھی اسی وقت اس کو طلاق دو۔ میں اس کا وجود یہاں برداشت نہیں کر سکتی
 یہ اس گھر میں نہیں رہے گی۔ وہ بھوکے شیر کی طرح دیکھ رہی تھی۔ وہ چیخ کر
 بولی۔ اس کا اس طرح چلا کر بولنا میری آرزوؤں کے محل سمار کرنے کے لئے
 کافی تھا۔ چولہے پر دودھ ابلتا جا رہا تھا۔ آگ ایک الاؤ کی صورت میں جل رہی تھی
 لیکن جو الاؤ ہمارے دلوں میں جل رہے تھے وہ اس آگ سے کہیں
 زیادہ۔ ازیت ناک تھے۔

یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔
 آخر کار حمید علی نے قوت گویائی کو مجتمع کیا۔
 میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ شفقت میاں نے مجھے طلاق دے دی ہے
 لہذا تم بھی اسے طلاق دے کر فارغ کرو۔ وہ ہاتھ کے اشارے سے
 بولی۔

حمیدہ بڑی رکیک نظریں میرے وجود پر ڈال رہی تھی اور میں خاموش۔
 اسے کس قصور میں طلاق دے دوں۔
 حمید علی بے ساختہ بولے۔
 میں باورچی خانے کے باہر کانپے جا رہی تھی۔ سارا جسم نحیف اور کمزور ہو گیا
 تھا۔ اس کا یہ قصور ہے کہ یہ شفقت میاں کی بہن ہے۔
 وہ پھر چلائی۔

یہ قصور کوئی معنی نہیں رکھتا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر تمہارا
 س کے ساتھ نباہ نہیں ہوا تو میرا گھر برباد کیوں کرتی ہو۔ میں ایک بیٹے کا
 پ بھی ہوں۔ حمید علی نے بڑی بے چارگی سے میری طرف دیکھا۔ میری
 آنکھوں کی سجدہ ریزی کام آئی۔ عین اس وقت میری ساس لانا ٹیکی ہوئی باہر آئی۔
 اماں۔ یہ میرا بے غیرت بھائی۔ بیٹے کا باپ بن کر غیرت داؤ پر
 چکا ہے۔ میری بھی ایک بیٹی ہے۔ میں بھی چھوڑ کے آئی ہوں

کی آنکھوں میں گھومتا رہا۔
 شب کے نو بج چکے تھے۔ سردی زوروں پر تھی۔ سرما کی ٹھنڈی ہوا
 سب بستہ رات تھی۔ سب باورچی خانے میں آگ تپ رہے تھے۔ تم اس وقت
 ایک سال کے تھے۔
 ٹھک ٹھک۔ کسی نے بڑے زور سے دروازے پر دستک دی۔

کون ہے۔
 حمید علی چائے کا پیالہ قریبی پتائی پر رکھ کر بولے۔
 آپ بیٹھیں۔ میں دیکھتی ہوں۔ میں بڑی تیز رفتاری۔
 دروازہ کھولنے لگی۔ حمید بیٹا اس وقت کون آگیا۔
 دوسرے کمرے سے حمید علی کی بوڑھی والدہ نحیف آواز سے مگر پورا زور لگا
 بولیں۔

جا رہی ہوں امی۔
 اس کے ساتھ ہی میں نے دروازہ کھول دیا۔
 حمیدہ تم۔
 باریک دوپٹہ سردی سے لرزنی کا پتہ ہوئی حمیدہ ایک بڑا سا اٹیچی۔
 بڑے غصے سے میرے قریب سے گزر گئی۔
 پیچھے ہٹو۔

وہ باورچی خانے میں داخل ہو گئی۔ جہاں سب لوگ بیٹھے تھے۔
 خطرے کی گھنٹی بج چکی تھی۔ میری بربادی میں چند ثانے باقی تھے۔
 کیونکہ اس حالات میں حمیدہ کا آنا میرا مستقبل میرا حال دونوں طرح سے اجڑ
 تھے۔

حمیدہ۔ اس وقت۔ تم۔
 حمید علی بہن کو دیکھ کر کہے کہ رہ گئے۔

سکتی ہو۔۔۔۔۔ کیسی باتیں کرتے ہیں آپ۔۔۔۔۔ میرے آگن میں روشنیاں
بکھیرنے والے آپ ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو میں بت عرصہ پہلے اجڑ چکی
ہوتی۔۔۔۔۔ آپ نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ آپ تو میرے محسن ہیں۔۔۔۔۔ آپ
نے میری محبت کو دامن سے لگائے رکھا۔۔۔۔۔ ورنہ حمیدہ کی طرح میرا کیا حشر ہوتا
۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم نے نہایت مشکور نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھا جو آخری سانوں
کے زیر و بم میں الجھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

پھر ایک کرب ناک رات کی سویر ہوئی اور تمہارے والد ہمیشہ ہمیشہ کے
لئے تم دونوں کو چھوڑ کر اس دنیا سے ابدی دنیا کی جانب سفر کر گئے۔

پھر ایک دن حمیدہ نے خواب آور گولیاں کھا کر اپنی زندگی کو ختم کر لیا۔۔۔۔۔
اور میں اس بھری دنیا میں تنہا رہ گئی۔۔۔۔۔ بت عرصہ گزر گیا بھائی کو میری اور
اس کی مجھے کوئی خبر نہ پہنچی۔۔۔۔۔ ادھر ادھر سے رشتہ دار برادری والے بتا دیتے کہ
اب اس کے فلاں بچہ پیدا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اس کی دو بیٹیاں ہیں یا بیٹا ہے۔۔۔۔۔
اور اس نے دوسری شادی بھی کر لی ہے۔۔۔۔۔ میں سب کی سنتی اور چپ رہتی
۔۔۔۔۔ چلو میرے بھائی کا گھر تو آباد ہے۔

رابعہ بیگم چند لمحے خاموش رہیں۔
ای۔۔۔۔۔ آپ ماضی کو فراموش کر دیں۔۔۔۔۔ وہاں کوئی اس قسم کی بات
نہیں کرتا۔ ممانی بھی بہت اچھی ہیں۔

راخ نے ماں کو جیسے تسلی دی۔
ٹھیک ہے بیٹے۔۔۔۔۔ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ بھائی کو ملوں۔
بیگم رابعہ کا دل اچھل پڑا۔۔۔۔۔ کاش میں اڑ کر اپنے بھائی کے پاس جا سکتی۔
تو چٹے ناامی۔۔۔۔۔ وہ سب آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔
راخ تو ہند سا ہو گیا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے بلند آواز سے بولی۔

حمیدہ بیٹی۔۔۔۔۔ مت حمید کو طلاق کے لئے مجبور کرو۔۔۔۔۔ رابعہ میری
بڑی اچھی بہو ہے۔۔۔۔۔ تمہارا شفقت کے ساتھ خود نباہ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ تم۔
خود نبھانے کی کوشش نہیں کی۔۔۔۔۔ شفقت برا لڑکا نہیں تھا۔

اماں۔۔۔۔۔ تم بھی بیٹے کی سائیڈ لے رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ بیٹا۔۔۔۔۔ جر
کی بیوی کے بھائی نے میرا گھر اجاڑا۔۔۔۔۔
حمیدہ حیرت زدہ سی ماں کے قریب جا کر بولی۔

مقدر کی مار سنا پڑتی ہے۔۔۔۔۔ میری بچی۔۔۔۔۔ اس میں رابعہ اور حمید
کوئی قصور نہیں۔۔۔۔۔ حمید علی کی والدہ نے اپنے کمزور بازوؤں میں حمیدہ کو۔
لیا۔۔۔۔۔ اور وہ ماں کی آغوش میں کھل کر روئی۔۔۔۔۔ بادل چھٹے۔۔۔۔۔
سویر ہوئی۔۔۔۔۔ اور پھر کئی سال گزر گئے۔۔۔۔۔ میرا بھائی مجھ سے جدا ہو

۔۔۔۔۔
حمید علی نے میرا گھر تو بچا لیا۔۔۔۔۔ لیکن میرا آنا جانا بالکل منقطع ہو
میں نے بھائی کو بھی چوری چوری خط لکھا کہ یہاں بالکل نہ آئے۔ ایسا نہ
کہ دبی ہوئی چنگاری پھر سے بھڑک اٹھے۔۔۔۔۔ اور وہ آگ لپک کر میرے گھر
نہ پہنچ جائے۔۔۔۔۔ میں نے اپنے شوہر کی خوشنودی کے لئے اپنے بھائی کو ہمیشہ
لئے چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ آخری دنوں میں جبکہ وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا
تو انہوں نے مجھے کہا تھا۔

رابعہ۔۔۔۔۔
جی۔۔۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔۔۔
میں ان کے اوپر جھکی۔۔۔۔۔ یہ ان کی آخری سانسیں تھیں۔
میں نے تم پر بہت ظلم کیا۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔ بہن کی ع
آڑے آگئی۔۔۔۔۔ ورنہ میں ایسا کبھی نہ کرتا۔۔۔۔۔ تم چاہو تو اپنے بھائی سے

ہاں بیٹا کیوں نہیں جلاؤں گی میں بھائی کو ملنے کے لئے میرا دل بے قرار ہے۔

رابعہ بیگم بہت ہی دلگیر ہو گئیں۔

چنانچہ چند دنوں کے بعد بڑے اصرار کے بعد رابعہ بیگم راسخ اور چھوٹے بیڑ تہریز کو لے کر لاہور روانہ ہو گئیں۔ چند گھنٹوں کا سفر نہ جانے راسخ نے کیسے گزارا۔ چاروں جانب قوت کی من موہنی صورت اس کی آنکھوں کے سامنے گھومتی رہی۔ وہ چاہتا گاڑی کو چھوڑ پر لگا کر لاہور پہنچ جائے۔

شام چار بجے دروازے پر دستک ہوئی۔

دیکھو بیٹی کون ہے۔

صحن میں بیٹھی زینت بیگم بولیں۔

اچھا امی۔

اس کے ساتھ ہی لپک کر قوت نے دروازہ کھول دیا۔

آہا۔۔۔۔۔ امی دیکھے کون ہے۔

قوت خوشی کا بے پنا اظہار کرتے ہوئے بولی۔ زینت بیگم نے بھی چونک کر باہر والے دروازے کی جانب دیکھا۔ اور ایک دم کھڑی ہو گئیں۔

رابعہ۔۔۔۔۔ تم۔

زینت بیگم کی حیرت عروج پر پہنچ گئی۔

قوت اور راسخ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ نظروں کا تصادم بڑا جان لیوا تھا۔ نظریں انھیں جھکیں اور پھر پلٹ گئیں۔

قوت نے شرم حجاب سے بے چین ہو کر چرا پھیر لیا۔ کیونکہ وہ راسخ کی نظروں کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

بڑی گرم جوشی سے رابعہ بیگم اور زینت بغل گیر ہوئیں۔ ایک لمحہ کے لئے گلے شکوے ختم ہو گئے۔

بھابی۔۔۔۔۔ میرا بھائی کیا ہے۔

رابعہ بیگم علیحدہ ہوتے ہوئے بولیں۔

اللہ کا شکر ہے۔۔۔۔۔ آتے ہی ہوں گے۔ ابھی ابھی کسی کام سے باہر گئے تھے۔ زینت بیگم نے کہا۔

چلئے۔۔۔۔۔ اندر کیا یہاں ہی وقت گزارنے کا ارادہ ہے۔ قوت نے کہا، اور سب ہنستے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئے۔

شفقت میاں آتے ہی بڑے والہانہ انداز میں بہن کو ملے۔ گزرے وقتوں کے سب گھاؤ مندمل ہو گئے۔ حالات نے پلٹا کھلایا اور خاندان ایک ہونے کی سوچنے لگے۔

تمہیں بھائی کی یاد آئیے گی۔

شفقت میاں نے کہا۔

یاد تو میں ہمیشہ ہی رکھتی ہوں۔ کیا کرتی۔۔۔۔۔ آپ کو علم ہے نا کہ۔۔۔۔۔ وہ بچوں کے سامنے بات کو ہونٹوں میں دبایا گئیں۔

ارے چھوڑو۔۔۔۔۔ گزرے مردے اکھاڑنے سے فائدہ۔۔۔۔۔ یہ بتاؤ۔۔۔۔۔ تمہیں میاں نے اجازت دے دی تھی۔

شفقت میاں محتاط انداز سے بولے۔

ہاں جی۔۔۔۔۔ بالکل۔۔۔۔۔ شوہر کی اجازت کے بغیر تو میں آنگن نہیں چھوڑتی۔۔۔۔۔ وہ مرنے سے پہلے ہی مجھے آپ سے ملنے کی اجازت دے چکے تھے۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

ہوں۔۔۔۔۔ شفقت میاں کچھ سوچنے لگے۔

عین اس وقت جبکہ باتوں کا دور چل رہا تھا تو۔۔۔۔۔ قوت بمعہ لوازمات کے چائے لے آئی لو بھی چائے آگئی۔

زینت بیگم نے اندر آئی قوت کو دیکھ کر کہا۔

راخ نے بے ساختہ نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔ قنوت نے یا قوتی ہونٹوں کو اس وقت حسب عادت سکیڑا ہوا تھا۔ یہ اس کی عادت تھی وہ جب بھی زیادہ کام میں مصروف ہوتی ہونٹ یوں ہی کر لیتی۔

بناؤ بیٹا۔

زینت بیگم نے کہا۔

اور رابعہ بیگم کی نظریں گھر کے ہر کونے میں کسی اور افراد کی متلاشی تھیں۔ زینت بھابی۔ باقی تینوں بچے کہاں ہیں۔۔۔۔۔ میں تو قنوت کو ہی دیکھ رہی، رابعہ بیگم کا تجسس بڑھتا جا رہا تھا۔

یا قوت تو نرسنگ کی ٹریننگ کے لئے کونڈ گئی ہوئی ہے۔ فراز ابھی کالج سے نہیں آیا اور عالی اپنے کمرے میں ہو گی۔

عالی کے نام کے ساتھ ہی زینت بیگم بہت افسردہ سی ہو گئیں۔۔۔۔۔ لیکن قنوت اور راخ تیریز خاموش چائے سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

کیا بات ہے۔۔۔۔۔ عالی بیمار ہے کیا؟

رابعہ بیگم تشویش ناک انداز میں بولیں۔

بیمار نہیں۔۔۔۔۔ اس کی ذہنی حالت درست نہیں۔۔۔۔۔ آٹھ دس سال کی ہو چکی ہے ابھی تک بچوں کی طرح ضد کرنا۔۔۔۔۔ تو تلی باتیں کرنا۔

زینت بیگم بہت پریشان سی ہو گئیں۔

ڈاکٹروں کو دکھایا۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

ہاں۔۔۔۔۔ بہت ڈاکٹروں کو دکھایا۔۔۔۔۔ سب یہی کہتے ہیں دماغ اس کی

عمر سے چھوٹا ہے۔۔۔۔۔ تب ہی وہ ایسی حرکتیں کرتی ہے۔

ہوں۔۔۔۔۔ ویسے انہیں عالی کے بارے میں بہت دکھ ہوا۔

رابعہ بیگم خاموش ہو گئیں۔

عالی کے ذکر نے ماحول کو افسردہ سا بنا دیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن یہ پڑمردگی بہت دیر تک نہ رہ سکی فراز کی موٹر سائیکل اندر داخل ہوئی اور سب کے کان کھڑے ہو گئے۔

آہا۔۔۔۔۔ یہ آج ہماری پیاری پیاری پھوپھو کو لاہور کا رستہ کیسے آگیا۔

فراز نے آتے ہی رابعہ بیگم کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔

چل ہٹ شریر۔۔۔۔۔ تو نے کون سی پھوپھو کی خبر لے لی۔

رابعہ بیگم گلہ کرنے لگیں۔

ارے واہ۔۔۔۔۔ یہ الٹا الزام ہم پر۔۔۔۔۔

فراز نے اگلا فقرہ مکمل ہی نہیں کیا تھا کہ زینت بیگم نے آنکھیں نکالیں اور وہ خاموش ہو گیا۔

چار پانچ دن گزر گئے۔۔۔۔۔ لیکن ابھی تک رابعہ بیگم نے دل کی بات بھائی

اور بھابھی سے نہیں بیان کی تھی۔۔۔۔۔ وہ تو خاموش ہی رہنا چاہتی تھی۔ لیکن اتنی

اچھی لڑکی کا کوئی بھی رشتہ آسکتا ہے۔۔۔۔۔ آخر وہ کیوں اپنے بھائی سے جدا ہو۔

ایک مدت کے بعد تو بھائی سے ملاقات ہوئی ہے۔۔۔۔۔ اب وہ بھائی کو نہیں چھوڑ سکتی۔

شفقت میاں نے بھی بہن کی خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہیں کیا تھا۔

کیا ہے بھائی جان۔
تیریز نے کہا۔

ارے بھی انڈیو کے لئے بلایا ہے۔
راخ بات نہ کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ بے انتہا خوشی سے آواز اس کی حلق میں اٹک
ری تھی۔

کہاں؟

لاہور

راخ نے کہا۔

لاہور۔۔۔۔۔ باجی قنوت کے پاس۔۔۔۔۔

تیریز حیران رہ گیا۔

بیٹا راخ۔۔۔۔۔ تمہارا خط آیا تھا۔ کیا ہے اس میں رابعہ بیگم کمرے میں
داخل ہوئیں۔

امی جان۔۔۔۔۔ بھائی جان کا لاہور انڈیو ہے۔

تیریز نے کہا۔

لاہور جاؤ گے تم۔ کیا وہاں درخواست۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم حیرت زدہ سی بولیں۔

نہیں امی درخواستیں تو کئی جگہوں پر دی تھیں۔

راخ نے ماں کی بات کاٹ دی۔۔۔۔۔ انڈیو کال لاہور سے آئی ہے۔

راخ بولا۔

پھر تمہیں وہاں جانا ہو گا۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

اگر نوکری مل گئی تو ایسا ہی ہو گا۔

توبہ کرو۔۔۔۔۔ میں تو یہاں تنہا نہیں رہوں گی۔

2

بہت دن قیام کرنے کے بعد رابعہ بیگم بمعہ اپنے بیٹوں کے واپس اپنے گھر لوٹ
گئیں۔ لیکن وہ دل کی بات نہ کہہ سکیں۔ اس کے لئے انہوں نے وہ دن منتخب کیا کہ
جب راخ کو اچھی ملازمت مل جائے۔۔۔۔۔ راخ نے بھی ماں کی بات مان لینے میں
عافیت سمجھی۔۔۔۔۔

دن یوں ہی لمحہ لمحہ آگے آگے ریگتے رہے۔ دن ہفتے اور پھر کئی ماہ گزر گئے
راخ نے امتیازی پوزیشن سے کلاس جیت لی تھی۔ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے کسی
اچھی ملازمت پر فائز ہونا چاہتا تھا۔ سویوں ہی ہوا۔ پاس ہوتے ہی اس نے ملک کے
تمام بڑے بڑے شہروں میں درخواستیں ارسال کر دی تھیں۔۔۔۔۔ وہ جن دفاتر میں
چاہتا تھا کہ اچھی ملازمت ہو اچھی تنخواہ ہو۔۔۔۔۔ تاکہ اس کا مستقبل روشن
ہو سکے۔ کیونکہ وہ ایک متوسط گھر کا فرد تھا۔ اس نے ترقی کرنا تھی اور قنوت بھی
متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا کیونکہ تیریز ابھی بچہ تھا
۔۔۔۔۔ اس نے تعلیم حاصل کرنا تھی۔

آج صبح سے ہی موسم ابر آلود تھا۔ وہ ابھی تک کمرے سے نہیں نکلا تھا۔ بلکہ
بستر میں ہی دھنسا ہوا تھا۔

ٹن ٹن۔۔۔۔۔ سامنے نصب شدہ کلاک نے دس کا گھنٹہ بجا دیا۔

ارے۔۔۔۔۔ وہ اچھلا اور دوسرے ہی لمحے تیریز کمرے میں داخل ہوا بھائی

جان۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ ہی تیریز نے ایک لفافہ راخ کی جانب پھینک دیا آپ کا خط۔

اور راخ نے چاک کر بھی لیا۔

جوں جوں وہ پڑھتا جاتا تھا خوشی و مسرت کے طے جلتے جذبات اس کے چہرے

سے عیاں تھے۔

او ہو اے ابھی مجھے ملازمت تو مل جائے _____ رہنے کا بندوبست تو بعد میں
 بھی ہو جائے گا _____ رنخ کے لئے سب سے بڑا مسئلہ لاہور جانے کا اور ماں کو
 چھوڑنا تھا _____ وہ تو خود پریشان ہو گیا تھا۔ امی جان _____ آپ بے فکر رہنے کا
 _____ جہاں بھی ملازمت ملی میں آپ کو وہاں ہی لے چلوں گا _____ میں تو خود
 آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا رنخ نے بہت تسلی بخشی دی تو تب کہیں رابعہ بیگم کی
 پریشانی دور ہوئی۔

آخر وہ دن بھی آن پہنچا _____ جس کا انتظار تھا _____ رنخ انڈیو میں
 کامیاب ہو کر سائز لینڈ کا بڑا آفسر نامزد ہو گیا۔ لاہور شہر میں اچھی جگہ خوبصورت
 کوٹھی اور نوکر اور بے شمار سولتیں میسر تھیں کراچی والے مکان کو کرایہ پر دینے کے
 بعد سب لاہور میں ہی شفٹ ہو گئے تھے۔ تیریز کو بھی آٹھویں میں داخل کروا دیا تھا،
 چند دنوں میں یہ سارا کام خفیہ خفیہ کیا گیا۔ وہ اچانک بتانا چاہتا تھا _____ لان میں
 کرسیاں بچھی تھیں۔ ملازم درمیانی میز پر چائے رکھ گیا تھا۔

عبدال _____

رابعہ بیگم نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر ہاتھ میں پکڑی تسبیح کو میز پر رکھ
 دیا، جی بیگم صاحبہ _____

عبدال چونک گیا۔

چل ہٹ گھوڑا _____ خبردار جو مجھے بیگم صاحبہ کہا _____ میں تو تیری ماں
 کے برابر ہوں _____ بیگم صاحبہ تو تم رنخ میری بہو کو کہہ سکتے ہو _____ رابعہ
 بیگم کی نظروں میں قنوت کا سراپا گھوم گیا۔

تو پھر آپ ماں ہی ہوئی نا _____

عبدال ڈرتے ڈرتے بولا۔

ہاں بھئی _____ تم میرے بیٹوں کی طرح ہو _____ بلکہ میرے بیٹے ہی

ہو۔

رابعہ بیگم حسب عادت بہت ہی شفقت جتاتے گئیں۔
 اچھا _____ یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں _____ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔
 رنخ آتے آتے قریب کی کرسی پر بیٹھ کر بولا۔
 عبدال سامنے کھڑا مسکراتا رہا۔
 جاؤ تیریز کو بھی بلا لاؤ۔
 بہت بہتر۔ _____

رابعہ بیگم کے کہنے پر عبدال تیز رفتاری سے لان میں سے نکل گیا۔

امی جان۔

رنخ نے کہا۔

کیا بات ہے بیٹا _____ دو ماہ ہو گئے ہیں تمہیں یہاں آئے ہوئے _____

ادھر _____ رابعہ بیگم کی فوراً "رنخ نے بات کاٹ دی۔

میرا خود یہی ارادہ تھا امی جان کہ ہم لاہور سیٹل ہو جائیں _____ پھر ماموں
 شفقت کے گھر والوں کی دعوت کریں گے _____ اس طرح وہ حیران بھی ہوں گے
 اور خوش بھی۔

رنخ کے چہرے پر خوشی چھلک رہی تھی۔

ٹھیک یہی ہے تمہاری بات۔

رابعہ بیگم بولیں۔

چند دنوں میں گاڑی ملنے والی ہے۔

رنخ نے کہا۔

گاڑی کیا کرو گے بیٹے _____ تاکہ میں چلے جائیں گے۔

رابعہ بیگم نہایت سادگی سے بولیں۔

ارے واہ امی جان _____ اب تانگوں وانگوں کا زمانہ بدل گیا ہے _____

گاڑیاں پسند کرتے ہیں لوگ۔ بہت دولت ہو _____ اونچا سٹیٹس ہو _____

راخ نے کہا _____ اور چائے بنانے لگا۔

ہاں بیٹا _____ تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ _____ ہر چیز ہی بدل گئی ہے۔
میرا خیال ہے اب انسان ہی قدیم رہ گیا ہے۔

ہاں امی _____ واقعی انسان بہت قدیم ہے _____ بیس ارب سال تو ہو گئے
انسان بنے ہوئے۔

راخ بولا _____ اور ماں کی سادگی پر ہنس دیا۔

آفتاب افق کی گود میں اتر گیا _____ کائنات پر چاروں اور سرفنی سی پھیل گئی۔
سرمایک دلکش شام عجیب منظر پیدا کر رہی تھی۔ لاکھ روئیاں اس شرارے کے سامنے
ہچ تھیں خوبصورت ڈنر سوٹ میں ملبوس سلیقے سے بال بنائے وہ اچھی طرح تیار ہو کر
باہر سڑک پر آگیا _____ ٹیکسی لئے سیدھا زینت بیگم کے ہاں پہنچ گیا۔
ٹیکسی سے اتر کر چند قدموں سے آگے شفقت میاں کا مکان تھا۔

راخ نے آہستہ سے کال بیل پر انگلی رکھ دی۔

اس کے ساتھ ہی جانی پہچانی آواز نے اس کی پیاسی روح کو سیراب کر دیا۔

کون _____

غلام _____

وہ بڑی بذلہ سنج کیفیت سے بولا۔

جی۔ _____

اور قنوت نے مسکرا کر دروازہ کھول دیا۔

بہت شریر ہیں آپ _____ ہنستے ہوئے _____ ارے پھوپھو جان _____

وہ راخ کو بغیر سواری کے کھڑے دیکھ کر حیرت زدہ سی ہو گئی۔

اگر اندر داخل ہو جاؤں تو بات بنے۔

راخ اور قریب آگیا۔

آئیے _____

وہ دروازے سے سرک گئی۔

وہ اندر صحن میں آگیا۔

کہاں ہیں سب لوگ۔

راخ نے چاروں طرف تذبذب انداز میں دیکھا۔

اس وقت سوائے عالی کے اور کوئی گھر پر نہیں ہے۔

قنوت نے آنچل درست کیا۔

چلو اچھا ہوا۔ _____

وہ بڑا بے تکلف صحن میں پچھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ آج آپ اس قدر
سرا کیوں لگ رہے ہیں _____ حالانکہ پہلے ایسا ہرگز نہ تھا۔

قنوت راخ کے سراپا کو بھی بغور دیکھ رہی تھی۔ یہ لباس میں سلیقہ _____
بت میں نکھار وہ بہت متذبذب سی اسے نکلے جا رہی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہیں آپ؟

راخ نے نظریں اٹھائیں۔

میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کراچی سے آئے نہیں لگتے۔ جیسے نزدیک سے ہی
ہوں۔

قنوت نے اس کے گھنے بالوں کو سلیقے سے بنے دیکھ کر کہا۔

ٹھیک ہے _____ نجوم سکھ لیا میرا خیال ہے۔

راخ نے کہا۔

نہیں _____ ویسے آپ اتنے تروتازہ ہیں کہ طویل سفر کے بعد آدمی ایسا تو
وتا۔ قنوت مسکرائی اور کچن کی طرف چل دی۔

ڈرائنگ روم میں چائے لے آؤ۔

وہ بے تکلف اٹھ کر ڈرائنگ روم کی جانب چل دیا۔

آج کتنا شادماں اور خوش تھا _____ ایک عرصے کے بعد محبوب کی رفاقت

وہ بھی خاموش چائے پیتی رہی۔

اور وہ قدرت کی گراں قدر صنایٰ پر متحیر سا چائے نوش کرتا رہا۔ جبکہ لڑکی میں سے آنے والی شریر ہوا قوت کے دراز گیسو ساری پشت سے ہٹا کر اس کے نیس شانے پر پھیلا دیتی پھر وہ ہلکی سی جنبش کے ساتھ بالوں کو واپس گرا دیتی۔ رہنے دو۔۔۔۔۔ کیا کہتے ہیں تمہیں۔

وہ بے چین سا بول اٹھا۔

وہ ایسی بھی کوڑھ مغز نہیں تھی۔۔۔۔۔ راسخ کی نظروں کا مضمون اچھی طرح ہتھی تھی۔ خاموش رہی۔۔۔۔۔ پھر برتن سمیٹ کر باہر نکل گئی۔ رات پڑ گئی۔۔۔۔۔ ابھی تک کوئی بھی نہیں لوٹا۔ قوت ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے بولی۔ اچھی بات ہے۔

اس کے ساتھ ہی راسخ نے قوت کا مرمیں نازک ہاتھ تھام لیا۔ اور وہ ساری سے لرز گئی۔۔۔۔۔ رگ و پے میں ایک برق سی دوڑ گئی۔

قوت۔۔۔۔۔

راسخ نے قوت کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔۔۔ قوت کو یوں محسوس ہوا جیسے بہت دور سے اسے پکار رہا ہے۔۔۔۔۔ پورے وجود میں کپکپی سی طاری ہو۔ انگ انگ ٹوٹنے لگا تھا۔

قوت۔۔۔۔۔

محبت کے لازوال جذبے کے تحت وہ حسن کا بے پناہ خزانہ اپنے قریب دیکھ کر نہ کر سکا۔۔۔۔۔ راسخ نے دونوں ہاتھوں سے قوت کے دلنیش چہرے کو ہاتھوں نایا اور اس کی روشن پیشانی پر محبت کی مرثبت کر دی۔

راسخ۔۔۔۔۔

وہ جیسے چلا اٹھی۔۔۔۔۔ لیکن آواز اس کے حلق میں انک کر رہ گئی

نصیب ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ جی بھر کے باتیں کرنا چاہتا تھا۔

چند لمحوں کی تاخیر کے بعد وہ طشتری میں چائے لے آئی۔

ایک کپ قوت نے خود لیا اور دوسرا راسخ کو دیا۔

شکریہ!

وہ کپ تھام کر بولا۔

کہاں ہیں سب لوگ۔

راسخ نے کہا۔

شادی پہ اور ابو رائے ونڈ کسی کام کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں۔

اچھا!

راسخ نے بغور گہری نظروں سے قوت کو دیکھا۔۔۔۔۔ قوت ایک حسیر

لڑکی تھی۔ حسن اور سادگی۔۔۔۔۔ گھڑاپا۔۔۔۔۔ سب خوبیاں اس میں

تھیں۔ بلاشبہ وہ اس کی بیوی بننے کے قابل تھی۔

کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟

قوت کے ہاتھ لرز سے گئے۔۔۔۔۔ وہ شاید راسخ کی نظروں کی تاب نہ

تھی۔

دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ نظروں پہ پابندی ہے کیا۔

راسخ بھی خوشگوار لہجے میں بولا۔

ایسی تو کوئی چیز نہیں۔۔۔۔۔

قوت کسر نفسی سے کام لے رہی تھی۔۔۔۔۔ یا اس کو یہ احساس ہی

کہ وہ اس قدر خوبصورت بھی ہے۔

میں جو دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ تمہیں اس کا علم نہیں ہے شاید۔

وہ بغور نظریں قوت کی آنکھوں میں ڈال کر بولا۔

چند لمحے کمرے کا ماحول پر سکوت رہا۔۔۔۔۔ کسی نے بھی لب کشا

اور وہ قنوت کا شانہ دبا کر باہر نکل گیا۔

وہ بہت دیر تک اس لمس کو محسوس کرتی رہی جو چند لمحے اس کے گرم گرم ہونٹ اس کی ٹھنڈی پیشانی پر چھوڑ گئے تھے۔ وہ اس کی ہو گئی ہے۔

بہیشہ کے لئے _____ من کے اندر مچکنے والی تمام خواہشات نے تکمیل لبادہ اوڑھ لیا تھا _____ وہ اس کی ہو گئی تھی۔

نس نس سے یہ آواز ابھری _____

وہ ترامیت ہے _____ وہ تیرا میت _____ تو اس کی پجارن

وہ تیرا دیوتا اور تو اس کی داسی _____

3

کلاس میں لپکھ دینے کے بعد وہ ابھی چاک واپس میز پر رکھنے ہی والی تھی کہ ملازم کی آواز پر وہ چونک گئی۔

کوئی صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔
منور نائب قاصد نے کہا۔

کون _____؟

جانتے ہوئے بھی اس نے لا علمی کا اظہار کیا۔

باقی جی وہی صاحب _____ پہلے بھی تو آتے ہیں۔

منور نے اس کی یادداشت کو لوٹانا چاہا۔

اچھا _____ اچھا _____ انہیں کمو _____ آرہی ہوں۔

قنوت نے رومال سے ہاتھ صاف کئے اور پرس اٹھایا۔

اتنی دیر میں بل ہو چکی تھی۔

وہ خراماں خراماں گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔

آداب _____

راخ نے دیکھتے ہی شریر انداز میں کہا۔

ارے واہ بڑی شان ہے جناب کی۔

قنوت خوبصورت کرولا ٹیوٹا دیکھ کر اظہار مسرت کرتے بولی۔

امی بلا رہی ہیں _____ آجاؤ _____ راخ قریب آگیا۔

قنوت کو آج راخ عجیب عجیب سا لگ رہا تھا _____ بہترین سیاہ سوٹ میں

اس خوبصورت وجیہ ڈیل ڈول دکش خدوخال کا مالک آج راخ بہت ہی اچھا لگ رہا

خیریت تو ہے _____ کس لئے بلا رہی ہیں پھوپھو جان؟

ماموں کے ہاں گئی ہیں۔

وہ شریر انداز میں قنوت کے شانے پکڑا سے صوفے پر بٹھاتے ہوئے بولا۔

ہمارے گھر۔۔۔۔۔

قنوت شکستہ بولی۔

جی ہاں۔

راخ بہادری دکھاتے بولا۔

اچھا۔۔۔۔۔ اس کا مطلب کہ میرے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے۔

بالکل۔۔۔۔۔ اور یہ جھوٹ عین عبادت ہے جناب من۔

وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمانبرداری انداز سے بولا۔

وہ کھل کھلا کر ہنس دی۔۔۔۔۔ راخ کی اس اداکاری پر قنوت کو ہنسی آگئی۔

عبادت کیسے ہوا؟

وہ بھی ہنس دی۔

اس لئے کہ آج دل چل رہا تھا کہ میں اپنے محبوب کو بہت قریب محسوس

کوں۔ اس کا انداز والمانہ تھا۔

نہ جانے کیوں قنوت سنجیدہ سی ہو گئی۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔

ٹھیک ہوں۔

وہ سادگی سے بولی۔

پھر یہ چہرہ کیوں لٹک گیا ہے۔

راخ نے بے پناہ محبت کے ساتھ قنوت کی ٹھوڑی کوانگلی سے اوپر اٹھایا۔ یہ جو

آپ قدم اٹھا رہے ہیں۔۔۔۔۔ اس کی اہمیت کو جانتے ہیں۔ قنوت نے بڑا مشکل

سوال کیا تھا۔

ہاں۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔

قنوت نے پوچھا۔۔۔۔۔

معلوم نہیں۔۔۔۔۔ تم آ تو جاؤ۔

وہ جھٹلا گیا۔

چھٹی لینا پڑے گی۔

قنوت نے کہا۔

تو لے لو نا۔۔۔۔۔ راخ نے کہا۔۔۔۔۔ میں انتظار کرتا ہوں۔۔۔۔۔

انتظار میں تو آپ بڑے ماہر ہیں۔

قنوت نے بھی شرارت کی۔

تو اور کیا۔۔۔۔۔ جب سر پر پڑی تو نبھائیں گے۔

وہ بھی آنکھیں نیم باز کرتے قنوت کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے بولا۔

وہ شرم سے پرے ہٹ گئی۔

آتی ہوں۔۔۔۔۔ ویسے آج ہاف ڈے (نصف یوم) ہے۔ وہ پلٹ گئی۔

اف تو یہ۔۔۔۔۔ یہ نوکری تو عورتوں کے لئے عذاب ہے۔۔۔۔۔ کر۔

جب تک شادی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ وہ خود ہی باتیں کرتا رہا۔

وہ چند منٹوں میں پرس جھولاتی باہر آگئی۔

تشریف رکھئے سرکار۔

راخ نے اپنے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھولا۔

وہ خاموش بیٹھ گئی۔

راخ پچھلی طرف سے ہوتا ہوا اپنی سیٹ پر سٹیرنگ پکڑ کر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر کے بعد گاڑی تارکول کی چمکیلی سڑکوں پر پھسلتی ہوئی وسیع و عریض

کوٹھی کے سامنے رکی۔

دونوں اتر کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔

پھوپھو کہاں ہیں؟

راخ ڈگرگا سا گیا۔
 یہ بڑی کھٹن راہ ہے _____ کانٹے ہی کانٹے ہیں اس پر _____ وہ جھک کر
 اچھا بابا _____ آؤ چلو _____ میں سارا الزام اپنے سر لے لوں گا۔ راخ
 نے قوت کو اپنے ایک بازو کے حصار میں لے کر کہا _____ اور دونوں ڈرائنگ روم
 سے باہر آگئے۔

یہ علم ہے مجھے _____ میں نے اچھے راستے کا انتخاب کیا ہے _____ اور
 پھول پنپے ہیں وہ مسرت بھرے انداز میں بولا۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ
 میں کانٹے چننا ہی نہیں چاہتا۔

اچھا _____ بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہیں آپ _____
 قوت بے ساختہ اس کے کالر سے کھیلتے ہوئے بولی۔
 قوت _____ بھولنا نہیں۔

راخ نے قوت کے کان میں سرگوشی کی۔
 لیکن وہ سمیٹ کر آنچل چلنے کی عادی تھی _____ صرف کسماکس رہ گئی۔
 شام کے دھندلکے پھیلنے لگے تھے _____ باتوں باتوں میں دونوں کو یہ احساس
 ہی نہ رہا کہ سورج بھی افق کی گود میں اتر رہا ہے۔

راخ اب کیا ہو گا۔
 وہ بہت بے چین نظر آرہی تھی۔

کچھ نہیں ہو گا _____ میں چھوڑ آؤں گا۔
 راخ اس کے ہاتھ تھام کر دباتے ہوئے بولا۔
 لیکن اس وقت ابا کیا کہیں گے۔

قوت نے کہا۔

ارے بھی کیا کہیں گے _____ کہ دینا پارٹی تھی _____ دیر تو ہو ہی جاؤ
 ہے _____ راخ مسکرایا۔

آپ کو مذاق سوچ رہا ہے _____ مجھے معلوم ہے _____ کیا ہو گا _____
 قوت جیسے پچھتا رہی ہو۔

گاڑی سے اترتے قوت نے باتوں کی آواز سنی۔

ڈرائنگ روم میں بھیا کی آواز بھی آرہی تھی۔

قوت _____ بیٹا اتنی دیر کہاں لگا دی۔

شفقت میاں ایک دم سے بولے۔

ارے ماموں جان _____ میں اگر وقت پر نہ پہنچ جاتا تو یہ محترمہ کالج میں ہی

رات بسر کرتیں۔ راخ نے بات بنائی۔

کالج _____ کالج کہاں سے آگیا۔

امی جان کالج میں مشاعرہ تھا _____ وہاں دیر ہو گئی _____ میں کہاں جاتی

تھی وہ سعیدہ ہے زبردستی لے گئی۔

قوت نے جھوٹ کا سہارا لیا۔

جو اگر جانا تھا تو ذرا جلدی کر لیتیں _____ اتنا شوق ہے آپ کو شعر و شاعری

نہ۔ راخ نے بات مذاق میں ڈال کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔ سب ہنسنے لگے۔

اچھا _____ بھائی اب اجازت دو۔

رابعہ بیگم ہنسنے ہنسنے انھیں _____ اور بیٹھو نا _____ کتنا اچھا ماحول تھا۔

زینت بیگم نے کہا۔

پھر سسی _____ دونوں ماں بیٹا راخ کے ساتھ گیٹ پر آگئے۔

کہیں ایسا نہ ہو _____ اپنی پھوپھو کا انتقام لیتا رہے۔

شفقت میاں آنے والے وقت سے خوفزدہ ہو گئے۔

نہیں نہیں آپ کے دل میں جس قسم کے بھی دوسے ہیں ان کو نکال دیجئے۔
بے شک میرا بیٹا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے _____ لیکن قنوت بھی لاکھوں میں ایک ہے
ایسی لڑکی تو چراغ لے کر تلاش کریں تو نہیں ملتی۔

رابعہ بیگم والہانہ انداز میں بولیں۔

قنوت میری بہت ہی پیاری بیٹی ہے _____ اس کا دکھ میں سہ نہیں سکوں گا۔
شفقت میاں د لگیر آواز سے بولے۔

او ہو _____ بھائی جان آپ کیوں اس قدر دل برداشتہ ہو رہے ہیں _____
قنوت کوئی غیروں میں تو نہیں جا رہی _____ میرے جسم کا ایک حصہ ہے _____
اس میں رنجور ہونے والی کوئی بات نہیں۔

اچھا کچھ دن ہمیں سوچنے کے لئے دو۔

شفقت میاں بولے۔

ہاں دو ایک دن کیوں _____ بہت دن سوچ لیں _____ لیکن ووٹ میرے
حق میں ہو۔

اس کے ساتھ شفقت میاں اور زینت دونوں ہنس دیئے۔

شام ہوتے ہی رابعہ بیگم روانہ ہو گئیں _____ ملازم گاڑی لے آیا تھا۔

کس طرح قدرت نے دن پھیرے ہیں ان کے _____

زینت بیگم نے حیرت زدہ ہو کر انگلی ہونٹوں پر رکھی۔

خدا ایسی لائق اولاد سب کی کرے _____ رابعہ بیگم نے محنت اور دکھ بہت
جھیلے ہیں۔ شفقت میاں کو ماضی یاد آنے لگا۔

یہ تو واقعی درست ہے _____ رابعہ بیگم نے بہت اذیتوں کے بعد یہ مقام
حاصل کیا ہے۔ زینت بیگم نے کہا۔

رابعہ بیگم کا بڑھتا ہوا التفات شفقت میاں اور زینت بیگم کے لئے حیرت انگیز
اور دلچسپ بات تھی۔ شفقت میاں اندر اندر بہت خوشی محسوس کر رہے تھے کہ اگر
راخ کے ساتھ قنوت کی نسبت طے ہو جائے تو کس قدر اچھی بات ہو _____ لیکن ابھی
تک زینت بیگم کو یہ احساس نہ ہوا تھا کہ قنوت اس کی سوتیلی ہے مگر اب راخ کو اعلا
عمدے پر فائز دیکھ کر وہ چاہنے لگی کہ اس کی اپنی بیٹی جس کو اس نے جنم دیا۔
یا قنوت کی نسبت اس سے طے ہو _____ وہ ان جذبات کو افشا بھی نہیں کرنا چاہتا
تھیں۔ قنوت کو بھی انہوں نے ماں بن کر پالا تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں دل کے
گوشے سے آواز آتی تھی کہ کسی اچھے گھر میں ان کی بیٹی بیاہی جائے۔ آخر وہ دن آ
گیا جب رابعہ بیگم نے شفقت میاں سے قنوت کا رشتہ مانگ ہی لیا۔

امید ہے کہ میرا دل نہیں توڑیں گے آپ لوگ _____

رابعہ بیگم نے زینت بیگم کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

اپنے بھائی سے بات کر لو۔

زینت بیگم نے شفقت کی طرف اشارہ کیا۔

کیا بات ہے _____ ہماری بہن کیا کہنا چاہتی ہے۔

شفقت میاں چائے کی چسکی لیتے مسکرا کر بولے۔

میں قنوت کو اپنی بیٹی بنانا چاہتی ہوں بھائی _____

وہ سیدھی سادھی گفتگو کرنے لگیں۔

دیکھ لو رابعہ _____ تمہارا بیٹا بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔

شفقت میاں بولے۔

یہ بات مت کہیں بھائی _____ آخر میں آپ کی بہن ہوں _____

رگوں میں آپ کا ہی خون ہے۔ رابعہ بیگم جیسے گزرزا انھیں۔

ابھی ہم لوگ زندہ ہیں _____
 زینت بیگم نے محبت سے بیٹے کو دیکھا۔
 لیکن میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔
 فراز کے انداز میں سوالیہ پن پوشیدہ تھا _____ نہ جانے اب وہ کیا کہہ دے
 گا۔

کیا کہنا چاہتے ہو تم؟
 زینت بیگم چونک سی گئیں۔
 میں چاہتا ہوں _____ کہ _____ وہ رک گیا _____
 ہاں، ہاں _____ بات مکمل تو کرو _____
 زینت بیگم کو احساس ہوا کہ جیسے اعراف میں لٹک رہی ہوں۔
 اہی ہماری زمین ہے نا _____
 فراز نے گھکیاتے ہوئے کہا۔
 ہاں ہے _____ پھر _____
 زینت بیگم نے کہا۔

میرا خیال تھا وہ فروخت کر کے میں کوئی کاروبار کر لیتا _____
 فراز _____ یہ کیا کہہ رہے ہو _____ تمہیں معلوم ہے وہ نصف مربع
 اراضی عالی کے لئے ہے۔ زینت بیگم کانوں کی لوڑوں تک سلگ اٹھیں۔
 عالی ایک دیوانی لڑکی ہے _____ نصف مربع اراضی کو کیا کرے گی اہی _____
 فراز خود غرض ہوتا جا رہا تھا۔
 تمہیں معلوم ہے _____ ہمارے بعد اس کا کوئی ٹھکانہ ہے _____ یہی زمین
 ہے جو اسے تحفظ فراہم کرے گی۔
 تحفظ _____ کیسا تحفظ؟
 وہ حیران رہ گیا _____

پھر ایک دن مبارک دیکھ کر دونوں خاندانوں نے قوت اور راسخ کی بڑی سادگی
 سے منگنی کر دی _____ کسی بڑی دعوت کا اہتمام نہیں تھا _____ لاکھ رابعہ بیگم نے
 کہا کہ کچھ تو دھوم دھڑکا ہونا چاہئے۔
 نہیں _____ رابعہ تم اپنے گھر جا کر جو مرضی کرو _____ یہاں سادگی سے عرو
 ہو گا۔ شفقت میاں بولے۔

اچھا ٹھیک ہے _____ جیسے آپ کی مرضی _____ میں کون ہوتی ہوں اصرار
 کرنے والی۔ کیوں نہیں تم میری بہن ہو _____ کوئی غیر نہیں _____ دیکھو نا میں
 نے یا قوت کو نہیں اطلاع دی _____ میں نے سوچا اس کو خط لکھ دوں گا _____
 تاکہ اس کا وقت ضائع نہ ہو۔
 چنانچہ رابعہ بیگم بڑی خوش و خرم اپنے گھر روانہ ہو گئیں۔ اپنے طور پر انہوں
 نے بہت خوشی کی دعوت کا اہتمام کیا _____ غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلایا۔
 فراز نے تعلیم مکمل کر لی تھی _____ اور اب ملازمت کی تلاش میں
 سرگرداں تھا۔ لیکن اس کو حسب منشا ملازمت نہ مل سکی۔ چاروں جانب مایوس ہو کر
 وہ زینت بیگم کے پاس آیا۔

اہی _____
 کیا بات ہے _____ زینت بیگم روٹی توے پر ڈالتے ہوئے بولیں۔
 میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔
 فراز کے چہرے پر تھکن کے آثار ہویدہ تھے۔
 کہو _____ لیکن ایسی کون سی بات ہے جو تم کہنا چاہتے ہو۔
 زینت بیگم نے روٹی چنگیر میں رکھی _____ دوسری روٹی پکانے کا خیال ہی جیسے
 ترک کر دیا۔ ملازمت تو مل نہیں رہی۔
 فراز کے انداز میں حد درجہ ناامیدی دوڑ رہی تھی۔
 مل جائے گی بیٹا _____ اس میں اس قدر دل چھوڑنے کی کیا بات ہے

تم سمجھتے کیوں نہیں _____ عالی کو جو سنبھالے گا وہی زمین کی آمدن کھائے گا۔ تاکہ عالی کسی پر بوجھ نہ پڑے۔
زینت بیگم نے کہا۔

شفقت میاں انتہائی کرب ناک لہجے میں بولے۔
یہ سب سوچنے اور محسوس کرنے کی باتیں ہیں _____ وہ بیٹا ہے آپ کا
بڑھاپے کا آسرا ہے۔
قنوت نے آخر کار راضی کر ہی لیا۔

تو امی عالی میری بہن ہے۔۔۔۔ میں نہیں سنبھال سکتا اسے۔
فراز نے ایک اور چال چلی۔
نہیں۔۔۔۔ تم نہیں اسے سنبھال سکتے۔۔۔۔ نہ جانے کل نکلاں کو تمہاری
بیوی کیسی ہو۔ وہ آنے والے خوف سے لرز اٹھیں۔

اور پھر چند دنوں میں نصف مربع اراضی فرازی کی ملکیت تھی۔
زمین کو فروخت کر کے اس نے وسیع پیمانے پر کاروبار شروع کیا۔۔۔ خدا کا
کرنا ایسا ہوا کہ کاروبار بہت چمکا۔ دن دو گنی اور رات چو گنی ترقی کی۔ چند ماہ یوں ہی
گزر گئے۔

گولہ ماریں بیوی کو فی الحال تو مجھے قدموں پر کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔
فراز جھنجھلا اٹھا۔

فراز اپنی علیحدہ دینا بے لیتا چاہتا تھا _____ وہ چاہتا تھا کہ اس کا اپنا گھر ہو اس کی بیوی اور بچے ہوں _____ وہ ایسی ہی سوچوں میں غرق رہنے لگا۔ اس نے جو کچھ بھی بنایا صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے کے لئے بنایا _____ وہ اپنی ذات کو بہت بلند دیکھنا چاہتا تھا۔ بیٹے کی خود غرضی شفقت میاں کو بڑی شاق گزرتی تھی _____ اسی سوچ نے ان کو بیمار سا کر دیا تھا۔ وہ کمزور ہونے لگے تھے۔ زینت بیگم خاموش رہتیں۔ آخر وہ کتیں تو کیا کتیں _____

آج صبح سے شفقت میاں کو موسمی بخار تھا۔ وہ کئی دنوں سے کام پر بھی نہیں گئے تھے۔

کچھ وقت تو دو _____ میں تمہارے باپ سے بات کروں گی۔
زینت بیگم دوبارہ روٹیاں پکانے میں مصروف ہو گئیں۔
آپ ابو کو منالیں گی _____ یہ مجھے یقین ہے۔
فراز جاتے جاتے بولا۔
چنانچہ دوسرے دن یہی بات شفقت میاں سے کی گئی _____ وہ کسی طور نہ
مانے اس وقت قنوت بھی موجود تھی۔

لیجئے چائے پی لیں۔

ابو جان _____ عالی کے لئے کیا میں کافی نہیں _____
 بیٹی تم کیا کہہ رہی ہو _____ وہ زمین فراز جب فروخت کر دے گا تو عالی کو
 کچھ نہیں ملے گا۔

زینت بیگم نے پیالی شفقت میاں کے سامنے چھوٹی میز پر رکھ دی۔

کوئی بات نہیں امی جان _____ نہ ملے _____ میں ملازمت کرتی ہوں
_____ عالی میری بہن ہے _____ جہاں میں وہاں عالی۔
تم بھی ٹھیک کہتی ہو بیٹی۔

شفقت میاں خاموش تھے۔۔۔۔۔ ان کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ کسی گہری سوچ میں متفرق ہیں یا حالات کی بھول۔ بھلیوں میں کھو گئے ہیں۔

زینت بیگم اور شفقت میاں ایک زبان بولے۔
تو دے دیجئے زمین بھائی کو۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں ابو جان۔۔۔۔۔

یا انہیں راستہ نہیں مل رہا۔۔۔۔۔

کیا سوچ رہے ہیں آپ؟

زینت بیگم نے ٹھوکا دیا۔

ہاں۔۔۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔۔۔ وہ چونک سے گئے۔

کچھ تو ہے۔۔۔۔۔ آخر چپ کیوں ہیں آپ۔۔۔۔۔ دل کی بات مجھ کہیں بوجھ ہلکا ہو گا۔

زینت بیگم جیسے گڑگڑا اٹھیں۔

میں بہت کچھ سوچ رہا ہوں۔۔۔۔۔ میری سوچوں کے دائرے لا محدود

۔۔۔۔۔ سروس ختم ہونے والی ہے۔۔۔۔۔ بیٹیاں ویسی کی ویسی بیٹھی ہیں۔۔۔۔۔ بنے گا؟

وہ بڑے تشویش ناک انداز میں بولے۔

یہ روگ آپ کیوں جان کو لگا رہے ہیں۔

زینت بیگم نے چائے ان کے ہاتھ میں تھمائی۔

کیا کروں۔۔۔۔۔ فراز نے بہت پریشان کر رکھا ہے۔

وہ جیسے کراہ اٹھے۔۔۔۔۔

میں تو کہتی ہوں شادی کر دیں اس کی۔۔۔۔۔ بیوی آجائے گی تو سارے کس نکل جائیں گے۔

شادی۔۔۔۔۔ کوئی لڑکی تلاش کی تم نے۔۔۔۔۔

وہ بھی شاید یہی چاہتے تھے۔

مل جائے گی لڑکی بھی۔۔۔۔۔ لڑکا کماؤ ہو۔۔۔۔۔ لڑکیوں کی کمی نہیں ہے

زینت بیگم نے عورتوں کی طرح ہاتھ نہچایا۔

ہوں۔۔۔۔۔ لیکن جب تک صاحب زادے پسند نہ کر لیں۔۔۔۔۔ ہاں؟

ہو گی۔۔۔۔۔ شفقت میاں کا انداز تشویش ناک تھا۔ اور یہ بات چشم زدن میں برادری۔

قریبی گھروں تک پہنچ گئی کہ زینت بیگم کو اپنے بیٹے کے لئے لڑکی تلاش ہے اور جب یہ معلوم ہوا کہ فراز کا کاروبار خوب چمک رہا ہے تو اس بات نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ آئے دن کوئی نہ کوئی عزیز رشتہ دار اپنی جوان بیٹیوں کے ساتھ شفقت میاں کے ہاں مسمان رہتا۔ وہ میزبانی کرتے کرتے تنگ آ گئے تھے۔ لیکن فراز کو کوئی لڑکی پسند نہیں آتی تھی۔ حالانکہ زینت بیگم نے اور بہت سی لڑکیوں کے نام بتائے۔

لیکن اس کا یہی جواب ہوتا۔

نہیں امی جان۔۔۔۔۔ جو میں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ نہیں۔

تو پھر کون سی پری اترے گی آسمان سے۔۔۔۔۔

زینت بیگم جھلا کر کہتیں۔۔۔۔۔

اترے گی۔۔۔۔۔ چند دن اور صبر کیجئے۔

وہ کہتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

دوسرے دن آفس میں بیٹھے وہ ایک دم سے چونکا۔

صاحب: کوئی مس صاحبہ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔

مس صاحبہ۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ یہاں آفس میں۔۔۔۔۔

وہ تذبذب کے عالم میں بولا۔

جی ہاں صاحب۔۔۔۔۔ وہ کل بھی آئیں تھیں۔۔۔۔۔ لیکن آپ نہیں تھے۔

زم نے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ بھیجو۔۔۔۔۔

فراز نے اپنے سامنے رکھی فائل کو ایک طرف رکھ دیا۔

آسکتی ہوں۔۔۔۔۔

کھٹکتی ہوئی آواز سے وہ چونک گیا۔

آئیے۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی فراز بری طرح چونکا۔

دروازے پر جو لڑکی کھڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ حد درجہ فریہ اور ٹھگنے قد کی تھی۔

انٹرویو لیں گے آپ _____
 وہ کچھ پریشان سی ہو گئی۔
 جی ہاں _____ اتنی اچھی پوسٹ کے لئے کسی بہتر شخصیت کی ضرورت ہو

گی۔

فراز نے کہا۔
 میں نے B.A فیسٹ ڈویژن میں کیا ہوا ہے _____ میزبانی کے فرائض بڑی
 اچھی طرح ادا کر لیتی ہوں۔

وہ جلدی جلدی اپنی خوبیاں گناتے ہوئے۔
 ٹھیک ہے محترمہ آپ 19 جنوری کو تشریف لائیے۔
 وہ آتا کر بولا۔

بہت بہتر _____ مجھے یٹنا کہتے ہیں _____ یاد رکھئے _____
 وہ کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

اف اللہ _____
 جھنجھلا کر فراز نے زوردار مکہ میز پر مارا۔
 چار بجتے ہی وہ آفس سے گھر لوٹ گیا۔
 مہمانوں سے گھر بھرا پڑا تھا۔
 ڈائننگ روم میں بڑے اہتمام سے چائے پیش کی گئی تھی۔
 کون ہے _____

فراز نے اپنے کمرے سے نکلتے زینت بیگم سے پوچھا۔
 میری خالہ زاد بہن ہے _____ اور ساتھ اس کے دونوں بچے _____ ایک
 بیٹا اور ایک بیٹی۔ کوئی رشتہ وشتہ کا چکر تو نہیں۔
 فراز نے قیاس آرائی کی۔
 ہے تو ایسی بات _____ لیکن تمہیں کہاں لڑکی پسند آئے گی _____ باپ تو

ہوئے کٹ بالوں میں وہ اور بھی مذہقہ خیز لگ رہی تھی۔ نہایت گھیردار فرائڈ اور
 اونچی ایڑی میں اس کی شخصیت کسی سرکس کے مسخرا عورت سے کم نہ تھی۔
 تشریف رکھئے۔

وہ از راہ اخلاق بولا۔

Thank You وہ نہایت دلربائی سے پیشانی سے بال ہٹاتے ہوئے۔

فرمائیے _____
 فراز کا دل چاہ رہا تھا کہ زور زور سے قہقہے لگا کر ہنسے _____ لیکن آدابِ
 خاطر تھے۔

آپ کا اخبار میں اشتہار پڑھا تھا۔
 وہ اٹھلا کر بولی۔

پھر _____
 فراز نے صرف اتنا ہی کہا۔
 آپ کو پرسنل سیکرٹری کی ضرورت ہے۔
 وہ اپنے کاغذات فراز کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔
 جی ضرورت تو ہے _____
 تو پھر میں اسی کام کے لئے آئی ہوں _____ مجھ سے بہتر یہ کام اور کوئی
 کر سکتا۔

لاہو لاوالا قوہ _____

وہ بے ساختہ بولا _____

جی _____!

وہ ایک دم سے بولی۔

میرا مطلب کہ ابھی انٹرویو کی تاریخ بہت دور ہے میڈم۔

فراز نے جان چھڑانا چاہی۔

کشم آفیسر ہے۔

زینت بیگم نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

کیا لڑکی لولی لنگڑی ہے۔

فراز شریر انداز میں بولا۔

اللہ نہ کرے۔۔۔۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ دیکھ لینا تم۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے کہا۔

امی جان آئیے نا۔۔۔۔۔ چائے پر سب لوگ پہنچ گئے ہیں۔

قنوت نے دونوں ماں بیٹا کو دیکھ کر کہا۔

قنوت کے ساتھ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔

ارے آپ۔۔۔۔۔

فراز کے منہ سے ایک دم نکلا۔۔۔۔۔

اور بیٹا تو مارے خوشی کے جیسے پاگل ہو گئی۔۔۔۔۔

ہائے اللہ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ کتنی Lucky لگی ہوں میں۔۔۔۔۔

بیٹا نے مسرت کا بھرپور اظہار کیا۔

آپ جانتے ہیں ایک دوسرے کو۔۔۔۔۔

قنوت کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے راخ نے کہا۔

ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ چند گھنٹے پہلے یہ میرے آفس آئی تھیں۔

فراز نے سامنے بیٹھ کر کہا۔

شادی دفتر بھی کھولا ہوا ہے آپ نے۔

راخ نے مذاق کیا۔

سب ہنسنے لگے۔۔۔۔۔ بیٹا کے ساتھ اس کا بھائی رمی قنوت کو دیکھ کر

دار قہقہے برسانے لگا۔

رمی بالکل اپنی بہن کی کاپی تھا۔ موٹا تازہ پست قد شانوں میں ٹھکی ہوئی

ردن عشق کا دلدادہ۔۔۔۔۔ لیکن ابھی تک شاید اس نعمت سے محروم ہی تھا

۔۔۔۔۔ اب جو قنوت نظر آئی تو محبت کے لئے تمام حربے آزمانے شروع کر دیئے۔

فراز صاحب اب تو میری نوکری پکی ہو گئی۔

بیٹا نے نیم باز آنکھوں سے فراز کو دیکھا۔

جی۔۔۔۔۔!

فراز چونک گیا۔

ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔۔۔ اپنوں کا یہی تو فائدہ ہے۔

بیٹا اور رمی کی والدہ بیگم زاہد اپنے تراشیدہ بالوں کو جھٹک کر بولیں۔

فراز خاموش ہی رہا۔ اسے سوال اور جواب دونوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

خدا خدا کر کے چائے کا دور ختم ہوا۔

اچھا ابھی ہم تو چلے۔

راخ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ارے اتنی جلدی۔۔۔۔۔ رات کھانے کے بعد جانا ہو گا راخ بھائی۔

فراز نے کہا۔

قنوت نے دیکھا۔ نہ جائیں حرج ہی کیا ہے۔

لیکن راخ خاموش نظروں کی زبان سمجھ چکا تھا۔۔۔۔۔

بھئی ایک شرط پر۔۔۔۔۔

راخ نے کہا۔۔۔۔۔ دراصل وہ نہیں چاہتا تھا کہ قنوت اکیلی سارے لوگوں کا

ناپکائے اور اپنے آپ کو ہلکان کرے۔

کونسی شرط؟

سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

آج رات کا کھانا میری طرف سے ہو گا۔

ارے واہ۔۔۔۔۔ یہ تو بڑی کڑی شرط ہے۔

بس شاپ پر کھڑے ایک دم سے اس کے پاس سفید گاڑی آکر رکی۔

اؤ _____

راخ نے دوسری طرف اسٹیرنگ کے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر کہا۔

میں بس پر چلی جاؤں گی۔

قنوت پر تکلف لہجے میں بولی۔

ارے واہ _____ ہمارے ہوتے ہوئے تم بس پر جاؤ _____ یہ کیسے ہو سکتا

ہے۔ اس کے ساتھ ہی راخ نے قنوت کا بازو کھینچا _____

وہ کھیانی سی سٹمی سٹائی راخ کے ساتھ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

یہ نوکری شادی کے بعد نہیں چلے گی۔

راخ نے موڑ کاٹتے ہوئے کہا اور قنوت نے مسکرا کر راخ کو دیکھا۔

وہ کتنا سچا _____ اور کتنا محبت کرنے والا انسان لگ رہا تھا۔ راخ میں واقعی

نرشتوں جیسی خوبیاں تھیں۔

وہ دل میں سوچ کر رہ گئی۔

گاڑی ایک وسیع العرض ریٹوران کے سامنے رکی۔

یہ گھر تو نہیں۔

قنوت نے کہا۔

لیکن گھر سے زیادہ پرسکون۔

راخ کے ساتھ وہ گاڑی سے اتر آئی۔

خوبصورت زینہ پار کر کے وہ ایک آراستہ پیراستہ کمرے میں داخل ہوئے۔

یہاں _____

قنوت تنہائی کا احساس پاتے ہی ٹھٹھکی۔

فراز نے کہا۔

کڑی نہیں _____ بالکل آسان ہو جائے گی _____ میرا خانہ ماں آجائے

_____ ادھر سے تیز اور امی کو بھی بلا لیں گے _____ سب کچھ یہیں کچے

_____ راخ نے کہا۔

قنوت نے گہری نظروں سے راخ کو دیکھا۔

امی جان _____ امی جان _____ فراز نے زینت بیگم کو پکارا _____ کیا

ہے بیٹے۔

وہ اندر داخل ہوتے بولیں۔

رات کا کھانا راخ بھائی یہاں دے رہے ہیں۔

فراز نے کہا۔

کیا مطلب؟

وہ ہاتھ پونچھتے ہوئے بولیں۔

امی جان راخ بھائی اپنی طرف سے ڈنر دیں گے _____ یہاں ہمارے

_____ فراز نے کھول کر ماں کو سمجھایا۔

بیٹا _____ کیوں اتنا تکلف کرتے ہو _____ ہم اور تم دو تو نہیں۔

زینت بیگم نے محبت سے کہا۔

اسی لئے تو کہا ہے ممانی جان _____ میرا بھی حق ہے _____

راخ نے بڑی فرمانبرداری کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔

ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ رک کیوں گئیں۔

راخ اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں کمرے کے وسط میں لے آیا۔

بیٹھو۔۔۔۔۔

راخ نے قوت کو اپنے سامنے بیڈ پر بٹھا دیا اور خود کرسی پر بیٹھ گیا۔ قوت پک سیم سی گئی تھی۔ اسے نہ جانے کیوں راخ کی آنکھوں میں عریانی رقص کرتی نظر آ رہی تھی۔ چند لمحے گزرے بل ہوئی۔

Yes۔۔۔۔۔

راخ نے کہا۔

اور ہر امداد لوانات چائے لے آیا۔۔۔۔۔ درمیانی میز پر چائے رکھتے ہی بہ

چلا گیا۔

قوت۔۔۔۔۔

راخ نے پکارا۔

وہ ایک دم چونک گئی۔

چائے نہیں بناؤ گی۔

راخ نے بغور اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ قوت ڈری ڈری سی لگ رہی تھی

قوت بغیر جواب دیئے چائے بنانے لگی۔ ایک کپ اس نے راخ کے سامنے

رکھ دیا۔۔۔۔۔ اور دوسرا خود لے کر پینے لگی۔

کیا بات تم خاموش کیوں ہو۔

راخ نے کہا۔

نہیں کچھ نہیں۔۔۔۔۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں۔

پھر بھی۔۔۔۔۔

راخ نے آخری گھونٹ حلق سے اتارا۔

کوئی بات تو ضرور ہے۔

وہ اٹھ کر قوت کے قریب بیٹھ گیا۔

راخ آپ ہوش میں تو ہیں۔۔۔۔۔

قوت اس کے بازو ہٹاتے اٹھتے ہوئے بولی۔

تمہیں دیکھ کر کون اپنے ہوش قائم رکھ سکتا ہے۔

راخ نے قوت کو اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔۔۔ حسن اتنا قریب محسوس کرتے

راخ کے حواس پر بجلی سی گری۔۔۔۔۔ اس نے چاہا قوت کو سینے میں بھر لے۔ قوت

کے بدن کی خوشبو اسے مدہوش کئے جا رہی تھی۔ وہ قوت کو اپنے بازوؤں کے حصار

میں بری طرح دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ قوت کی فوراً ”چھٹی حس بیدار ہو گئی تھی۔

کیونکہ راخ کی حرکات میں شیطانیت کا عنصر غالب تھا۔ وہ شرم و حجاب کی پوٹ بنی

ایک جھٹکے سے اٹھی۔۔۔۔۔ انسان شیطان بن چکا تھا۔ شرم کیجئے۔۔۔۔۔ میں سوچ

بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ اتنی گھٹیا حرکتوں پر اتر سکتے ہیں۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔

راخ نے بڑھ کر پکڑنا چاہا۔

ہٹ جا ہے میرے راستے سے۔۔۔۔۔

وہ بڑی تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔

دروازے کا پردہ شور سے لرزا اور پھر اپنی جگہ پر آگیا۔

راخ کیا ہو گیا تھا تمہیں۔۔۔۔۔ ایک شریف زادی کے ساتھ یہ سلوک۔

اس کے اندر کے آدمی نے کہا۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔ مجھ سے غلطی سرزد ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ میں اس کی عزت کا

محافظ ہوں۔ راخ نے چونک کر اپنے قریب دیکھا۔

وہ غلٹ میں اپنا پرس بھی چھوڑ گئی تھی۔

غیر ارادی طور پر اس نے پرس کو کھولا۔۔۔۔۔ جس میں چند روپے سیاہ اور

سرخ پین اور ننھا سا خوبصورت رومال اور اس کی تصویر تھی۔ جس کی پشت پر لکھا تھا

زینت بیگم مسرت بھرے انداز میں بولی۔

وہ خاموش سا زینت بیگم کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔

کیا بات ہے بیٹا _____ بہت دکھی لگ رہے ہو۔ واقعی وہ اس وقت رنجیدہ تھا۔

زینت بیگم نے دیکھا وہ بہت اداس لگ رہا تھا۔

کچھ نہیں _____ ممانی جان _____ کچھ بھی نہیں _____

وہ خاموش سا رہ گیا۔

عین اس وقت جبکہ وہ ڈرائنگ روم کی جانب آ رہا تھا _____ قنوت گھر میں داخل ہوئی وہ اسے نظر انداز کرتے اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

تم بیٹھو بیٹا _____ میں کھانا لاتی ہوں _____ قنوت بھی آگئی ہے۔ زینت بیگم نے کہا۔

وہ چپ سادھے ڈرائنگ روم میں بیٹھا رہا۔

چند لمحوں کے بعد چائے بھی زینت بیگم ہی اس کے لئے لے کر آئی تھیں۔

اسلام و علیکم آئی _____

کھٹ سے دروازہ کھلا اور رمی داخل ہوا۔

آؤ بیٹا _____ ٹھیک ہو _____ امی ٹھیک ہیں۔

جی ہاں سب ٹھیک ٹھاک ہیں _____ آپ سائیں ٹھیک ہیں۔

رمی ادھر ادھر دیکھ کر بولا۔

اللہ کا شکر ہے۔

فراز بھائی نہیں آئے۔

رمی نے تمہید باندھی _____ وہ بات کو شروع کرنے سے پہلے مطلوبہ شخص کے

بارے میں پوچھتا۔

نہیں۔۔

اور وہ کیا نام ہے آپ کی بیٹی کا _____ کیا نام ہے _____ بھلا سا _____

میری تصویر _____

راخ نے اپنی تصویر بغور دیکھا _____

قنوت کتنا چاہتی ہے مجھے _____ اور آج میں کیا کرنے والا تھا _____

وہ ندامت محسوس کرنے لگا _____ چند لمحے وہ خاموش آئینے کے سامنے کھڑا

رہا _____ پھر اس نے پرس کو کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا۔ ٹرے میں ہوٹل کا

بل ادا کرنے کے بعد لباس درست کر کے وہ باہر سڑک پر آگیا۔ نہ جانے کیوں محسوس

کر رہا تھا کہ سب لوگ اسے دیکھ رہے ہوں۔ وہ شرمندہ شرمندہ سا گاڑی میں بیٹھ

گیا۔

کئی دن گزر گئے۔

اس نے قنوت سے ملنا مناسب نہ سمجھا۔ اتنی مدت میں اس کا غصہ اتر چکا ہو گا

_____ لیکن آج جب کہ پندرہ دن ہو چکے تھے۔ دل بیتاب نے بری طرح اکسایا

_____ آفس سے سیدھی گاڑی سکول کی جانب موڑی۔ حسب عادت نائب قاصد کو

پیغام بھیجا۔ ویسے بھی چھٹی ہونے والی تھی۔

باجی جی _____ باہر گاڑی آئی ہے۔

قنوت چونک سی گئی۔ جو شخص دولت اور شیطانی ہوس کا غلام ہے وہ کیا محبت

نبھائے گا۔

انہیں کہہ دو _____ میں خود آجاؤں گی _____ آپ کا شکریہ۔ اسی سوچ کے

ساتھ بولی۔

قنوت نے کہا اور آفس میں گھس گئی۔

ملازم نے اسی طرح کہہ دیا۔

اچھا _____ شرمسار سا سیدھا قنوت کے گھر پہنچا۔

آؤ آؤ بیٹا _____ بہت دن ہوئے تمہیں آئے ہوئے۔

کے سامنے نہ آئی۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا۔ حسن اس قدر قریب ہو تو
 مشت کیوں نہ مچلے۔ یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے۔ وہ شرمندہ شرمندہ سا ڈرائنگ روم
 میں بیٹھا اوپر والے کمرے سے قنوت کی آواز سن رہا تھا۔ وہ رمی کے ساتھ بڑی
 خوشدلی کے ساتھ محو گفتگو تھی۔

وہ جل کر کباب ہو گیا۔

ایک دم اٹھا۔۔۔۔۔ اور قنوت کے کمرے کا زینہ پار کر گیا۔
 آسکتا ہوں۔

وہ پردا اٹھا کر بڑی خوش دلی سے بولا۔

آئیے آئیے راسخ بھائی۔۔۔۔۔ کئے کیسی طبیعت ہے آج کل۔۔۔۔۔

راسخ نے پلٹ کر قنوت کو دیکھا جو قریب سے کوئی میگزین اٹھا کر خواخوہ ورق
 گردانی کر رہی تھی، آپ کو کس نے کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔

راسخ پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ اسے ویسے بھی رمی کا وجود زہر لگ رہا
 تھا، کتنا کیا ہے۔۔۔۔۔ آپ کے چہرے سے عیاں ہے۔۔۔۔۔ بیمار سے لگ رہے ہیں

رمی ہنس دیا۔

چند لمحے گزر جانے کے بعد رمی کھڑا ہو گیا۔

اچھا قنوت جی۔۔۔۔۔ مجھے اجازت دیجئے۔

وہ بڑا مودب قنوت کے سامنے جھکا اور پھر پلٹا۔

بٹھو نا رمی۔۔۔۔۔ ابھی کہاں شام ہوئی ہے۔

ارے نہیں قنوت جی۔۔۔۔۔ آپ کہیں اور ہم نہ بیٹھیں۔۔۔۔۔ یہ تو نہیں
 ہو سکتا۔ تو پھر کون سی مجبوری ہے۔

قنوت دراصل راسخ کے سامنے تنہا بیٹھنا نہیں چاہی تھی۔

مٹی کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے۔۔۔۔۔ کل سے بخار ہے انہیں۔

رمی آنکھیں بند کئے سوچتا ہی رہ گیا۔
 قنوت کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔
 زینت بیگم نے اس کا حافظہ جھنجھوڑا۔

ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ قنوت۔۔۔۔۔ کیا حال ہے۔ ان کا۔۔۔۔۔

وہ ہنس دیا۔

اور کہاں ہے۔۔۔۔۔ میں مل سکتا ہوں ان سے۔

وہ عجیب قسم کا منہ بناتے ہوئے بولا۔

ہاں ضرور۔۔۔۔۔ اپنے کمرے میں ہو گی۔

اور وہ چائے لے کر ڈرائنگ روم میں راسخ کے پاس چل دیں۔

لو بیٹا چائے پیو۔

زینت بیگم نے درمیانی میز پر چائے کا کپ رکھا۔

رمی چلا گیا ہے۔

راسخ نے جان بوجھ کے پوچھا۔

نہیں۔۔۔۔۔ وہ اب شام کو ہی جائے گا۔۔۔۔۔ بڑا شریر ہے۔۔۔۔۔ قنوت

کے پاس گیا ہے۔

گپیں ہانک رہا ہو گا۔

ہوں۔۔۔۔۔

راسخ جل کر کباب ہو گیا۔۔۔۔۔ قنوت تو بہت زیادہ اس سے ناراض ہے۔ میرا

خیال ہے قنوت نے کسی قسم کی کوئی بات ماں سے نہیں کہی۔

یہ سوچ کر راسخ چپ سا ہو گیا۔

قنوت کا اتنی دور چلے جانا اس کے لئے ایسے تھا جیسے کوئی اس کی روح کو سینے

سے کھینچ لے اور اس کا بے جان لاشہ تڑپتا رہا ہو۔ وہ اس کو پسند کرتا تھا۔ نہ جانے

اس سے غلطیاں کیوں سرزد ہو جاتی ہیں۔ وہ بہت دیر تک بیٹھا رہا۔۔۔۔۔ قنوت اس

وہ کرسی پرے کرتا ہوا بولا۔

اچھا _____

قوت نے افسردہ سا چہرہ بنایا۔

اور رمی زینہ اتر گیا۔

وہ خواہ مخواہ ورق گردانی کرتی رہی _____ اور وہ اس کی تمام حرکات
سکنت کو بغور دیکھتا رہا۔

ناراض ہوا بھی تک۔

راخ نے جرات مردانہ سے کام لیا۔

نہیں تو _____ میں بھلا آپ سے کیوں ناراض ہونے لگی _____ میرا

حیثیت؟ قوت نے سوالیہ نظریں راخ کے چہرے پر ڈالیں۔

معاف نہیں کرو گی _____ کہہ جو رہا ہوں کہ غلطی ہو گئی _____ آؤ

انسان ہوں _____ وہ شرمسار سا بول اٹھا۔

لیکن اعتبار تو اٹھ گیا نا _____

قوت نے کہا۔

کیوں؟ _____ اعتبار کو کیا ہوا؟

آپ کو اپنے جذبات پر کنٹرول ہی نہیں ہے _____ ہر بات کا ایک وقت مقرر

ہوتا ہے۔ قوت نے راخ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے _____ میں مانتا ہوں _____ میں اب وقت کا انتظار کروں گا۔

راخ نے جیسے دل سے فیصلہ کر لیا ہو۔

قوت مسکرا دی۔

میرا پرس غالباً" میں وہیں چھوڑ آئی تھی۔

قوت نے حافظے پر زور دیا۔

تمہاری امانت میرے پاس موجود ہے _____ کسی دن لے جانا آکر _____

راخ نے سرخرو ہوتے بولا _____ جیسے منوں بوجھ اتر گیا ہو۔

ارے واہ _____ اب نہ میں آئی _____ آپ کل یہاں لے آئیے گا۔

وہ ہنس کر بولی۔

اس کا مطلب کہ تم نے دل سے بات کو نکالا نہیں۔

راخ نے بغور قوت کو دیکھا _____ حسن پاکیزہ یا معصوم حسن کہا جا سکتا تھا۔

وہ انتہائی دلکش اور اچھی لگ رہی تھی۔

شرم و حجاب کی پوٹ بنی وہ ایک طرف کو سمٹ گئی _____ وہ راخ کی گرم

نگاہوں کی تپش سے پکھلی جا رہی تھی۔ سفید پیشانی چند ٹانپے میں عرق آلود ہو گئی۔

اسکی آنکھوں میں تھرتھاتا ہوا خمار راخ کی جان لینے کے لئے کافی تھا۔

شام کے سائے بڑھتے جا رہے تھے۔ وہ اجازت لے کر اپنے گھر کو چل دیا۔ وہ

قوت کے بغیر ایک لمحہ بھی اب بسر نہیں کر سکتا تھا۔ قوت کی کمی وہ شدت سے

حسوس کرنے لگا تھا۔ ایک مجبور ہو کر اس نے ماں سے بات کر ہی دی۔

امی جان _____

کہو بیٹا کیا بات ہے۔

ماں نے سبزی بناتے ہوئے کہا۔

آپ شادی کی تاریخ پکی کیوں نہیں کرتیں۔

بیٹا _____ جب تک یا قوت کا رشتہ نہیں ملتا _____ قوت کی شادی نہیں

دگی۔

کیا مطلب؟

وہ جھٹکا کر بولا۔

میں درست کہہ رہی ہوں بیٹے _____ وہ قوت اور یا قوت دونوں کی شادی

ایک ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

یہ فیصلہ تو نہیں ہوا تھا۔

راخ نے کہا۔

بے شک! اس وقت طے نہیں ہوا۔۔۔۔۔ لیکن اب ایسا ہے۔ آپ ان بات تو کر کے دیکھیں۔

راخ سخت الجھن میں گرفتار ہو چکا تھا۔ قنوت کی علیحدگی اس کے لئے سہ روح تھی۔ وہ بہت جلد اسے بیاہ کر لانا چاہتا تھا۔
ٹھیک ہے میں بات کر لوں گی۔
ماں نے کہا اور اپنے کمرے میں چل دی۔

6

ای جان جلدی تیار ہو جائیے۔۔۔۔۔ اور باجی کو بھی کہہ دیجئے۔

فراز نے آتے ہی زینت بیگم سے کہا۔

کہاں؟

زینت بیگم نے کہا۔

ای۔۔۔۔۔ امی۔۔۔۔۔ بڑی معصوم بھولی بھالی لڑکی پسند کر لی ہے میں نے،
از خوشی کا زبردست اظہار کرتے بولا۔

کیا۔۔۔۔۔ لڑکی۔۔۔۔۔ پسند کر لی ہے۔۔۔۔۔

ہاں، ہاں تیار ہو جائیے۔۔۔۔۔ باجی باجی۔۔۔۔۔ جلدی چینیج کیجئے۔۔۔۔۔ وہ
ت کو اوپر منہ کر کے پکارتا بولا۔

اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔

چند لمحوں میں سفید ساڑھی میں قنوت دراز بالوں کی چوٹی لٹکائے۔۔۔۔۔ اونچی
ای کا جوتا۔۔۔۔۔ وہ تو قیامت لگ رہی تھی۔ ایک ایسی قیامت جو ہر ایک کے دل
برپا ہو سکتی تھی۔

اچھے خاڑے دولت مند لوگ تھے۔ ان لوگوں نے بہت آؤ بھگت سے فراز اور
کے گھر والوں کو خوش آمدید کہا۔۔۔۔۔ قنوت سے سب نے ہی خوش اخلاقی کا
ہرہ کیا۔ قنوت کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔
ب بیٹھے بیٹھے ایک عورت بوا الفت زینت بیگم کے پاس آئی۔
بہن یہ لڑکی تمہاری ہے۔

بوا الفت نے قنوت کی طرف اشارہ کیا۔ جو اس وقت فراز کی ہونے والی دلہن
محو گفتگو تھی۔

جی میری بیٹی ہے۔

زینت بیگم نے کہا۔

کہیں بات ہوئی ہے اس کی۔

بوا الفت دراصل اپنے بیٹے کے لئے اسے پسند کر بیٹھی تھی۔

ہاں بوا _____ قوت کی تو متنگی ہو چکی ہے _____ اللہ کرے فراز کی

بی بات فراز کی پسند تھی۔ شازیہ کا باپ فراز کے پاس کام کرتا تھا بلکہ حصہ دار تھا۔
غ رجم نیک اور صاف ستھرا آدمی تھا۔ کاروبار کے معاملہ میں اکثر شیخ رجم کے گھر
از کا آنا جانا تھا _____ آہستہ آہستہ شازیہ کی بات چلی اور پکی ہو گئی۔ کیونکہ بیگم
جیم حد درجہ چالاک اور زمانہ ساز عورت تھیں۔ انہوں نے اس انداز سے فراز کو
فوں پر ڈالا کہ اس کی رہائی نہ ہوئی۔ وہ آخر کار شازیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہو ہی
یا۔

ہوں _____

بوا الفت خاموش ہو گئی۔ جیسے ان کے دل کو بڑا صدمہ پہنچا ہو۔

زینت بیگم خاموش ہو گئیں۔ ان کا خیال تھا کہ شاید یاقوت کی بات

_____ چند لمحے سکوت رہا _____ پھر اس خاموشی کو زینت بیگم نے خود ہی توڑا۔

لیکن بوا تم کیوں پوچھتی ہو۔

زینت بیگم آگے کی ٹوہ لینے لگیں۔

ارے بی بی میرا لڑکا گھبرو جوان ہے _____ مجھے اس کے لئے ویسی ہی

لڑکی کی ضرورت ہے۔ بوا الفت نے پھر سامنے بیٹھی قوت کو دیکھا۔

کیا کرتا ہے تمہارا بیٹا۔

زینت بیگم نے کہا۔

ہیڈ کلرک ہے واڈا میں _____ بڑی کمائی ہے۔

بوا الفت نے ہاتھ سے دولت مند ہونے کا اشارہ کیا۔

زینت بیگم کی امید ٹوٹ گئی _____ وہ یاقوت کا بھی قوت کی طرح اچھا

رشتہ طے کرنا چاہتی تھیں وہ چپ سی ہو گئیں۔ کلرک کا رشتہ انہیں پسند نہ آ

لئے بات کو وہیں چھوڑ دیا۔

شام کو سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

شازیہ اچھی لڑکی تھی _____ ویسے بھی اچھی پڑھی لکھی تھی اور

جب بات پکی ہو گئی تو چند ماہ ٹھہر کر شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔

آہستہ آہستہ دن قریب آرہے تھے _____ جب چند دن ٹھہر گئے تو فراز کو سب

کر یاقوت کو بھی لے آیا۔ یاقوت کے آنے سے اور بھی گھر کا ماحول گلزار ہو گیا۔ ہر

ت ہنسنے ہنسانے والی شوخ و شک یاقوت ہر ایک سے بہت جلد بے تکلف ہونے والی

ت رانخ سے بھی جلد ہی بے تکلف ہو گئی۔ شکل و صورت میں وہ بے شک قوت

ہم شکل تھی _____ لیکن عادات کے اعتبار سے بالکل مختلف۔ قوت سنجیدہ لڑکی

یاقوت نے جب یہ دیکھا کہ رانخ جیسا دولت مند لڑکا بے حد سمارٹ وجیہ تو

ن کی قسمت پر رشک کرنے لگی۔ آج اکیلے میں وہ کہہ ہی بیٹھی۔

اف اللہ باجی _____ کمال کے نصیب ہیں تمہارے۔

یاقوت دھپ سے قوت کے قریب پلنگ پر بیٹھ گئی۔

کیوں _____

قوت کو حیرت ہوئی۔

اتنا اچھا خوبصورت دلہا ملا ہے _____ ایمان سے مجھے تو رشک آنے لگا۔

وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

فکر نہ کرو _____ تمہیں بھی ایسا ہی لے دیں گے۔

کہ اچانک کمرے کے دروازے سے رانخ نمودار ہو گیا۔

سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کے وجود کو نظروں میں تول رہا ہو یا وہ یاقوت سے بے تکلفی کی خواہش رکھتا تھا۔
اسلام و علیکم۔

اوپر آتے ہی رمی نے سلام کیا۔
آؤ بھی آؤ رمی تمہارا ہی انتظار تھا۔
راخ نے کہا۔

میرا انتظار _____ وہ کس لئے۔
رمی نے حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا۔
رمی کیرم کھیلیں گے _____ آؤ نا _____
یاقوت درمیانی میز پر کیرم سجا کر گولیاں درست کرنے لگی۔
آؤ بیٹھو باجی۔

یاقوت نے قنوت کو کہا، جو کھیلنے کے لئے بالکل تیار نہ تھی۔
راخ یاقوت کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ وہ قنوت سے اصرار نہیں کر رہا تھا۔ قنوت کا رواں رواں سلگ رہا تھا _____ وہ کئی دنوں سے دیکھ رہی تھی کہ
راخ یاقوت کے آجانے سے بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ یاقوت کے قریب ہونے کی
کوشش کر رہا تھا اور یاقوت کا بھی انداز خود سپردگی اسے ایک آنکھ نہ بھایا۔ وہ بہت
بے تکلف ہو گئی تھی۔

آؤ رمی تم میرے سامنے بیٹھو۔
قنوت نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے رمی کو اپنے سامنے والی کرسی پر اشارہ کیا۔

او Very Good _____ یہ میرے نصیب _____

رمی ہنستا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

راخ نے قنوت کی طرف دیکھا _____ لیکن اس کا دھیان کیرم بورڈ کی طرف
نہا۔ جہاں یاقوت کو سمن کے گرد گولیاں سجا رہی تھی۔

ارے آپ نے سن لیا۔
یاقوت ایک قہقہہ بلند کرتے ہوئی۔ لیکن قنوت صرف تبسم ہونٹوں کو سکڑا
گئی۔

جی ہاں _____ راخ ان دونوں کے قریب ہی آلتی پالتی مارتے ہوئے بولا۔
آپ کرسی پر بیٹھ جائیے نا۔
قنوت نے کہا۔

نہیں نہیں بیٹھے رہنے دو باجی _____ اتنا بھی ابھی سے احترام نہ کرو۔
یاقوت نے راخ کا گھٹنہ دبایا۔
اور راخ جم کر بیٹھ گیا۔

میرا خیال ہے کیرم کی ایک بازی نہ ہو جائے۔
یاقوت نے کہا۔

ٹھیک ہے _____ واقعی بڑا لطف آئے گا۔
راخ چٹکی مارتے ہوئے بولا۔

لیکن چار لوگ ہونے چاہئیں _____ ہم تین ہیں۔
یاقوت نے کہا۔

بلکہ دو ہی سمجھو _____ میں تو جا رہی ہوں پیپر دیکھنے۔
ایک دم سے اٹھتے اٹھتے یاقوت نے روک لیا۔

بیٹھو نا باجی _____ یہ کیا بات ہوئی _____ پھر دیکھ لینا پیپر۔
یاقوت نے قنوت کا آنچل کھینچا۔

آداب آنٹی۔

لو ونڈر فل _____ چوتھا ممبر بھی آگیا۔

راخ نے بڑی خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔

قنوت نے راخ کی جانب دیکھا _____ وہ یاقوت کی طرف بڑی عجیب

نہیں تو _____ کہاں گئی ہوئی ہے _____ اتنی دیر _____
قوت کا ماتھا ٹھکا۔

کہہ رہی تھی پروین کے ہاں جا رہی ہوں _____ اس کے ساتھ آئی ہے
زینت کر کے _____ زینت بیگم بستر سے ہی بولیں۔

یہ کونسا وقت ہے سہیلی کے گھر رہنے کا _____ رات ہونے کو آئی ہے۔
شفقت میاں کو غصہ آگیا۔

لیکن زینت بیگم خاموش رہیں۔

عین اس وقت راحہ اور یاقوت کے طے جلتے قہقہوں کی آواز آئی _____
قوت نے بھی آنکھیں اٹھا کر دیکھا اور زینت بیگم نے بھی کان کھڑے کر لئے۔

اسلام و علیکم ماموں جان _____

راحہ نے اندر جاتے سلام کیا۔

جیتے رہو بیٹا _____ بیٹھو _____

شفقت میاں راحہ کو اپنے سامنے کرسی کی جانب اشارہ کر کے بولے۔
شکریہ۔

راحہ نے بڑے مؤدب لہجے میں کہا۔

اے بیٹا _____ یاقوت تمہیں کہاں سے ملی۔

زینت بیگم نے کہا۔

ملنا کہاں تھا _____ میں تو خود ان کے گھر گئی تھی _____ میں نے سوچا ذرا
دوین پر گاڑی کا رعب پڑ جائے گا۔

قوت باورچی خانے میں ساری باتیں گوش گزار کر رہی تھی۔

راحہ بڑی فراخ دلی سے ہنسا۔

اب اسے ہنسی کس قدر آتی ہے۔ خوش رہتا ہے ہر وقت _____ جو وہ چاہتا
_____ قوت منہ میں بڑبڑائی۔

کھیل شروع ہوا _____ رمی خاصا مشاق لگ رہا تھا۔ کم تو قوت بھی نہ تھی۔
راحہ اور یاقوت نے بہت کوشش کی کہ بازی جیت لی جائے لیکن ایسا نہ ہوا
قوت اور رمی نے کھیل جیت لیا۔

راحہ اور یاقوت کھیانی سی ہنسی ہنستے ہوئے کھڑے ہوئے۔

آخری بازی نہیں لگے گی _____ رمی نے کہا۔

نہیں یار _____ بہت دیر ہو گئی _____ اماں انتظار کر رہی ہوں گی۔ را
خدا حافظ کتنا ہوا زینہ اتر گیا۔

اچھا میں بھی چلا۔

رمی نے کہا۔

ارے بیٹھو نا رمی _____

قوت تو خاموش رہی _____ البتہ یاقوت نے روکنا چاہا۔

No Thankyou _____ اور رمی نیچے اتر گیا۔

چند دن یوں ہی گزر گئے _____ موسم سرما کی تیج بستہ شام تھی۔ آسمان
بدلیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ سرد سینہ چیرتی ہوئی ہوا چل رہی تھی۔ سائیں سائیں کر
جب تیز و تند جھونکے چلتے تو گھر کے دروازوں کو بری طرح جھنجھوڑ کر گزرتے _____
ان کی آواز سے گھر کا ماحول درہم برہم ہو جاتا۔ آج زینت بیگم کی طبیعت خراب
_____ وہ بہت جلد بستر میں چلی گئی تھیں _____ شام کا سارا کام سکول
واپسی پر قوت نے سنبھال لیا تھا۔ یاقوت سہ پہر سے ہی گھر میں موجود نہیں تھی۔

قوت بیٹی _____

شفقت میاں نے کمرے سے ہی آواز دی۔

جی ابا _____

قوت ذرا بلند آواز میں بولی۔

یاقوت نہیں آئی۔

باقی کچھ کھانے کے لئے ہے۔

وہ لباس تبدیل کر کے کچن میں داخل ہو گئی۔

کیوں _____ پروین نے کھانے کا نہیں پوچھا۔

قوت نے بظاہر ہلکا سا مذاق کیا _____ لیکن اندر سے جل کر کباب تھی۔

پوچھا تھا _____ لیکن _____

راخ کو اندر آتے دیکھ کر یا قوت خاموش ہو گئی۔

بات مکمل کرو۔

قوت کا لہجہ ترش تھا۔

دراصل باجی _____ ہم قلم دیکھ کر آرہے ہیں _____ بڑی اچھی فلم

راخ بھائی نے مجبور کیا _____ ہم نے بھی ہاں کر لی۔

حسب عادت وہ بات صاف کر گئی _____ پردہ وہ کم ہی رکھتی تھی۔

اچھا _____ کیسی لگی آپ کو فلم۔

قوت نے راخ کو مخاطب کیا۔

ہوں _____ کیا _____ مجھے کما ہے _____ ہاں اچھی تھی _____ وہ

مری سے پلٹ گیا۔

قوت نے دونوں کو دیکھا۔ وہ دونوں اچھے خاصے ایک دوسرے میں کھل

گئے تھے۔

رکئے تو _____

یا قوت نے پکارا۔

راخ نے دیکھا۔

کھانا کھا کر جائیے گا۔

یا قوت نے روکا۔

نہیں _____ پھر کبھی سہی _____ راخ نے ایک اپشتی سی نظر قوت

حس چہرے پر ڈالی اور باہر نکل گیا۔

روک تو لیتی۔

قوت نے کہا۔

میں کیسے روکتی _____ حق تمہارا تھا باجی _____ پاؤں پڑتی نا جا کر _____

یا قوت نے چھڑخانی کی _____

خیر یہ تو نہ مجھ سے ہو گا۔

قوت میں نہ جانے اس قدر انا کیسے آگئی۔

باقی ایسا مت سوچا کرو۔ _____ راخ بہت اچھا انسان ہے۔

یا قوت نے قوت کے گلے میں باہیں ڈال دیں۔

ہوا کرے _____ مجھے اس سے کیا۔

قوت لا تعلق سی بولی۔ وہ جانتی تھی یا قوت دل پھینک سی لڑکی ہے۔ وہ کسی

کے ساتھ سنجیدہ نہیں ہوتی _____ وہ بہت جلد سب سے بے تکلف ہو جاتی ہے۔

اب سو بھی جاؤ بیٹی _____ سردی بڑھ رہی ہے۔

شفقت میاں باورچی خانے میں دونوں بہنوں کو بیٹھے دیکھ کر بولے۔

آپ دودھ تو پی لیجئے _____ چلے جاتے ہیں ابا۔

قوت نے کہا۔

اچھا کرے میں بھجوا دو۔

وہ اپنے بستر کی طرف بڑھ گئے۔

جاؤ ابا کو دودھ دے آؤ۔

قوت نے پیالہ بھرا اور یا قوت کے ہاتھ میں تھما دیا۔

کچن کو صاف کر کے وہ اپنے کمرے میں چل دی۔ یا قوت اپنے کمرے میں چلی

گئی۔ یا قوت کے ذہن سے راخ کا تصور نہیں مٹ رہا تھا۔ راخ اس کی بہن کا منگیترا

تھا۔ وہ اس کے ساتھ بے تکلف بھی تھی۔ راخ خود اس میں دلچسپی لے رہا تھا _____

قنوت نے کہا۔ یہ وہ راسخ ہے جو میری محبت کی قسم کھاتا تھا۔۔۔۔۔ کبھی نہ

اور _____ قوتِ راسخ کے بدلتے تیور دیکھ رہی تھی۔ اس کی سرد مہری اس بات کی دلیل تھی کہ وہ یا قوت میں دلچسپی لے رہا ہے۔ لیکن وہ مہربلب تھی وہ ابھی حرفِ شکایتِ زبان پر لانا نہ چاہتی تھی۔ وہ صرف خاموش تماشا بنی سب کچھ دیکھتی چلی آرہی تھی۔

ٹوٹنے والی قسمیں کھائی تھیں۔ اس کی سوچ کہیں پہنچ گئی۔ یا قوت ندامت سے پکھل سی گئی اور قنوت کے کہنے پر یا قوت نیچے اتر آئی۔

آؤ یا ر ایک بازی ہو جائے _____ کہاں چلی گئی تھیں۔

راخ نے یا قوت کو بازوؤں کے حصار میں لے کر زور سے دبایا۔

اف اللہ مر جاؤں گی _____

وہ بڑی دلربائی سے خود راخ کے سینے میں چھپتے ہوئے بولی اور عمل راخ چاہتا تھا۔

راخ _____

راخ مدہوش سا بولا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے باجی کو شک ہو چکا ہے۔

یا قوت کو یہ بات کب سے کھلک رہی تھی۔

ہو سکتا ہے۔

راخ نے یا قوت کی پیشانی پر جھکے بالوں کو ہٹایا۔

یا قوت نے دیکھا _____ راخ کو اس بات سے کوئی غرض نہ تھی _____ وہ قنوت کے لئے بالکل لا پرواہ ہو چکا تھا۔ یا قوت اس کے اشاروں پر ناچتی تھی۔

ادھر سر میں شدید درد کی وجہ سے وہ کچن میں چائے کپ بنانے نیچے آئی _____ صحن کا درواہ کھلا تھا۔

وہ ٹھنکی۔

راخ کہہ رہا تھا۔

مجھے قنوت میں اب کوئی دلچسپی نہیں رہی _____ وہ میرے لئے ایک عام سی لڑکی ہے۔ مجھے اس سے محبت تھی _____ لیکن وہ میرے معیار پر پوری نہیں اترتی _____ راخ _____ یہ تم ہو _____ تم اتنے بدل بھی سکتے ہو۔

وہ سک اٹھی۔ میرے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھانے والے۔ آنسو شریر

بچوں کی طرح اس کی آنکھوں سے گرتے رہے۔ محبتوں کا عذاب آج پوری طرح اس کے وجود میں اتر آیا تھا۔ اب ان ہی عذابوں کے چھپر تلے اسے زندگی گزارنی تھی۔ اس نے دکھوں کے بھانڈے میں اپنی خواہشوں اور خوابوں کو جلانا تھا۔ کیا یہی محبت کرنے والوں کا نصیب ہے۔

وہ ست روی سے کچن میں چلی گئی _____ چائے بنا کر کپ کو اپنے ساتھ کمرے میں ہی لے آئی _____ وہ نہیں جانتی راخ کب آیا اور کب گیا۔ وہ سوچوں کے گرداب میں بری طرح پھنس چکی تھی _____ عجیب عجیب قسم کے دوسو سے ندیشے دامن گیر تھے _____ کیوں محبت کرنے والے اسے چھوڑ جاتے ہیں۔

وہ سوچوں کی اتھا گمراہوں میں ڈوبتی ابھرتی رہی۔ حالات کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ قنوت نے اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا کہ یا قوت پوری طرح اس کے حق پر ڈاکہ ڈال چکی تھی۔ اس کی منگنی کو دو سال ہونے کو آئے تھے۔ لیکن ابھی تک رابعہ بیگم کی طرف سے شادی کی کوئی پیش قدمی نہ ہوئی تھی _____ زینت بیگم جب بھی بات کرتیں _____ رابعہ بیگم کا یہی جواب ہوتا۔

آج کروں گی بات _____ ایک تو اسے وقت ہی نہیں ملتا _____ رابعہ بیگم یہ کہہ کر ٹال جاتیں _____

اور شفقت میاں بری طرح زچ ہو جاتے _____ آخر کب کرو گی بات _____ دو سال ہو چکے ہیں _____ بوڑھی کرلوں میں لڑکی کو _____ وہ بے حد غصے سے بولتے۔

زینت بیگم اندر ہی اندر یا قوت کی حرکات پر غور کر رہی تھیں _____ انہیں معلوم تھا کہ یا قوت کی وجہ سے وہ شادی سے انحراف کر رہا ہے۔

بھائی صاحب ناراض مت ہوں _____ میں جانتے ہی اس کے کان پکڑتی ہوں _____ وہ اٹھتے ہوئے بولیں _____

ہاں، ہاں _____ پرسوں تک مجھے مکمل جواب دو _____

شفقت میاں بولتے ہوئے چھت کا زینہ چڑھ گئے اور رابعہ بیگم گھر سے نکل اپنے گھر روانہ ہو گئیں۔ برآمدے میں قدم رکھتے ہی اسے یاقوت کے ہنسنے کی آوا آئی۔

یاقوت _____

آج سے پہلے تو انہیں صرف شک ہی تھا _____ لیکن اب پوری طرح یقین ہو چلا تھا کہ یاقوت پوری طرح بہن کا حق چھین رہی ہے _____ اف میرے خ _____ انہیں چکر سا آگیا _____ وہ ایسا نہیں چاہتی تھیں _____ قوت ان کی پیاری بھتیجی تھی۔ نیک عادات و شرافت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ پھوپھو آگئیں۔

ایک دم چونکتے ہوئے یاقوت نے کہا۔

ہاں _____

اور فوراً "راخ نے یاقوت کو اپنے پہلو سے الگ کر دیا۔

آداب پھوپھو جان۔

بری طرح ندامت بھرے انداز میں یاقوت نے رابعہ بیگم کو آداب کہا _____ جو ڈرائنگ روم میں ہی آگئی تھیں۔

جیتی رہو _____ گھر میں تمہارا انتظار ہو رہا ہے _____

رابعہ بیگم کو بہت برا محسوس ہوا _____ انہیں اس طرح تنہائی میں راخ سے بے تکلف ملنا جلنا بے حد نا پسند تھا۔

یاقوت رابعہ بیگم کا روکھا سوکھا سالجہ محسوس کر گئی تھی۔

آج ماں کے سامنے راخ شرمسار سا لگ رہا تھا _____ لیکن اپنے جذبات سے مغلوب ہو چکا تھا۔

کھیانے سے انداز میں یاقوت نے بیگ شانے پر ڈالا۔

اجازت۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں راخ سے اجازت مانگی۔

اور دروازے سے باہر نکل آئی۔

یاقوت کے جاتے ہی جیسے رابعہ بیگم راخ پر برس ہی پڑیں۔

تمہاری اس کیفیت سے دو گھرتا ہوا ہو جائیں گے۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

کیا مطلب؟

راخ جان بوجھ کر انجان بن گیا۔

یہی بیٹا _____ کہ تم اکیلے میں یاقوت سے رسم و راہ بڑھا رہے ہو _____ یہ

مت بری بات ہے _____

ای جان _____ وہ _____

میں جانتی ہوں _____ اب تم کہو گے کہ وہ خود آتی ہے _____ تو یہ

ساری بات میں ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں _____ اگر اسے اپنی بہن کا احساس

میں تو تمہیں تو یہ خیال ہونا چاہئے کہ وہ تمہاری مگلیتر ہے _____ تمہاری ہونے

لی بیوی ہے۔

رابعہ بیگم بہت گرم ہو گئیں۔

راخ نے خاموش ماں کے غصے کو برداشت کیا _____ بولنے کے لئے اس کے

س ہے ہی کیا تھا۔ چند منٹ کمرے میں مکمل سکوت رہا _____ دونوں ماں بیٹا مہر

ب رہے _____ پھر چند سیکنڈ گزرے۔ رابعہ بیگم نے لب کشائی کی۔

ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی _____

رابعہ بیگم نے کہا۔

راخ نے چہرہ اٹھایا _____ کونسی بات _____ ای جان _____

یہی بیٹا _____ تم شادی کس کے ساتھ کرو گے _____ قوت کے ساتھ یا

ت کے ساتھ۔

رابعہ بیگم سیدھی ہوتے ہوئے بولیں۔

شادی تو یاقوت کے ساتھ _____

وہ بے دھڑک کہہ گیا۔

اور رابعہ بیگم کی آنکھوں میں تارے ناچنے لگے _____

راخ _____ یہ تم کیا کہہ رہے ہو _____ وہ قدرے چیخ اٹھیں _____

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں امی _____ قوت میرے معیار پر نہیں اتر سکتی

_____ راخ نے کہا۔

ہاں، ہاں _____ یاقوت تیرے معیار پر اتر سکتی ہے۔ ایسے لپھن قوت _____

نہیں _____ جو تمہیں پسند آتی _____ میں یہ کام کبھی نہیں ہونے دوں گا

_____ وہ میری بہو بنے گی _____ صرف وہ ہی _____ رابعہ بیگم پاؤں پٹنے

کمرے سے باہر نکل گئیں۔

اور وہ نکلنے پر سر رکھے سوچتا رہا۔ یہ معمہ حل ہوتا نظر نہیں آتا تھا _____

اور وہ یاقوت کو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ اس کے جذبات و احساسات کی قدر ہی نہیں

_____ وہ تو اس کی ہر بات پر لبیک کہتا اپنا فرض اولین سمجھتی تھی _____

شب یہی کچھ سوچتا رہا _____ حالات سے سمجھوتہ کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی

یاقوت کا جادو سرچڑھ کر بول رہا تھا _____ اور رابعہ بیگم کے لئے یہ بات بڑی د

بھری تھی کہ وہ قوت جیسی خوبصورت نگہ بہو سے محروم ہو رہی تھیں۔

بست دن گزر گئے۔

کئی چاند ابھرے اور روشنیاں بکھیر کر غروب ہو گئے۔ کئی آفتاب زمانے

اجالے دے کر وقت مخصوص کے ساتھ افق کی گود میں سو گئے۔ چاندنی بھی چھو

غریب کی بے کار گئی اور دولت مند کی راتیں جگمگا گئیں۔ کچھ تبدیلیاں بھی آئیں

یاقوت کو قریبی سول ہسپتال میں بطور نرس ملازمت مل گئی تھی۔ وہ حسہ عادت بہ

خوش تھی۔ قوت کے ساتھ بھی اس کا رویہ بالکل پہلے جیسا تھا _____ دیکھنے د

نڈازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ لڑکی اس قدر ظالم بھی ہو سکتی ہے جو اپنی بہن کا حق چھین

_____ لیکن راخ کا عشق اس طرح اس پر سوار تھا کہ اسے اور گرد میں کوئی چیز ایسی

نظر نہ آتی جو اس کی طالب توجہ ہو۔

شفقت میاں کو اب یہ دکھ دامن گیر تھا کہ شادی کی تاریخ مانگنے پر بھی رابعہ

نے کوئی جواب نہیں دیا _____ چند دنوں کی اور تاخیر کے بعد انہوں نے زینت بیگم

سے کہا۔

رابعہ تو نہیں آئی _____

وہ سیدھے ہو کر لحاف شانوں پر ڈالتے ہوئے بولے۔

اس دن کے بعد تو نہیں آئی _____ کیوں کوئی بات ہے _____

زینت بیگم ذرا ٹھٹھک گئیں۔

تمہیں نہیں معلوم _____ اب قوت کو کتنی دیر بٹھائے رکھوں گا _____

سال تو اس کی ملازمت کو ہو گئے ہیں۔

شفقت میاں بڑے د گہر لگ رہے تھے۔

ہاں یہ تو ہے _____ اب قوت کو اپنے گھر کی ہو جانا چاہئے۔

لیکن زینت بیگم کے ذہن میں کچھ اور ہی تھا _____ وہ بیٹی کے لپھن دیکھ چکی

ن وہ راخ کا جھکاؤ بھی دیکھ چکی تھیں۔ ان کی پوری چھپے ملاقاتیں _____ محبت کی

لہ بڑھتے بڑھتے بہت دور تک پہنچ گئی۔ وہ دونوں اتنی دور پہنچ چکے تھے جہاں سے

کا واپس لوٹنا بہت مشکل تھا _____ ایک موقع تلاش کرتے انہوں نے آج

ت سے بات کر ہی دی۔

سو گئی بیٹی _____

وہ یاقوت کے کمرے کا دروازہ کھول کر بولیں۔

نہیں امی _____ آجائے _____

یاقوت لحاف سیدھا کرتے خود بستر پر بیٹھ گئی _____ اور داسہنے ہاتھ سے بالوں

کو درست کیا۔
بیٹھے۔

ماں کو قریب آتے دیکھ کر کہا۔

تم سے کچھ باتیں کرنا ہیں۔

زینت بیگم نے ذو معنی انداز میں کہا _____ اور پھر اس کے قریب بیٹھ گئی

مجھ سے _____ خیریت تو ہے _____ ایسی کوئی بات ہے جو اس تاریکی

سانے میں کرنے والی ہے۔

یا قوت کا ماتھا ٹھنکا _____ لیکن پھر بھی مطمئن رہی۔

میرے اور تمہارے باپ کے نزدیک یہ بات بہت بڑی ہے _____

جانے اس کو کیسا سمجھو۔

زینت بیگم نے بغور یا قوت کو دیکھا _____ اس کا چہرہ ہر قسم کے خیالاً

جذبات سے عاری تھا۔

ہم چاہتے ہیں کہ قوت کی اب شادی کر دیں۔

زینت بیگم بات کی تمہید باندھتے بولیں۔

تو کر دیں _____ بڑی اچھی بات ہے امی _____

یا قوت ایک پہلو کو بدل کر پلنگ پر نیم دراز ہو گئی۔

لیکن یہ شاید ہو نہیں سکتی۔

زینت بیگم نے سامنے بیٹھی یا قوت کو بغور دیکھا۔

کیوں؟

یا قوت نے ماں سے کہا۔

اس کی خاص وجہ ہے۔

زینت بیگم نے کہا۔

وجہ _____ کوئی وجہ _____ راسخ بہتر انسان ہے۔

یا قوت سب کچھ جانتے ہوئے بھی نادان بنی رہی۔ جیسے ماں کچھ نہ جانتی ہو۔

وہ بہتر انسان تھا _____ لیکن اب وہ بہتر نہیں رہا _____ وہ خود غرض خود

بست ہے۔

زینت بیگم نے کہا _____ لیکن دل چاہا یا قوت کا منہ نوچ لیں۔ وہ شروع سے

حقیقت پسند رہی تھیں _____ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتی تھیں کہ یا قوت اپنی بہن کا

قن تلف کرے۔ اب وہ بہتر انسان کیوں نہیں رہا۔

یا قوت نے کہا۔ لہجے میں بے حد ٹھہراؤ تھا۔

مجھے کہنا تو نہیں چاہئے _____ لیکن بیٹی تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔

زینت بیگم اصلیت کی طرف آگئیں۔

امی جان _____ میں نے کیا کیا ہے _____

یا قوت نے بے گناہ بننے کی کوشش کی۔

وہ قوت کو چھوڑ کر تم میں دلچسپی کیوں لے رہا ہے _____ میں چاہتی ہوں

اسے قوت کی طرف راغب کرو _____ تاکہ وہ شادی تو کر لے _____ زینت

م لجاجت بھرے انداز میں بولیں۔

میں اسے چھوڑ بھی دوں گی تو وہ باجی سے شادی نہیں کرے گا _____ یا قوت

آنکھوں کا پانی ڈھل گیا تھا۔

کیوں شادی نہیں کرے گا _____ کیا وہ خوبصورت _____

ہے خوبصورت _____ سب کچھ ہے _____ مگر _____ وہ منہ کی بات چھین کر

مگر کیا _____ یہی کہ تم چاہتی ہو اس سے شادی کرنا _____ یاد رکھو اگر

_____ کہنے نے قوت سے شادی نہ کی تو وہ تم سے بھی نہیں کرے گا۔

باہی کی خود سری نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔

یا قوت نے قوت کی برائی ظاہر کر دی۔

اودہ میں بھول ہی گیا۔

اس کے ساتھ ہی راسخ نے فون اٹھایا۔

چائے بھجوا دو۔

اور ریسور رکھ دیا۔

چند سیکنڈ بھی نہ گزرے تھے کہ ملازم ٹرے میں چائے لے آیا۔

میرا خیال ہے کہیں چلنا چاہئے۔

راسخ نے کہا۔

وہ مسکرا دی _____ ماں کی باتوں سے اس کا دل بولنے کو بھی نہ چاہ رہا تھا۔

چائے بنا کر دونوں نے ایک ایک کپ لیا۔

چلو _____ شیزان چلتے ہیں۔

راسخ نے کہا۔

ٹھیک ہے۔

وہ جلدی سے اٹھی۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی دونوں کیفے شیزان پہنچ گئے۔

ویٹر _____

راسخ نے ویٹر کو آواز دی۔

آواز کے ساتھ ہی ویٹر نے مینو چارٹ ٹیبل پر رکھ دیا۔

میری اور تمہاری شادی نہیں ہو سکتی۔

وہ بڑے مایوس لہجے میں بولی۔

کیوں _____ اس میں میری مرضی کا دخل ہے۔

آپ کی مرضی کی کسے پرواہ ہے _____ باجی سے آپ کو شادی کرنا پڑے گی۔

وہ جھنجھلا کر بول اٹھی۔

یہ کیا بات ہوئی _____ قنوت کو اور بہت رشتے مل سکتے ہیں _____

یہ تو اپنے مقدر کی بات ہے امی۔ میں اس شخص کو پسند ہی نہیں کرتی۔

عالی بلا رہی ہے _____ دروازہ کھول کر قنوت داخل ہوئی _____ چہرے پر _____

غصیلا پن تھا۔

اس نے ماں بیٹی کی ساری گفتگو سن لی تھی _____

قنوت بیٹی _____ عالی سوئی نہیں _____

زینت بیگم ایک دم سے حیران رہ گئیں۔

_____ نہیں _____

قنوت نے زینت بیگم کا شانہ تھام لیا _____ اور یاقوت نے نظریں جھکا

نہ جانے ندامت سے یا نفرت سے۔

دوسرے دن یاقوت ہسپتال سے سیدمی راسخ کے آفس پہنچی _____

ارے واہ _____ بڑا اچھا دن کا آغاز ہوا _____ کہیں نکال تو نہیں دیا

والوں نے _____

صبح صبح راسخ یاقوت کو دیکھ کر بڑی بذلہ سخی سے ہنس دیا۔

نہیں خیر ایسی بھی کوئی بات نہیں _____ لیکن اس وقت 9 بج رہے

یاقوت نے تراشیدہ بالوں کی لٹیں سنواریں۔

_____ واقعی _____

راسخ نے سامنے آویزاں کلاک پر نظریں جمادیں۔

اچھا _____ بتاؤ _____ چائے یا کافی _____

وہ آگے کی طرف جھک کر بولا۔

چائے ٹھیک رہے گی۔

وہ ٹیک لگا کر فیض کے کالر سے کھیلنے لگی۔ پرس اس نے قریب ہی رک

خیر تو ہے _____ موڈ آف لگ رہا ہے۔

راسخ نے یاقوت کے چہرے پر بیزاری دیکھ کر کہا۔

وہ آہستہ سے بولی۔

کیا بات ہے! _____ ناراض ہو مجھ سے۔

راخ نے یاقوت کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔

راخ کو اس قدر قریب محسوس کرتے ہی وہ موم کی طرح پگھل گئی اپنے آپ کو

راخ کے توانا شانے پر گرا کر اسے کس قدر تسکین ہو رہی تھی۔

تم بتاؤ یاقوت کہ مجھ سے شادی کوگی کہ نہیں۔

وہ دوسری طرف سے جیسے حملہ آور بن گیا۔

جی _____ کیا کہا؟

وہ ایک دم چونکی۔

مجھ سے شادی کرنا پسند کروگی کہ نہیں _____ ہاں یا نا میں جواب دو۔

راخ نے آزمائشی لہجہ اختیار کر لیا تھا۔

لیکن وہ خاموش رہی _____ اور اپنے چہرے کو راخ کے سینے میں چھپا لیا۔

خاموشی نیم رضا۔

راخ نے مسکرا کر اسے اپنے سینے کے ساتھ بھیج لیا۔ نرم و نازک مرمریں بدن

نے اس پر سرشاری کا عالم پیدا کر دیا _____ وہ مدہوش سا ہو گیا۔

راخ _____

ہوں _____

وہ جیسے گہری نیند سے بیدار ہوا ہو۔

آپ دونوں کے افتراق سے دنیا مجھے کیا کہے گی۔

وہ بڑے ملول لہجے میں بولی۔

ارے جانے دو دنیا کو _____ کون پوچھتا ہے دنیا کو _____ میں تم سے اور تم

مجھ سے _____

ایک ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھاتے دونوں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

راخ نے سیدھے ہو کر کہا _____ کیونکہ میرا چائے معہ لوازمات لے آیا تھا۔

یہاں رشتوں کی بات نہیں _____ آپ باجی کے منگیتریں _____

یاقوت نے کہا۔

میں جانتا ہوں _____ لیکن اب ایسا نہیں ہے _____ میں اس سے شاد

نہیں کروں گا _____ راخ نے سخت لہجے میں کہا۔

یہ آپ کا اٹل فیصلہ ہے _____ وہ راخ پر اپنی مرضی بھی ٹھونستا نہیں چاہا

تھی۔

یاقوت نے کہا۔

بالکل _____ میرا حتمی فیصلہ ہے۔

راخ نے کپ واپس پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا _____

اور یاقوت خاموش ہو گئی۔

چھوڑو ان باتوں کو _____ آؤ تمہیں پکچر پر لے چلوں _____ راخ بڑ

اپنائیت سے بولا۔

دیر ہو جائے گی۔

یاقوت نے کہا۔

کوئی بات نہیں _____ اٹھو _____ شاباش _____

دونوں گاڑی میں بیٹھ کر سینما ہاؤس چلے گئے۔

فلم کا تو اک بہانہ تھا _____ بھلا باکس میں تنہا دونوں ہوں اور فلم کا _____

ہوش رہتا ہے۔

فلم شروع ہو چکی تھی۔ ہال میں مکمل اندھیرا تھا۔

یاقوت _____

راخ نے یاقوت کے کان میں سرگوشی کی۔

جی _____

شام کے سات بج رہے تھے سردیوں کی ٹھنھرتی ہوئی شام تھی۔ زینت بیگم نے بڑی اضطرابیت کے عالم میں گردن موڑ کر کلاک کو دیکھا۔ اتنے میں دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ وہ اونچی ایڑی کا جوتا پہنے تھی۔ دے پاؤں اپنے کمرے کا زینہ چڑھنے لگی۔ ابھی ایک پاؤں اوپر اور ایک نیچے ہی تھا۔

آگئیں۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

وہ پٹلی۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ فرمائیے۔۔۔۔۔

یا قوت نے یوں کہا۔۔۔۔۔ جیسے ماں کچھ اور ہی کہنا چاہتی ہو۔

اس وقت ختم ہوتی ہے تمہاری ڈیوٹی۔۔۔۔۔ نوج نوکری کرتی تم۔۔۔۔۔ کیوں شریف باپ کی ناک کٹوانے پر تلی ہوئی ہو۔

زینت بیگم کے منہ میں جو آیا کہہ گئیں۔

امی جان۔۔۔۔۔ کیا کیا ہے میں نے۔

وہ چلا کر بولی۔

اوپر سے قوت نے کان کھڑے کئے۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔ ابھی تمہیں پتہ ہی نہیں کہ تم نے کیا کیا ہے۔۔۔۔۔

تمہاری وجہ سے اس نے قوت سے شادی سے انکار کیا ہے۔

زینت بیگم سچ کہہ گئیں۔

میں نے اسے نہیں کہا کہ قوت سے شادی نہ کرو۔۔۔۔۔ سارے فیصلے اس کے اپنے ہیں۔۔۔۔۔ وہ خود مختار ہے۔

وہ دیدہ دلیری سے کہہ گئی۔

امی جان۔۔۔۔۔ بس کیجئے۔

قوت سے اور برداشت نہ ہو سکا۔۔۔۔۔ زینہ اتر کر اس نے ماں کو شانوں

شام کے سائے ڈھلتے ہی شفقت میاں نے کلاک پر نظریں گاڑ دیں۔

زینت۔۔۔۔۔

وہ صحن میں بیٹھی زینت بیگم کو پکارے جو عالی کو لئے بیٹھی تھیں۔ وہ آج قید بنی ہوئی تھی۔

جی۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے عالی کو ایک طرف کیا اور خود اندر داخل ہوئیں۔

ڈیوٹی کا وقت تو ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ یہ یا قوت نہیں آئی ابھی تک۔

وہ تشویش ناک لمبے میں بولے۔ انہیں کچھ شک ہو چکا تھا۔

ہو تو گیا۔۔۔۔۔ آجائے گی۔ آتے آتے بھی تو دیر ہو جاتی ہے۔

زینت بیگم نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ وہ جانتی تھیں کہ یا قوت کیوں اکثر دیر۔

گھر آتی ہے۔۔۔۔۔ وہ ماں ہونے کے ناطے کئی بار منع بھی کر چکی تھیں۔

لیکن اس کے کان پر جوں تک نہیں ریگیتی۔

اور قوت۔۔۔۔۔

قوت تو ابھی گئی ہے اپنے کمرے میں۔ شفقت میاں مطمئن سے ہو گئے

لیکن یا قوت کے لئے وہ مطمئن نہیں تھے۔ میں مسجد جا رہا ہوں۔

شفقت میاں نے سر پر ٹوپی رکھی۔

نماز پڑھنے جا رہے ہیں آپ۔

زینت بیگم نے کہا۔

ہاں۔۔۔۔۔

وہ گھر سے نکل گئے۔

اور زینت بیگم نے دوبارہ گھڑی کی طرف دیکھا۔ پلٹ کر وہ صحن میں آگئیں۔

سے تھام لیا۔ شاید اس میں بھی قوت اپنی توہین محسوس کر رہی تھی۔

امی اس میں افروختہ ہونے کی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ منگنی ٹوٹی ہے۔
کوئی نکاح تو نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ اسے حق ہے جسے چاہے اور جسے نا چاہے۔
آنسو پلکوں کی دہلیز توڑ کر رخساروں پر بہہ نکلے۔

اور یا قوت منوں وزنی قدم اٹھاتی زینہ چڑھ گئی۔
زینت بیگم بری طرح رو دیں۔

امی جان۔۔۔۔۔ آپ کیوں اس بات کو محسوس کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ وہ اُ
یا قوت کو پسند کرتا ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ آپ کر دیں شادی یا تو۔
کی۔۔۔۔۔ زہر کا پیالہ جیسے اس نے حلق میں اندیل لیا ہو۔۔۔۔۔ مقدر کی بات۔
امی۔۔۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔ میری زندگی میں یہ نہیں ہو گا۔
زینت بیگم نے قوت کو گلے لگا لیا۔

اس نے خواب دیکھے تھے۔ اس نے راسخ کو چاہا تھا۔ وہ اس کے احساسات اور
جذبوں پر قابض تھا۔ اس کی محبت قوت کی روح کی عین گہرائیوں میں اتر چکی تھی
یہ ابھی انوکھی بات تھی کہ دوریاں قربت میں بدل سکتی ہیں۔ لیکن قرب کی دوری
دور نہیں کر سکتیں۔

حالات بہت بدل گئے تھے۔ شازیہ دلہن بن کر گھر آگئی تھی۔۔۔۔۔ چند دن
گھونگھٹ اور جب نقاب الٹا تو شرم و حجاب کی پیکر شازیہ اپنی اصلیت پر آگیا
۔۔۔۔۔ وہ اپنے ساتھ بہت قیمتی اور بے شمار جیز لائی تھی۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی وہ
ساگن جو پیامن بھائی۔۔۔۔۔ شازیہ فراز کی چیتھی اور لاڈوں سے بیباہی دلہن تھیں
۔۔۔۔۔ اور ادھر زینت بیگم کا گھریلو ماحول بالکل سادہ اور مشرقی تھا۔

آج شادی کو چھ ماہ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ سوائے زینت بیگم کے گھر پر کوئی بھ
نہیں تھا۔۔۔۔۔ قوت سکول تھی اور یا قوت ہسپتال۔۔۔۔۔ شفقت میاں اپنے کمرے
میں لینے کب سے بخار میں پھنک رہے تھے۔۔۔۔۔ زینت بیگم کو جوڑوں کا درد رہتا

لگا تھا۔۔۔۔۔ تھوڑا بہت وہ کام تو کر لیتی تھیں۔۔۔۔۔ لیکن بندش کا کام ان سے
نہیں ہوتا تھا۔

ٹن سے کلاک نے دن کے بارہ بجائے۔

اے ہے۔۔۔۔۔ دوپہر کا کھانا کیسے کچے گا۔

زینت بیگم ایک دم ہڑبڑا سی گئیں۔

اچھا جاتی ہوں بہو کے پاس۔۔۔۔۔

وہ بڑبڑاتی ہوئیں شازیہ کے کمرے کی طرف چل دیں۔

شازیہ بیٹی۔۔۔۔۔ او شازیہ بیٹی۔۔۔۔۔

وہ محبت سے پکارتی ہوئیں کمرے میں داخل ہوئیں۔

کیا ہے اماں۔۔۔۔۔

شازیہ نے بڑی ناگواری سے زبردست جمائی لی۔۔۔۔۔ شاید اس کی نیند
خراب ہو چکی تھی۔

ہیں۔۔۔۔۔ تم سو رہی ہو۔

زینت بیگم نے کولہ پر ہاتھ رکھ کر حیرت زدہ سا ہو کر کہا۔

لیکن شازیہ لا پرواہی سے کروٹ بدل چکی تھی۔۔۔۔۔ اسے زینت بیگم کی
پریشانی کی مطلق پرواہ نہیں تھی۔

شازیہ بیٹی۔۔۔۔۔ کھانا نہیں پکاؤ گی۔۔۔۔۔ ایک بنجنے کو آیا ہے۔

تو میں کیا کروں۔۔۔۔۔ مجھ سے نہیں ہوتا یہ کام۔۔۔۔۔ کسی خانساں کا
بندوبست کر لیں۔

وہ جھنجھلا کر اٹھ بیٹھیں۔

ہم نے والدین کے گھر میں کبھی کام نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ یہ سالن والن کیسے
پکاتے ہیں۔

ہوٹل سے منگوا لیں۔۔۔۔۔ میں پے کر دوں گی۔

میں داخل ہوتے اس نے بڑے بڑے لفافے اس کے سامنے ڈھیر کر دیئے۔ شازیہ
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی بناؤ سنگھار کر رہی تھی۔

Yes Darling (ہیس ڈارلنگ)

کیا بات ہے _____ سو کر اٹھی ہو۔

وہ ٹائی کی گرہ نرم کرتے بولا۔

ہاں _____ لیکن تمہاری ماں نے سونے کب دیا۔ شازیہ کا لہجہ غصیلا تھا۔
شازیہ تراشیدہ بالوں کو جھٹک کر اس کے شانے سے چٹ گئی۔ امی نے _____ جھگڑا
ہو گیا _____ امی تو ایسی نہیں _____ وہ تذبذب کے عالم میں ششدر رہ گیا۔

ارے نہیں _____ تم پریشان کا ہے کو ہوتے ہو _____ ادھر سے پیغام آیا
کھانا پکاؤ _____ ادھر سے کھانا کھاؤ اور پکاؤ _____ جلدی آؤ _____ وہ بڑی ادا
سے کہنے لگی۔

اچھا _____ اس کے معنی کہ آج کھانا نہیں پکایا گیا۔

فراز نے ایک قہقہہ لگاتے بیوی کو ساتھ لگا لیا۔

نہیں _____ وہ ادائے دلربائی سے بولی۔

شازیہ نے فراز کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ دیں _____ کتنا جان لیوا تھا یہ
تصادم۔

وہ جھوم اٹھا _____

چلو تیار ہو جاؤ _____ کہیں باہر چلتے ہیں _____

وہ بیوی کے خچرے اسی طرح پورے کرنا فرض اولین سمجھتا تھا۔

اوہ Yes _____ شازیہ کی خوش 'نتا کو پہنچ گئی۔

کھانا باہر ہی کھائیں گے۔

شازیہ نے کہا۔

ہاں _____ اور کیا _____ اسی لئے تو جا رہے ہیں۔

وہ تولیہ شانے پر ڈالے ہاتھ روم کی طرف چل دی۔

بیٹی مجھ سے کام نہیں ہوتا _____ سب کھانے والے ہیں۔

وہ بڑی لجاجت سے بولیں۔

نہ پہلے کھانا میں پکاتی ہوں۔

وہ کستی ہوئی ہاتھ روم میں کھس گئی۔

یا قوت کی ماں _____ آجاؤ۔

سامنے کمرے سے شفقت میاں بولے۔

وہ آہستہ آہستہ ان کے پاس آگئیں۔

کوئی ضرورت نہیں کھانا پکانے کی _____ آرام سے بیٹھی رہو _____
سجھی۔

شفقت میاں خود بہت غصے میں تھے۔

شوہر کے غصے کو وہ جانتی تھیں _____

لڑکیاں اور لڑکا _____ کیسے روٹی کھائیں گے _____ چلو۔ ہم گئے بھاڑ میر

_____ زینت بیگم نے شوہر کی طرف بغور دیکھا۔

کوئی بات نہیں _____ رہنے دو بھوکا سب کو _____ بیٹھ جاؤ _____

شفقت میاں نے زینت بیگم کو اپنے قریب بٹھالیا۔

وہ خاموش بیٹھ گئیں _____ لیکن اندر سے وہ بری طرح ٹوٹی ہوئی محسوس

ہونے لگیں _____ انہیں ناکردہ گناہوں کی سزا مل رہی تھی۔ بیٹی من مانی کر رہی

تھی اور بیٹے نے من مانی کرنے کے بعد ایک ایڈوانس اونچے دولت مند گھرانے کی

عورت سے شادی کرنے کے بعد اس کے سکون کو تباہ کر دیا تھا۔

وقت ظہر مؤذن اذان دے چکا تھا۔ گاڑی رکی _____ جب سے شادی ہوئی

تھی وہ گھر میں جلدی آنے لگا تھا۔ بیوی کی کسی بات کو ٹالنا اس کے بس کی بات نہ

تھی۔ وہ فراز نہ رہا تھا _____ اس کا منج حیات صرف بیوی تھی _____ شازیہ کمرے

وہ بھی ہاتھ روم سے تازہ دم ہو کر آگیا تھا۔

پھر دونوں گاڑی میں سوار کینے ڈی روز میں چلے گئے۔ باہر کھانا کھانا ان کا معمول بن چکا تھا۔ کئی ہفتے یوں ہی گزر گئے تھے۔ آج شفقت میاں نے بیٹے کو دو حرفی بات کہنا مناسب سمجھا۔

یہ تم لوگوں نے گھر سے باہر نکل کر باہر کا کھانا شروع کر دیا ہے۔

یہ اپنی اپنی پسند ہے ابا جی۔

وہ بڑی سختی سے بولا۔

نہ تو گھر کا کھانا تمہیں اور تمہاری بیوی کو پسند نہیں۔

شفقت میاں آج مقابلے پر تلے ہوئے تھے۔

پسند ہے۔۔۔۔۔ لیکن وہ مختلف کھانے ایک وقت میں کھانے کی عادی ہے۔

فراز بڑی ڈھٹائی سے کہنے لگا۔

اچھا۔۔۔۔۔

شفقت میاں نے طنزاً "سر کو ہلایا۔

ویسے بھی میں علیحدہ گھر بنا رہا ہوں۔۔۔۔۔ یہاں وہ نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔

فراز نے بغور باپ کو دیکھا۔

علیحدہ گھر۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔۔

جیسے شفقت میاں کو سانپ نے کاٹ لیا ہو۔

جی ہاں ابا جی۔۔۔۔۔ ہمارا کوئی سٹیشن بھی ہے۔۔۔۔۔ اس گھر میں ہم لوگ

اب نہیں رہ سکتے۔

اچھا۔۔۔۔۔

وہ اتنا سا کہہ کر خاموش ہو گیا۔

یہ تو بہت بری بات ہے۔۔۔۔۔ ہمارے ارمان تو سب ادھور رہ گئے۔

زینت بیگم باہر سے آتے ہوئے بولیں۔

اب تم کسی ارمان کو پورا نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔ پوتے پوتیاں اب کسی اور

لہ کھلیں گے۔ شفقت میاں نے طنزاً "کہا۔

ابا۔۔۔۔۔ چائے لے آؤں۔

قوت نے حسب عادت اندر آکر پوچھا۔

لے آؤ بیٹی۔۔۔۔۔ سر میں شدید درد ہے۔

شفقت میاں ایک دم بولے۔۔۔۔۔ جیسے چائے نہ ہو آب حیات ہو۔

آپ کھانا تو کھا لیجئے۔۔۔۔۔ صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا آپ نے۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے کہا۔

ہاں ابا روٹی لے آؤں۔

قوت نے کہا۔

اب کھا لیجئے نا۔۔۔۔۔ پہلے کوئی صحت ٹھیک ہے آپ کی۔

زینت بیگم کو شوہر کی صحت کے بارے میں زبردست تشویش تھی۔

نہیں نہیں مجھے کچھ نہیں کھانا۔۔۔۔۔ ویسے بھی اس اولاد نے جینا حرام کر دیا

،۔۔۔۔۔ بھوک کیا خاک لگے گی۔

شفقت میاں کو فراز کے جانے کا دکھ جلائے جا رہا تھا۔

ابا۔۔۔۔۔ مت افسردہ ہوں۔۔۔۔۔ میں جو ہوں آپ کے پاس۔

قوت بڑی محبت سے باپ کے پاس بیٹھ کر بولی۔

تو کس کس کی کمی پوری کرے گی۔۔۔۔۔ میری بچی۔۔۔۔۔ کیا سارے خالی

نے تم نے بھرنے ہیں۔

شفقت میاں نے قوت کو اپنے ساتھ لگا لیا۔

فراز جو کب سے خاموش بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ قوت سے مخاطب ہوا۔

دیکھو نا باجی۔۔۔۔۔ شازیہ یہاں نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔۔ اگر میں اپنا علیحدہ

رخید لوں گا تو اس میں پریشانی کی کوئی بات ہے۔۔۔۔۔ میں کونسا ملک چھوڑ کے

جا رہا ہوں، نہیں نہیں میرے بھائی تمہیں پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔
پھر تم کونسا ملک چھوڑ کر جا رہے ہو۔

قوت نے بظاہر اس کی حمایت کی لیکن اس کے اندر چھپی ہوئی طنز فراز بھی محسوس کر لی تھی۔

بے شک وہ خاموش رہا۔

اچھا یہ بتا اتنا تو تیرا کاروبار پھیلا نہیں۔۔۔۔۔ اور تو نے لاکھوں کی کوٹھی بک خریدنے کا پروگرام بنا لیا۔
ایک دم سب چونکے۔

یا قوت بیگ لٹکائے ہسپتال سے لوٹ آئی تھی اور ساتھ راسخ بھی تھا۔

یہ ساری دولت سسرال کی ہے۔۔۔۔۔ ورنہ بھائی کے پاس تو ڈربہ بنائے پیسے بھی نہ ہوتے۔ یا قوت نے آتے ہی بیگ قریبی پلنگ پر رکھا۔

بکواس مت کرو۔۔۔۔۔ فراز نے کہا۔ اسے یا قوت کی مداخلت بری لگی۔

زینت بیگم نے کہا راسخ سے کما سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اور دوسرے لمحے قوت کمرے سے نکل گئی۔

راسخ اس کے نقش قدم کو دیکھتا رہ گیا۔ اس کی چال جو نفرت جھٹک انھی تھ

راسخ کو بہت برا محسوس ہوا۔ لیکن خاموش رہا اس نے توجہ کیا کم کی تھی کہ قوت۔

نفرتوں کا طوفان کھڑا کر لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس جگہ بیٹھنا پسند ہی نہیں کرتی تھی

جس جگہ راسخ موجود ہوتا، شفقت میاں کو آج پہلی مرتبہ راسخ کا یا قوت۔

ساتھ آنا پسند نہ آیا۔ یہ زینت بیگم نے بھی محسوس کیا۔ لیکن وہ موقعہ کی مناسبت۔

چپ رہیں ویسے تو قوت نے یا قوت سے بھی واجبی سی گفتگو کر لی تھی۔ فراز اٹھ

چلا گیا کیونکہ راسخ کے آجانے سے باتوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا۔

مختصر چائے کا دور چلا۔۔۔۔۔ اور راسخ اٹھ کر چلا گیا۔

اب پہلے جیسا گل و گلزار جیسا ماحول تو نہ تھا۔ گھر میں قوتوں کی بجا۔

خاموشی نے جگہ لے لی تھی۔۔۔۔۔ ہر کوئی اپنا کام کر کے اپنے کمرے میں گھس

جاتا۔ کسی کو کسی سے کوئی سروکار نہ تھا۔ صرف قوت ایسی لڑکی تھی جو ہر ایک کا

درد بنانا فرض اولین سمجھتی تھی۔ اسے اپنی تباہی و بربادی کا نہیں

دوسروں کے سکون و آرام کا زیادہ خیال رہتا تھا۔ باپ کی حالت اس سے نہیں دیکھی

جاتی تھی۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ شفقت میاں دن بدن زیادہ کمزور ہوتے جا رہے

تھے۔ یا قوت اور راسخ بے تکلفی کا تو انہیں آج ہی علم ہوا تھا۔ لیکن وہ کسی دن

باپ کا ذہن بھی صاف کر دے گی وہ کہہ دے گی کہ اس میں یا قوت کا نہیں میرا ہی

ارادہ ہے کہ میں شادی راسخ سے نہ کروں۔۔۔۔۔ وہ سوچوں کے عمیق سمندر میں

اترتی جا رہی تھی۔ وہ حالات کا ساتھ دینا چاہتی تھی لیکن حالات اس کا ساتھ نہیں

دے رہے تھے۔

لیکن ادھر رابعہ بیگم شدید الجھن میں گرفتار تھیں۔۔۔۔۔ وہ کسی قیمت پر بھی

قوت کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں۔ اکثر بیشتر اس موضوع پر بات ہوتی رہتی تھی

لیکن آج جب انہوں نے کھانے والی میز پر راسخ کو خوش دیکھا تو بات کر ہی

دی۔

بیٹا

جی امی

راسخ شامی کباب منہ میں رکھتے بولا۔

تم سے بہت ضروری بات کرنا ہے۔

رابعہ بیگم نے اس کے چہرے کو بغور دیکھ کر کہا۔

کیسے امی۔۔۔۔۔ لیکن مجھے علم ہے کہ آپ کیا کہیں گی۔

راسخ نے سامنے گیٹ کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ تیز ہاتھ میں بیٹ لے ادھر ہی

رہا تھا۔

بھوک۔۔۔۔۔ بہت بھوک

تمیز کھانا تادل کرنے کے بعد جا چکا تھا۔۔۔۔۔ اب رابعہ بیگم کے لئے واحد
راستہ صرف یہی تھا کہ وہ یا قوت سے خود بات کریں۔۔۔۔۔ لیکن یا قوت سے بات
کرنے کا فائدہ۔۔۔۔۔ قنوت نے تو نفرت کی دیوار اتنی بلند کر لی تھی کہ جہاں سے
راخ کا سایہ بھی نہیں تھرک سکتا تھا۔۔۔۔۔ اسے راخ سے شدید نفرت سی ہو گئی تھی
۔۔۔۔۔ ایسے ہر جائی بھنورے کو ختم کرنے کا اگر اس کے پاس اختیار ہوتا تو وہ کب
کی اسے ختم کر چکی ہوتی۔۔۔۔۔ رابعہ بیگم نے یہ سوچا کہ یا قوت کو کہنے کی بجائے
قنوت سے بات کی جائے

اور

پھر وہ ایک دن وقت نکال کر بھائی کے گھر پہنچ گئیں۔

رابعہ تم۔۔۔۔۔ اس وقت۔۔۔۔۔

شام کے سائے ڈھلتے دیکھ کر زینت بیگم رابعہ بیگم کو دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

بس یہی وقت موزوں دیکھا تو آگئی۔

رابعہ بیگم نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

بیٹھو نا۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔ قنوت ہو گی گھر پر۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

ہاں۔۔۔۔۔ اوپر ہے۔۔۔۔۔ ملنا ہے اس سے۔

زینت بیگم بھی یہی چاہتی تھیں کہ وہ کسی طرح مان جائے۔

ہاں کچھ باتیں کرنا ہیں۔

رابعہ بیگم میڑھی پر قدم رکھتے ہوئے بولیں۔

ہاں، ہاں کو بات۔۔۔۔۔ میں چائے بناتی ہوں۔

زینت بیگم نے چولہا جلایا۔

وہ کرسی گھسیٹ کر میز کے گرد بیٹھ گیا۔

اوہو۔۔۔۔۔ ہاتھ تو دھو لو بیٹا۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم نے اسے اٹھنے کے لئے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔

تمیز فوراً اٹھا۔۔۔۔۔ قریبی میس سے جلدی جلدی شراب شراب منہ ہاڑ

دھو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

ویسے امی۔۔۔۔۔ قنوت باجی لا جواب ہے لا جواب۔۔۔۔۔

بیٹھے ہی تمیز نے ماں بیٹی کی گفتگو سن کر کہا۔

ٹھیک ہے امی جان۔۔۔۔۔ اب کیا کروں۔۔۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔

راخ نے سٹٹاتے ہوئے ماتھا پکڑ لیا۔

بیٹا یا قوت سے تعلق ختم کر لو۔۔۔۔۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔

رابعہ بیگم نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

میں پھر بھی قنوت کو حاصل نہیں کر سکوں گا۔

راخ نے کہا۔

کیوں؟ کیا ہے اس کو۔۔۔۔۔ تمہیں تو اس سے محبت تھی۔

فوراً رابعہ بیگم نے نظریں راخ کے چہرے پر گاڑ دیں۔۔۔۔۔ تمیز نے

لقمہ ہاتھ میں پکڑے رکھا۔

وہ اب میری طرف نہیں لوٹے گی امی۔۔۔۔۔ میں چند دنوں میں ۲۱

مستقل مزاجی دیکھ چکا ہوں۔۔۔۔۔ وہ چٹان کی طرح ہے امی۔۔۔۔۔ وہ ٹوٹنا جانے

جھکننا نہیں۔

راخ نے سچ بولنے کے لئے بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا۔

ہوں۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم خاموش ہو گئیں۔

بیٹی _____

رابعہ بیگم نے دروازہ کھول کر کہا۔

قنوت ایک دم چونک سی گئی _____ اس وقت وہ بڑے انہماک سے پرچے پر
کر رہی تھی۔ ارے آئیں نا پھوپھو جان _____ آپ رک کیوں گئیں _____ تو
ترپ کر اٹھی اور رابعہ بیگم کو بازو سے پکڑ کر اپنے پاس لے آئی _____ جہاں
پرچے سیٹ کر رہی تھی۔

کیسی ہیں آپ _____ ایک عرصے سے آپ کو دیکھا ہی نہیں تھا۔

قنوت بڑی محبت سے بولی۔

شکر ہے خدا کا _____ تم بتاؤ _____ تم کیسی ہو _____ یہ پڑھا پڑھا کر

کمزور نہ کر لینا۔

رابعہ بیگم نے محبت سے قنوت کو ساتھ لگا لیا۔

ارے نہیں پھوپھو جان _____ یہ سر ہے کسی رئیس زادے کا ٹینک اکاؤ

نہیں جو کمزور پڑ جائے گا۔

رابعہ بیگم اس کی ذومعنی بات نہ سمجھتے ہوئے ہنس دیں۔

ایسا لگتا ہے کہ تم خوش نہیں ہو۔

رابعہ بیگم نے بغور قنوت کے چہرے کی کسی سخت شکن کو ابھرتے دیکھ کر کہا

میں _____ میں تو بہت خوش ہوں _____ بھلا اسے بھی کسی شے کی طلبہ

جاتی ہے، جس کے پاس اچھے انسان کی بخشی ہوئی قبولیت کی سند ہو۔ جس کے قبضے

ایک دل ہے۔ جس کی روح کا ناتا کسی روح سے بندھا ہو۔ کسی کے نام سا،

یادوں کے حسین میلے، وفا کی انوکھی داستاں، سب میرے ہیں۔ جس شخص کے پاس،

کچھ ہو _____ وہ خوش نہ ہو گا تو اور کیا ہو گا۔

رابعہ بیگم دکھ سے بھری طنزیہ گفتگو سن کر اور دکھی ہو گئیں۔

بیٹی میں تمہاری شادی کی بات کرنے آئی تھی۔

رابعہ بیگم نے اس کے کانڈ ایک طرف رکھ دیئے۔

شادی _____ میں نے اس تصور سے جان چھڑالی ہے۔

قنوت نے تن کر کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے _____ عورت کو بڑھاپے میں، مرد کے سہارے کی ضرورت

ہوتی ہے۔ جو کچھ میں نے بتایا ہے _____ وہ سب کچھ میرے سہارے ہیں اور ان

سب سہاروں کے سنگ زندگی بڑی اچھی گزر سکتی ہے۔

تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو _____ لیکن یہ پہاڑی زندگی۔

وہ قنوت کی پیشانی پر پیار بھرا بوسہ دے کر بولیں۔

قنوت چٹان کی طرح اٹل تھی۔

چند منٹ باتیں کرنے کے بعد وہ واپس آگئیں اور خاموش اپنے ارد گرد کے

الات کا تانا بانا بننے لگی۔ وہ اس جال میں پھنس چکی تھی۔ نکلتا اس کے بس میں نہیں

تا۔

زیب نہیں دیتیں۔

وہ بے حد پریشان نظر آ رہی تھیں۔

اچھا یہ بتائیے _____ قنوت نے کیا کہا۔

راخ کو معلوم تھا کہ ماں قنوت کے پاس گئی ہے۔

وہ چٹان کی طرح اٹل ہے _____ کسی صورت نہیں مانتی۔

کیا مطلب؟

راخ جیسے شرم سے زمین میں گڑھ گیا۔

مطلب یہی کہ وہ اب تم سے شادی کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے۔

ماں نے بیٹے کو بغور دیکھ کر کہا۔

اچھا _____ یہ بات ہے _____ کسی اور سے کر لے گی۔

وہ ڈھٹائی سے بولا۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا _____ وہ اب شادی کے نام سے ہی نفرت کرنے لگی

ہے۔

رابعہ بیگم حقیقت میں قنوت کی طرف دار تھیں۔

راخ خاموش تھا _____ اس کی وجہ سے ماں بہت اداس ہو گئی تھی۔ لیکن

ب وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا _____ وہ یا قنوت کے ساتھ بہت آگے پہنچ گیا تھا۔

ب پیچھے ہٹنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

ماحول چند لمحے پر سکوت رہا _____ پھر رابعہ بیگم نے یوں اس سکوت کو توڑا۔

ویسے بیٹا جو تمہاری حرکت ہے وہ ہے بڑی معیوب سی _____ کوئی آدمی یہ پسند

نہیں کرتا جو تم نے کیا ہے _____ ادھر یا قنوت کو ایسا رد عمل نہیں اختیار کرنا چاہئے

تھا۔ جس سے اس کی بہن کی سادھ متاثر ہوتی۔

یا قنوت کے بارے میں پریشان ہونا رابعہ بیگم کا اصول بن چکا تھا۔ انہوں نے

شفقت میاں کے گھر بھی جانا چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ وہ جب بھی وہاں جاتیں شفقت میاں

بعض لوگوں کی تقدیریں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ ان کے نصیب میں

قسمت کے پیمان لکھے ہوتے ہیں۔ وہ زندگی کے سفر پر محبت کا زاد راہ لے کر

ہیں تو کبھی کرب کے کانٹے راستہ روک لیتے ہیں، کبھی دکھ کے دریا دل کی دنیا

دیتے ہیں اور کبھی یہ ظالم خود غرض دنیا اپنے درپوں سے درد کی بوچھاڑ کر دیتی ہے

وہ درد سہنا جانتی تھی _____ اگر زندگی کے آنگن میں اسے سکھ نہیں

اس نے دکھ کے کانٹے چن لئے۔ اگر اس سے محبت نہ بانٹی گئی تو نفرت بھی

کرے گی۔ بخش دے گی _____ اس کے اندر سے ایک آہ سی نکلی _____

کمرے میں پہنچا کر خود دل فگار لئے اپنے کمرے میں آگئی۔

دھم سے پٹنگ پر گری اور تڑپ تڑپ کر رو دی۔

امی جان _____

ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے راخ نے ماں کو پکارا۔

کیا بات ہے۔

وہ چائے کا کپ لئے ڈرائنگ روم میں ہی آگئیں۔

تشریف رکھئے _____ آپ سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔

راخ سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

باتیں _____ اب ایسی کونسی باتیں رہ گئیں ہیں۔

رابعہ بیگم بڑی مایوسانہ انداز میں بولیں۔

بہت سی باتیں ہیں امی جان _____ صرف مسئلہ قنوت تو نہیں۔

وہ لا تعلق سا ہو گیا تھا _____ جیسے کبھی قنوت سے واسطہ ہی نہ رہا ہو۔

دوریاں شاید کبھی قربتوں میں تبدیل ہو سکیں۔

قنوت بہت بڑا مسئلہ ہے بیٹا _____ تم اس معاملے کی باریکی کو نہیں

ایک بہن کو چھوڑ کر دوسری سے راہ رسم بڑھا لینا کتنی بے غیرتی ہے۔ ہم لوگوں

بعض دن دیکھتیں۔ ایک مدت کے بعد انہیں بھائی ملا تھا۔ لیکن خود سراوا
 یہ بھی نکلتا نظر آ رہا تھا۔ انہیں وہ وقت یاد تھا جب ان کے بھائی نے کہا:
 قسم! مارا بیٹا کہیں اپنی پھوپھی کا بدلہ نہ لے۔ تو وہ بڑے وثوق سے بولیں تھیں کہ
 صاحب یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اب کیا ہو گیا۔۔۔۔۔ بدلہ لیا جاتا تو بات اور
 اب مسئلہ ہی بڑا پیچیدہ ہو گیا تھا۔ راسخ اور یاقوت بہت سنجیدہ تھے۔۔۔۔۔ وہ
 کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکی تھی۔ آج اس نے کہہ دیا۔
 امی اب وقت بہت ضائع ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ آپ ماموں سے یاقوت کی
 کریں۔۔۔۔۔ وہ ایک دم کہہ تو گیا۔
 راسخ۔۔۔۔۔ تمہیں بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔۔۔۔۔ میں کوز
 لے کر بھائی کے پاس جاؤں گی۔
 وہ نہایت شش و پنج کے عالم میں تھیں۔
 ایسی کونسی بات ہے امی جان۔۔۔۔۔ صرف سمجھنے کی بات ہے۔
 محسوس کریں تو بڑی نہ کریں تو معمولی۔
 وہ شانوں کو جھٹک کر لا پراہی سے بولا۔
 میرے لئے تو یہ بات بہت بڑی ہے۔
 رابعہ بیگم نے کہا۔
 ٹھیک ہے۔
 راسخ بھی خاموش ہو گیا۔
 دوسرے دن وہ آفس سے سیدھا شفقت میاں کے گھر پہنچا۔ اس وقت شا
 کا عمل ہو گا۔ دروازہ بند تھا۔ کال بل پر انگلی رکھی اور چند لمحوں کے بعد دروازہ
 قنوت نے چونک کر دیکھا اور فوراً "پلٹ گئی۔
 کھیانے سے انداز میں راسخ نے ہونٹوں کو گول کر کے سیٹی بجائی اور
 داخل ہو گیا۔

صحن میں زینت بیگم بیٹھی تھیں۔
 آداب ممائی جان۔
 وہ آج مودب لہجے میں بولا۔
 آؤ آؤ بیٹا۔۔۔۔۔ آجاؤ۔۔۔۔۔ ڈرائنگ روم میں۔
 وہ کام چھوڑ کر ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئیں۔
 بیٹھو۔۔۔۔۔ بادل نخواستہ انہوں نے بڑی خوش مزاجی کا مظاہرہ کیا۔
 آج کیسے بھول پڑے۔
 زینت بیگم نے کہا۔
 جی ہاں آہی گیا۔۔۔۔۔ کام تھا آپ سے۔
 وہ بے دھڑک ہو گیا۔
 کام۔۔۔۔۔ کونسا کام۔
 زینت بیگم تذبذب کے عالم میں بولیں۔
 امی جان کو کہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔۔۔۔۔ میں نے سوچا
 خود ہی قدم بوسی کے لئے حاضر ہو جاؤں۔
 وہ بہت ہی مودب ہو گیا۔
 ایسی کونسی بات ہے۔
 زینت بیگم کا ماتھا ٹھنکا۔۔۔۔۔ جیسے چھٹی حس بیدار ہو گئی ہو۔
 ویسے کرنا تو میں ماموں کے ساتھ چاہتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن خیال ہے کہ آپ سے
 نئی بات کر لوں۔۔۔۔۔ بہتر رہے گا۔
 وہ جیسے ہر مرحلے کے لئے تیار تھا۔
 ممائی جان میں یاقوت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔
 وہ کہتے کہتے زینت بیگم کے چہرے کو بغور دیکھتا رہا۔
 مجھے معلوم ہے۔۔۔۔۔ تم یاقوت کے بارے میں کیا بات کرنا چاہتے ہو اور یہ

سب کچھ شریف لوگوں میں نہیں ہوتا۔۔۔ ہمیشہ اپنا پاؤں رکاب میں رکھنا چاہئے۔
زینت بیگم کو غصہ آگیا۔

آپ سب چیزیں چھوڑ دیجئے۔۔۔ صرف بتائیے کہ آپ کو یہ چیز منظور ہے یا نہیں۔ آپ کی بیٹی مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔۔۔ اور یہ ہمارا اٹل فیصلہ ہے۔۔۔ اگر تو آپ خود شادی کر دیں گی تو بہتر رہے گا۔۔۔ ورنہ ہم عدالت پر راج۔۔۔ چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ تمہیں ہماری عزت نیلام کرنے کوئی حق نہیں پہنچتا۔۔۔ تم۔۔۔ ایسے بھی ہو سکتے ہو۔۔۔ میں ابھی راج بیگم سے بات کروں گی۔۔۔ وہ ہاتھوں پر چہرہ رکھے بری طرح سک اٹھیں۔
امی جان۔۔۔ خدا کے لئے۔۔۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ اس کو تباہ ہونے سے بچا لیجئے۔۔۔

ایک دم قنوت نے ماں کے آگے گڑ گڑاتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے۔
ماں جابیئے نا۔

قنوت نے کہا۔

میں کیسے ماں جاؤں۔۔۔ دنیا کیا کہے گی۔ تل بھر نہ محبت نہ مروت اس زینت بیگم نے دیکھا۔

وہ جا چکا تھا۔

اس کی خالی کرسی ان کی حالت زار پر قہقہے لگا رہی تھی۔

کیا بات ہے۔۔۔ تم لوگ اس قدر پریشان کیوں ہو۔

ادھر سے شفقت میاں نے کہا۔

کچھ نہیں۔

زینت بیگم نے آسنو صاف کئے۔ لیکن اپنے شوہر سے چھپ کر۔۔۔

چھپ تو گئے کہ آنے والے کسی بھی برے لمحے کو نہ روک سکے۔ وہ گھر میں ہو

والے ہنگاموں کو جان چکے تھے۔ ان کو تو یاقوت کا سامنا کرتے شرم آتی تھی۔ یہ

کی اپنی بیٹی تھی۔ جس نے قنوت کی زندگی اجیرن بنا دی تھی۔ قنوت زینت بیگم کی بیٹی نہ تھی۔۔۔ شاید اس نے ایسا کیا۔ زینت بیگم شاید اسی طرح چاہتی تھی۔ وہ سوچوں میں اترتے چلے گئے کہ ایک دم انہوں نے لحاف شانوں تک کھسکاتے ہوئے زینت بیگم کو پکارا۔۔۔ جو واپس چل دی تھیں۔

یاقوت کی ماں۔۔۔

جی۔۔۔ کیا بات ہے۔

زینت دوپٹے سے ہاتھ صاف کرتے اندر آتے بولیں۔

بیٹھو۔۔۔ ابھی کام ختم نہیں ہوا۔

وہ بولے۔

آ رہی ہوں۔۔۔ چائے کا پانی رکھ آؤں۔

وہ اٹھتے ہوئے بولیں۔

بہت وقت ہے۔۔۔ پھر بنا لینا۔۔۔ لڑکیاں اپنے اپنے کمروں میں چلی

گئیں۔ وہ حقیقت میں یاقوت کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے تھے۔

ہاں چلی گئیں۔۔۔

زینت بیگم نے دروازے سے بالکونی پر جھانکتے ہوئے کہا۔

شام ڈھلتے ہی سردی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔۔۔ بیٹھ جاؤ نا۔۔۔

شفقت میاں بیٹھ کر اچھی طرح لحاف کو لپیٹتے ہوئے بولے۔

زینت بیگم چپ سی تھیں۔ وہ نہ جانے کیوں شوہر سے سامنا کرتے شرمسار سی

کیوں تھیں۔

زینت۔۔۔

جی۔۔۔ ان کے سوالیہ انداز پر زینت تھرا سی گئی۔

اس گھر میں لاقانونیت سی پھیل گئی ہے۔۔۔ میرا مطلب کہ کیا ہو رہا ہے

ہر شخص من مانی کرنے لگا ہے۔ وہ آخر میں تلخ ہو گئے۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ یہی کچھ میں سوچتی رہتی ہوں۔۔۔۔۔ کوئی کسی کی بات ہی نہیں مانتا۔۔۔۔۔ بیٹا تو وہ بیوی لے کر علیحدہ ہو گیا۔۔۔۔۔ اور بیٹیاں۔۔۔۔۔ زینت بیگم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔۔۔ بات مکمل کرنا دو بھر ہو گیا۔
تم کیا سمجھتی ہو۔۔۔۔۔ مجھے کسی بات کا علم نہیں۔۔۔۔۔ سب کچھ میرے سامنے ہو رہا ہے میں سب دیکھ اور محسوس کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ کون کیسے تباہ ہو گا۔۔۔۔۔ وہ میں نہیں جانتا۔ شفتت میاں انتہائی رنجیدہ نظر آرہے تھے۔ دل کی ویرانی چہرے پر عیاں تھی۔

آپ کس کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔
زینت بیگم نے چونک کر کہا۔

میں کسی کو مجرم نہیں ٹھہراتا۔۔۔۔۔ لیکن یہ سب کچھ قنوت کے ساتھ کیوں ہے۔ میں چاہتا تھا اگر اس کی ماں نہیں تھی۔۔۔۔۔
نہیں نہیں۔۔۔۔۔ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ میں اس کی ماں ہوں۔۔۔۔۔ میں نے اسے کبھی سوتیلے پن کا احساس نہیں دلایا۔

زینت بیگم جیسے بری طرح تڑپ اٹھیں۔۔۔۔۔ اور آنچل میں منہ دیئے رد دیں۔ وہ اوپر بیٹھی ماں باپ کی گفتگو سن رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ اس گھر کو پریشانیوں سے ہمکنار کرنے والی وہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن کیا کیا جائے۔۔۔۔۔ راسخ اس کی رگ رگ میں سا چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ بہت کوشاں تھی کہ کسی طرح قنوت کا رشتہ کسی اچھی جگہ ہو جائے۔ لیکن قنوت کے مناسب کوئی لڑکا نہیں مل رہا تھا۔ وہ حسن و سیرت میں کسی سے کم نہ تھی۔ وہ قنوت کی کسی جگہ شادی کر کے والدین کے بوجھ کو کم کرنا چاہتی تھی۔ قنوت کی تباہی کی ذمہ داری اسی کے سر آ رہی تھی۔۔۔۔۔ فراز تو اپنی بیوی کے ساتھ خوش تھا۔ وہ ہفتے عشرے میں ایک مرتبہ آتا اور چند لمحے گزارنے کے بعد چلا جاتا۔ اسی سلسلے میں راسخ اور یاقوت نے ایک ملاقات میں ایک دوسرے سے کہا۔

یاقوت۔۔۔۔۔
راسخ نے گولڈن باغ کے ایک خوبصورت کونے میں بچھی ہوئی سنگ مرمر کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
ہوں۔۔۔۔۔ یاقوت قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی۔
میں چاہتا ہوں کہ کوئی بہتر رشتہ تلاش کر کے قنوت کی شادی کر دی جائے۔
راسخ کے پاس بدنامی سے بچنے کا صرف یہی ذریعہ تھا۔
یہ بات تو درست ہے۔۔۔۔۔ لیکن اب باجی شادی کی طرف آتی ہی نہیں بلکہ وہ نام ہی نہیں لینے دیتی۔

یاقوت نے بڑی الجھن میں الجھتے ہوئے کہا۔
وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن ماموں کے اصرار پر انکار نہیں کر سکتی۔
راسخ نے اپنا عندیہ پیش کیا۔
یہ تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ بات دل کو لگتی ہے۔
یاقوت نے بالوں کو درست کیا۔
چند لمحے دونوں خاموش رہے۔۔۔۔۔ پھر یاقوت نے سکوت کو توڑا۔
کیا سوچنے لگے۔

میں سوچ رہا ہوں کہ انصار علی اچھا آدمی ہے۔۔۔۔۔ اس سے بات اگر کی جائے تو۔۔۔۔۔

کیا وہ Unmarried ہے۔ (غیر شادی شدہ)

یاقوت ایک دم سے چونک گئی۔
ہاں۔۔۔۔۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔۔۔۔۔ پوچھ لیں گے۔

راسخ نے شانے جھٹکے۔

دیکھ لو۔۔۔۔۔ کوشش کر کے دیکھ لو۔

یاقوت تو سامنے آتے بھرا کو دیکھتی رہی جو چائے کی طشتری اٹھائے ان کی جانب

ہی آ رہا تھا۔

لیجئے سرکار۔

بیرا چائے رکھنے کے بعد پلٹ گیا۔

سورج مغرب کی آتشیں گود میں چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ٹھنڈی دلفریز چل رہی تھی۔ باغ کا کونہ کونہ مہک اٹھا تھا۔ گل لالہ اور بنفشہ کے پھول شام کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا تھا۔ خراں خراں ٹھہر ٹھہر کر چلنے والی ہوا لبھا دینے والا نظارہ پیش کر رہی تھی۔

یا قوت

راخ نے راہ چلتے چلتے یا قوت کو قریب کر لیا۔

کیا بات ہے۔

اب شادی کر لو تو بہتر ہے۔

راخ مرا جا رہا تھا۔

شادی کیسے ہو۔۔۔۔۔ جب تک باجی کا مسئلہ حل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ شایا

ہو سکتی۔ یا قوت نے بڑی ناامیدی سے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ دیکھیں گے۔

دونوں چلتے ہوئے گولڈن باغ سے باہر آ گئے۔

باہر گاڑی کھڑی تھی۔۔۔۔۔ راخ نے یا قوت کو بٹھایا۔۔۔۔۔ اور شام

ہی اسے اس کے گھر چھوڑا۔۔۔۔۔ دروازے سے باہر شفقت علی کھڑے تھے۔

کو دیکھ کر وہ ٹھہر سی گئی۔ لیکن اب چھپنے کا فائدہ؟ وہ قریب سے ہوتی ہوئی اند

دی۔

اور راخ پھنس گیا۔

اندر نہیں آؤ گے۔

شفقت میاں نے کہا۔

جی نہیں شکریہ۔۔۔۔۔ کام بہت ہے ماموں جان۔۔۔۔۔

راخ نے جان چھڑانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

ایسا نہیں بیٹا۔۔۔۔۔ اب آئے ہو تو بیٹھو چائے پی کر جاؤ۔

وہ زبردستی اسے ڈرائنگ روم میں لے گئے۔

یا قوت بہت تھکی ہوگی۔۔۔۔۔ قنوت بیٹی۔۔۔۔۔

جی بابا۔۔۔۔۔

اپنے کمرے سے یا قوت نے آواز دی۔

جلدی آؤ۔۔۔۔۔ مہمان کے لئے چائے بناؤ۔

شفقت میاں کی طنز پر راخ سیخ پا ہو گیا۔۔۔۔۔ لیکن بولا نہیں۔

آپ مجھے اجازت ہی دیجئے۔

وہ ایک دم اپنی سیٹ سے کھڑا ہو گیا۔

ارے نہیں بیٹھو۔۔۔۔۔ بیٹا۔

شفقت میاں نے پلٹ کر کہا۔

جی نہیں۔۔۔۔۔ وہ ایک لمحے کو رکا اور دروازہ سے نکل گیا۔

خبیث۔۔۔۔۔ ہنہ۔۔۔۔۔

نفرت سے شفقت میاں نے شانے جھٹکے اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل آئے۔

وہ بہن سے دو ٹوک بات کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے صلح کی تھی اس نے۔ میرے گھر کو

بدامنی کی آگ میں جھونک دیا۔ اس سے تو بہتر تھا ساری عمر کو غائب اور لاعلم ہی

رہتے تو بہتر تھا۔ خاک ایسی ملاقات کا مزا جس میں جذبات لوہو ہو گئے ہوں۔ اک

لٹ جائے اور اک بس جائے۔۔۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔۔۔ میں ایسا ہرگز نہیں کرنے

دول گا۔ میں اپنی قنوت کے ارمانوں کا کبھی خون نہیں ہونے دوں گا۔

اور

ادھر بات ہی اور تھی

رابعہ بیگم عجیب قسم کے محفے میں پھنس گئی تھیں۔ راسخ نے شرم و حجاب پر وہ الٹ کر اصلی صورت برسرعام لاکھڑی کی تھی۔ وہ ایک ہی بات پر اڑا ہوا تھا۔ اصل کا اصلی چہرہ سامنے آگیا تھا۔

آپ کے پاس آنے میں مجھے کسی فرصت کی ضرورت نہیں۔ میرے بھائی، گھر ہے۔ جب جی چاہے گا آجاؤں گی۔

اب تو یاقوت سے شادی ہو کر رہے گی۔ بس یہ میرا اٹل فیصلہ ہے۔
قالین پر بھاری بوٹ میں بند پاؤں مار کر بولا۔

آخر کس لئے۔۔۔ کون سے سرخاب کے پر لگ گئے ہیں یاقوت،
قوت ہزار درجہ خوبصورت بھی اور شرم والی بھی۔۔۔

ہاں! اس کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ تم جب چاہو میرے کو حکم دو۔۔۔
تیار۔۔۔ شفقت میاں بھرپور طنز سے بولے۔

بس رہنے دیجئے۔۔۔ جاہلوں والی شرم۔۔۔
وہ بڑی کراہت سے ہونٹ سیٹھ کر بولا۔

وہ چونک گئیں۔۔۔ شفقت میاں کے طیش کا مطلب جان چکی تھیں
آج مسئلے کا حل تلاش کرنے آئیں تھیں۔

اچھا۔۔۔ عورت کی شرم اس کا زیور ہے۔

میں آپ کی خفگی کا مطلب سمجھتی ہوں۔

رابعہ بیگم نے دلیلیں دے کر اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔۔۔
بے سود۔۔۔ آپ نے ماموں کا رویہ دیکھا۔۔۔ جیسے میں ملازم ہوں ان لوگوں

پھر بھی تم نے آکر نہیں پوچھا کہ میں کس حال میں ہوں۔

کا۔ مجھ سے اس طرح بات کرتے ہیں۔۔۔ جیسے میری کوئی حیثیت ہی نہیں

شفقت میاں چائے کی چسکی لیتے ہوئے بولے۔

میں نوکر ہوں ان کا۔۔۔

کیا کرتی۔۔۔ شرمندگی کے مارے آنکھ نہیں اٹھا سکتی۔

وہ غصے میں پاگل ہو رہا تھا۔

رابعہ بیگم زمین میں گڑھی جا رہی تھیں۔

ارے بیٹا۔۔۔ جس مقام پر وہ کھڑے ہیں۔۔۔ ذرا ایک لمحے

تم تو شرم میں رہ گئی۔۔۔ اور ہم۔۔۔

لئے خود کو محسوس کرو۔

شفقت میاں آگے بات نہ کر سکے۔۔۔ جیسے قوت گویائی ساتھ چھوڑ گئی ہو۔

چھوڑیں امی جان۔۔۔ آپ جائیں تو سہی۔۔۔

بھائی میں اسی مسئلے پر بات کرنے آئی ہوں کہ اب کیا کیا جائے۔

وہ ماں کی بات کو ٹال گیا۔

وہ بولیں۔

چنانچہ دوسرے دن رابعہ بیگم شفقت میاں سے ملنے ان کے پاس پہنچ گئیں۔

تم بتاؤ۔۔۔ اب کیا کریں۔۔۔ میری معصوم بچی کے جذبات کو تو ٹھیس

آؤ آؤ۔۔۔ میری بہن کیسے آئی ہو۔ تمہیں فرصت تو ملی۔

شفقت میاں بولے۔

شفقت میاں کے لہجے کی چھن وہ سمجھ چکی تھی۔۔۔ جس کرب سے وہ گزر

رہے تھے۔ واقعی ایک تکلیف دہ بات تھی۔

در زینت بیگم منہ میں بد دعائیں۔۔۔ (سارا قصور آپ کی بیٹی کا ہے) وہ دل

ناہت مشکل ہے۔ زینت بیگم یاقوت کی بجائے اپنے آپ کو مجرم تصور کر رہی تھیں میں کہہ گئیں۔

جی شفقت بھائی قنوت کے جذبات کو بری طرح ٹھیس پہنچائی ہے۔ وہ بچہ کی بات ہے بھی درست کہ اگر یاقوت نے ان کی کوکھ سے جنم نہ لیا ہوتا تو ایسا نہ بچہ جس _____ اب مسئلہ صرف یہ تھا کہ قنوت کو بھی انہوں نے بیٹی جیسا پیار دیا تھا کے گھر میں سب سے اچھی تھی۔

ان کا بہت دل چاہا کہ ایک ایک بات منظر عام پر لے آئیں جو ان کی بکرتی پھرتی ہے۔ جب اسے بہن کا دکھ نہیں تو میرا بیٹا کیوں پریشان ہو _____ اس وقت وہ خاموش رہیں۔ وہ زیادہ بحث مباحثے میں بھائی کو اور پریشان کرنا نہ تھیں۔

بھائی جان _____ ایک التجا ہے میری _____ اگر آپ مان لیں تو _____ گزر گزراتے ہوئے بولیں۔

کیا _____ شفقت میاں چونک گئے _____ زینت بیگم نے بھی کان کھڑے کئے آپ اپنی ضد سے باز آجائیں _____ راسخ اور یاقوت کی شادی ہونے دیجئے۔ بڑے دل گردے کے ساتھ کہہ گئیں۔

ہیں _____ یہ تم کہہ رہی ہو _____ ایک کے ارمانوں کا خون کر دوسری کا گھر آباد کر دوں _____ یہ کس طرح ہو سکتا ہے _____

وہ عالم کرب میں جیسے سک اٹھے۔ قنوت کی بربادی انہیں لے ڈوبی تھی وہ بے ماں کے پروان چڑھی تھی۔ بچپن لڑکپن محرومیوں کا شکار رہا اور _____ میں اگر تھوڑی سی خوشیاں اسے میسر آنے لگیں تو راسخ اور یاقوت نے مل لیں۔ چند لمبے سوچوں کے عمیق غار میں اترتے چلے گئے۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں بھائی _____ اسی میں دونوں خاندانوں کا _____ آگے میں کیا کہوں _____ میرا تو مقصد آپ کو مشورہ دینا تھا _____

کیا معلوم کہ میں نے راسخ اور یاقوت کو کس طرح سمجھایا _____ بلکہ _____ سرزنش بھی کیا۔ وہ دونوں اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ اب ان کا اصل مقاد

ناہت مشکل ہے۔ زینت بیگم یاقوت کی بجائے اپنے آپ کو مجرم تصور کر رہی تھیں میں کہہ گئیں۔

جی شفقت بھائی قنوت کے جذبات کو بری طرح ٹھیس پہنچائی ہے۔ وہ بچہ کی بات ہے بھی درست کہ اگر یاقوت نے ان کی کوکھ سے جنم نہ لیا ہوتا تو ایسا نہ بچہ جس _____ اب مسئلہ صرف یہ تھا کہ قنوت کو بھی انہوں نے بیٹی جیسا پیار دیا تھا کے گھر میں سب سے اچھی تھی۔

ان کا بہت دل چاہا کہ ایک ایک بات منظر عام پر لے آئیں جو ان کی بکرتی پھرتی ہے۔ جب اسے بہن کا دکھ نہیں تو میرا بیٹا کیوں پریشان ہو _____ اس وقت وہ خاموش رہیں۔ وہ زیادہ بحث مباحثے میں بھائی کو اور پریشان کرنا نہ تھیں۔

بھائی جان _____ ایک التجا ہے میری _____ اگر آپ مان لیں تو _____ گزر گزراتے ہوئے بولیں۔

کیا _____ شفقت میاں چونک گئے _____ زینت بیگم نے بھی کان کھڑے کئے آپ اپنی ضد سے باز آجائیں _____ راسخ اور یاقوت کی شادی ہونے دیجئے۔ بڑے دل گردے کے ساتھ کہہ گئیں۔

ہیں _____ یہ تم کہہ رہی ہو _____ ایک کے ارمانوں کا خون کر دوسری کا گھر آباد کر دوں _____ یہ کس طرح ہو سکتا ہے _____

وہ عالم کرب میں جیسے سک اٹھے۔ قنوت کی بربادی انہیں لے ڈوبی تھی وہ بے ماں کے پروان چڑھی تھی۔ بچپن لڑکپن محرومیوں کا شکار رہا اور _____ میں اگر تھوڑی سی خوشیاں اسے میسر آنے لگیں تو راسخ اور یاقوت نے مل لیں۔ چند لمبے سوچوں کے عمیق غار میں اترتے چلے گئے۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں بھائی _____ اسی میں دونوں خاندانوں کا _____ آگے میں کیا کہوں _____ میرا تو مقصد آپ کو مشورہ دینا تھا _____

کیا معلوم کہ میں نے راسخ اور یاقوت کو کس طرح سمجھایا _____ بلکہ _____ سرزنش بھی کیا۔ وہ دونوں اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ اب ان کا اصل مقاد

دی تھی۔ قنوت نے ماں کو یاد دلایا۔

اچھا اچھا۔۔۔۔۔ الوداعی پارٹی۔

ہوں۔۔۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی واپس کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ اور زمین
ڈرائنگ روم میں چلی گئیں۔

قنوت آئی ہے۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ قنوت بیٹی ہے۔۔۔۔۔ پارٹی تھی نا آج سکول میں۔۔۔۔۔

رہی ہے کچھ نہیں کھانا۔۔۔۔۔ زینت ہنس دیں اور اس کے ساتھ شفقت میاں
رابعہ بیگم بھی ہنس دیں۔۔۔۔۔ اس نے بڑا کچھ کھا لیا ہو گا۔۔۔۔۔ کوئل سا دجور

میری بیٹی کا۔۔۔۔۔ شفقت میاں نے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ آپ اس بارے میں سوچئے۔۔۔۔۔

خاندانوں کی عزت بچ جائے گی۔ رابعہ بیگم نے چادر اوڑھ لی۔

ارے ارے۔۔۔۔۔ پھوپھو جان کہاں جا رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔

زینہ اترتے ہوئے قنوت نے کہا۔

ہاں بیٹی۔۔۔۔۔ اب جاؤں کب کی تو آئی ہوئی ہوں۔

زینت بیگم کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے رابعہ بیگم نے قنوت کو ساتھ لگا لیا۔

اس کے دراز بال کولہوں تک لٹکے ہوئے انہیں بہت ہی اچھے لگے۔

آپ کا مسئلہ حل ہو گیا۔

وہ زینت بیگم کے منہ کو دیکھ کر بولی۔

مسئلہ۔۔۔۔۔ کونسا مسئلہ بیٹی۔۔۔۔۔ زینت بیگم نے کہا۔

ہاں امی جان۔۔۔۔۔ میں اس گھر کے کتے گھٹے گھٹے ماحول کو بخوبی دیکھ

ہوں۔۔۔۔۔ اور میں یہ جانتی ہوں کہ پھوپھو جان ہفتے عشرے کس گھٹتی کو سلجھانے

ہیں۔ یہ گھٹھی سلجھی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ اس میں اب کوئی الجھن نہیں ہے۔۔۔۔۔

اپنی بہن کو راسخ کی ڈولی میں بٹھاؤں گی۔۔۔۔۔ یا قنوت بخوشی راسخ کی دلہن بنے مجھے

کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔۔ آپ نے اس بات کو اتنا طول کیوں دیا ہے۔ یہ کوئی

انہونی بات تو نہیں۔۔۔۔۔ تو پھر میرا راسخ کے ساتھ کونسا نکاح ہوا تھا۔۔۔۔۔ میرا

اس کے ساتھ کوئی انوٹ رشتہ نہیں ہے۔ نہ تھا۔ ایک منگنی تھی۔۔۔۔۔ نوٹ گئی

منگنیاں تو نوٹتی ہی رہتی ہیں۔ جالیئے آپ تیاری کیجئے۔

بیٹی۔۔۔۔۔ یہ تم۔۔۔۔۔

زینت بیگم تو ہکا بکا اس کا منہ دیکھتی رہ گئیں، اور رابعہ بیگم گویا ہوئیں۔ ہاں

پھوپھو جان تیاری کیجئے۔۔۔۔۔ کوئی دن اچھا دیکھ کر تاریخ مقرر کر لیجئے۔ وہ دل کھول کر

وسیع النظری کا ثبوت دے رہی تھی۔

میری بچی۔۔۔۔۔ اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم اور زینت بیگم نے ایک ساتھ قنوت کو گلے لگا لیا۔۔۔۔۔

تمہیں اس رشتے پر کوئی غم تو نہیں۔

رابعہ بیگم نے اس کے معصوم حسین چہرے کو دیکھ کر کہا۔

غم کس بات کا پھوپھو جان۔۔۔۔۔ یا قنوت میری بہن ہے۔۔۔۔۔ مجھے اس کی

خوشی ہر حال میں عزیز ہے۔

وہ کس قدر وسیع القلبی کا ثبوت دے رہی تھی۔

اچھا۔۔۔۔۔

وہ قنوت کو پوری طاقت سے سینے کے ساتھ بھینچتے ہوئے بولیں۔

ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ امی آپ کیوں حیران ہیں۔۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔

قنوت نے سر ہلا کر زینت بیگم کو جیسے راسخ سے لا تعلقی کا یقین دلایا۔

کون جانے یہ تعلق ٹوٹا تھا کہ نہیں۔۔۔۔۔ محبت کا روحانی رشتہ اس کی نس نس

میں سا چکا تھا۔۔۔۔۔ راسخ کی محبت اس کے جسم میں گردش کرتے خون کی طرح تھی

لیکن وہ اس گھر کو بچانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ پریشانیوں سے دکھوں سے حسرتوں اور

حالات سے سمجھوتہ تو اس نے کر لیا تھا۔ لیکن اس کے اندر کی ویرانی کم نہ ہو سکی۔ درد فراق نے اس کے اندر کی عمارت کو نوچنا شروع کر دیا۔ لیکن اس نے آہ نہ کی۔ اس وار کو بھی وہ بڑی آسانی سے سہ گئی۔ چند دنوں کے بعد یاقوت اور راج کی شادی ہو گئی۔ بڑی بہن بن کر اس نے یاقوت کو ڈولی میں بٹھایا۔ راج کے گلے میں دو ہزار کا ہار ڈال کر اس نے اپنے صبر کا امتحان پاس کر لیا تھا۔ رخصتی کے وقت بہن کو گلے لگا کر جب وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تو یوں احساس ہوا جیسے ساری کائنات ان آنسوؤں کے سیلاب میں بہہ کر پیوند خاک ہو جائے گی۔ وہ اپنے وجود کو جیسے فضا میں تحلیل کرنا چاہتی تھی۔ اور جب اس نے یاقوت کو راج کے پہلو میں کھڑا کیا تو اس نے کہا۔ تمہیں یاقوت مبارک ہو راج۔

راج نے جھکے ہوئے سر کو ایک لمحہ کے لئے اوپر اٹھایا۔ چار نظروں کا تصادم کتنا قیامت خیز تھا۔ یہ مبارک نہ تھی۔ ہزاروں من وزنی آہنی گولا تھا۔ جو اس نے راج کے احساس پر پھینکا تھا۔ اس نے دیکھا وہ بڑی تر و تازہ اور نکھری نکھری سی لگ رہی تھی۔ کیا اسے دکھ نہیں ہوا۔ وہ دل میں بڑبڑا کر رہ گیا۔ ایک کھسیانی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔ اس نے پلٹ کر قنوت پھر دیکھنا چاہا۔ لیکن وہ کسی عورت کے بلانے پر جا چکی تھی، یاقوت کے چلے جانے سے ماحول اداس سا ہو گیا تھا۔

زینت بیگم اور شفقت میاں چپ چپ سے رہنے لگے تھے۔ یا عالی کے ساتھ تھوڑی بہت گفتگو کر لیتے۔ وہ بھی باقاعدہ سکول جانے لگی تھی۔ آج بھی سویرے سویرے ناشتے سے فارغ ہو کر وہ سکول روانہ ہو گئی۔ ابھی پہلا پریڈ شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ میڈم کا بلاوا آگیا۔

پاس بھری زندگی سے۔۔۔ وہ چہرے پر دکھ کی پرچھائیں پھیلا کر والدین کو ہمیشہ کے لئے اداس کرنا نہ چاہتی۔ اس کا باپ تو پہلے ہی اس کی مسکراہٹ دیکھنے کے لئے تڑپتا رہتا تھا۔ اب اس نے ہمیشہ کے لئے اداس چہرے کو خیرباد کر دیا تھا۔ وہ زندہ رہے گی۔۔۔ ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ۔۔۔ وہ طلوع سے غروب کے درمیان کا فاصلہ طے کرے گی۔ یہ سفر بڑا صبر آزما تھا۔ طلاطم خیر طوفانوں کو روکنا تو۔۔۔ بہاروں کو نوچ کر خزاں میں بسانا تھا۔۔۔ تیز آندھیوں میں لرزتے پتے؛ ساتھ تھا۔

آ رہی ہوں۔

قوت نے پرس اٹھایا اور نائب قاصد کے ساتھ ہی چل دی۔

اجازت ہے میڈم۔

قوت نے آفس کے دبیز پردے کو سرکاتے ہوئے کہا۔

ہاں، ہاں آؤ قوت _____ تم سے چند باتیں کرنا تھیں۔

میڈم بہت خوش دلی سے بولی۔

قوت سامنے کرسی پر دراز ہو گئی۔

ذاتی سا سوال ہے _____ پلیز مائنڈ نہ کرنا۔

میڈم نے آداب گفتگو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہا۔

آپ بے تکلف پوچھیں _____ میری ذاتیات پر آپ کو اختیار ہے۔

وہ فراخ دلی سے مسکرائی۔

شکریہ۔ میڈم نے کہا۔

اچھا سب سے پہلے تو تمہیں مبارک ہو _____ تمہیں بی ایڈ گریڈ مل گیا ہے۔

اودہ میڈم _____ بہت اچھا _____ لیکن کس سکول میں _____

مست سے وہ جھوم اٹھی _____

اسی میں _____ مسز نصرت کی جگہ پر _____ وہ بغیر تنخواہ لمبی چھٹی پر چلی

ہیں۔ یہ تو بہت اچھا ہوا میڈم _____ اس کے لئے میں آپ کی شکر گزار ہوں۔

وہ احسان مند نظروں سے دیکھنے لگی۔

تمہارا حق بنتا تھا _____ کسی شکریہ کی ضرورت نہیں۔

میڈم نے وسیع القلبی کا ثبوت دیا۔

چند منٹ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہیں _____ ایک دم میڈم نے بات

رخ بدلا۔

قوت سنا ہے تم نے اپنے منگیتر سے اپنی چھوٹی بہن کی شادی کر دی۔

میڈم کا انداز سوالیہ اور حیرت ناک تھا۔

جی ہاں میڈم _____ اسی میں میرے خاندان کی عافیت تھی۔

قوت نے مختصر سا جواب دیا۔

لیکن تم دونوں تو ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔

جی ہاں _____ کرتے تھے _____ لیکن وقت کے بعد اس کی پسند کا معیار

بدل گیا۔

اس کے انداز میں حد درجہ مایوسی پائی گئی تھی۔ لیکن وہ مضبوط اعصاب کی

مالک تھی۔ کیا وقت؟

میڈم کی حیرت عروج تک پہنچ گئی۔

یہی _____ کہ جو وہ چاہتا تھا _____ مجھ میں نہیں حاصل ہو سکا _____ اور بس

_____ وہ بات کو مختصر کر کے صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

ہوں _____

میڈم نے آئندہ اور کوئی بات کرنا مناسب نہ سمجھا _____ کیونکہ جب بہن کا

معاملہ آجاتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اندر کوئی بات ہوگی۔ جو وہ منظر عام پر

لانا پسند نہیں کرتی تھی۔ اسی بحث میں 12 بج چکے تھے۔

اجازت ہے۔

قوت نے کہا۔

بالکل _____ میڈم نے مسکرا کر کہا۔

وہ کمرے سے نکل گئی۔

بہت عظیم ہو تم _____ Very Good

میڈم خود سے تحسین آمیز جملے بول کر خاموش ہو گئی۔

سکول بند ہونے کے بعد وہ گھر پہنچی۔ آج رات اور یا قوت آئے ہوئے تھے

_____ زینت بیگم نے معہ لوازمات کے چائے پیش کر دی تھی۔ ہنسی مذاق ہو رہا تھا

_____ لیکن شفقت میاں خاموش کرسی پر بیٹھے حقے کا کش پہ کش لے رہے تھے
_____ ویسے بھی کئی دنوں سے طبیعت خراب تھی اور اپنے کمرے میں ہی صاحب
فراش تھے۔

راہ داری کو عبور کر کے وہ اپنے کمرے میں ہی چلی گئی۔
باجی نہیں آئی۔

یا قوت بولی _____ وہ دراصل اپنی ماں کے گوش گزار کرنا چاہتی تھی۔
سکول سے آئی ہے _____ تھکی ہوئی جو ہے۔
زینت بیگم نے بات کو ختم کرنا چاہا۔

بہت دیر دونوں بیٹھے رہے _____ قنوت نے راسخ کا سامنا کرنا مناسب نہ
سمجھا۔ شام ہوتے ہی دونوں اپنے گھر روانہ ہو گئے۔

تین ماہ گزر گئے _____ یا قوت نے ہسپتال پھر جوائن کر لیا تھا۔ وہ ہی صبح جانا
اور شام کو واپس گھر آنا _____ پھر وہ امید سے بھی تھی۔

سردیوں کی سیخ بستہ رات تھی _____ سائیں سائیں کرتی تاریک رات _____
دل نکل جانے والا سنا _____ چاروں جانب ہو کا عالم _____ آج کوٹھی کے باہر والی
بستی بھی غائب تھی _____ گاڑی سے اترتے راسخ نے سٹریٹ لائٹ میں رسٹ وایج
دیکھی _____ شب کے نونچ چکے تھے۔ اپنی دانست میں تو وہ کراچی سے بہت جلد لوٹ
آیا تھا۔

چوکیدار نے گیٹ کھولا _____ سلام صاحب۔

وہ بہت بڑے رئیسوں کی طرح سر ہلا کر کوری ڈور سے ہوتا ہوا ہال میں پہنچ
گیا _____ جہاں صرف رابعہ بیگم نماز کے بعد وظائف میں مشغول تھیں۔

آپ اکیلی _____ یا قوت نہیں آئی ہسپتال سے۔
وہ چاروں جانب دیکھ کر بولا۔

نہیں بیٹا _____ ابھی تک تو نہیں آئی۔

وہ پھر پڑھنے میں مصروف ہو گئیں۔
وہ پلٹ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔
نہیں ہیں _____ کب لوٹیں گی۔

وہ شدید طیش میں آگیا _____ خون ابل کر کانوں کے رستے جیسے رسنے لگا ہو۔
معلوم نہیں _____ واثق سے کہہ نہیں سکتا۔

چوکیدار نے فون رکھ دیا۔

کیوں بیٹا _____ آرہی ہے یا قوت _____
نہیں امی _____ وہ ڈاکٹر احمد کے ساتھ کسی دعوت میں گئی ہے۔

اچھا _____

رابعہ بیگم بیٹے کا موڈ دیکھ کر اور کچھ کہنے کی بجائے خاموش ہو گئیں۔
وہ عالم اضطراب میں ٹھٹھا رہا۔

تم آرام سے کھانا کھا لو _____ ملازم میز پر لگا گیا ہے _____ وہ آجائے گی
_____ رابعہ بیگم تو ہمیشہ سے یا قوت کو ناپسند کرتی تھیں _____ لیکن بیٹے نے ان کی

ایک نہ چلنے دی۔ جب _____ جاگ رہے ہیں ابھی تک
اندر داخل ہوتے یا قوت نے حیرانی سے کہا۔

ہاں _____ تمہارا مطلب کہ تمہیں بھول کر سو جاؤں _____ تاکہ تم جب
جی چاہے آؤ _____ اور جب جی چاہے چل جاؤ۔

وہ ہاتھوں کو نچا کر زبردست غصے میں بولا۔

راسخ _____ تمہیں کیا ہو گیا ہے _____ ارے بابا _____ میری جاب ہی ایسی
ہے۔ وہ بڑے ٹھنڈے لہجے میں جوڑے کی پتیلی نکال کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے
بولی۔

تمہاری جاب سے مجھے اختلاف نہیں ہے۔

وہ شانہ جھٹک کر بولا۔

تو کس بات سے اختلاف ہے۔

وہ پھر گویا ہوئی۔

تمہارا ڈاکٹر احمد کے ساتھ اس طرح دعوتوں میں جانا۔

وہ سچی بات کہہ گیا۔

اوہو _____ مرد ہوتا _____ اسی لئے شکی مزاج ہو _____

وہ صوفے پر بڑے سکون سے بیٹھتے ہوئے بولی۔

کہو تو ملازمت چھوڑ دوں _____

یا قوت نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا۔

نہیں _____ ایسی بھی کوئی بات نہیں _____ بہر حال تم ذرا جلد گھر آیا کرو۔

وہ پلٹ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ دولت اس کی کمزوری تھی _____ چار

پانچ ہزار اس کی تنخواہ تھی تین ہزار کے لگ بھگ وہ لے رہی تھی۔ مل جل کے بہت

اچھا گزارہ ہو رہا _____ ایک دو ملازم بھی رکھ لئے تھے _____ یا قوت ایک

میڈیکل سٹور بھی چلا رہی تھی۔ وہ ملازمت کیسے چھڑوا سکتا تھا۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود یا قوت کا حلقہ احباب کم نہ ہوا۔ وہ کسی ڈاکٹر کو

راخ کی ہدایت کے مطابق نہ چھوڑ سکی۔ ڈاکٹر احمد یا قوت کے زیادہ قریب تھا غیر شادی

شدہ تھا لیکن یا قوت کو زیادہ پسند کرتا تھا _____ اس کے خلوص میں اتنی کشش تھی

کہ وہ کبھی بھی انکار نہ کر سکتی تھی _____ اس نے کئی بار سوچا کہ ڈاکٹر احمد سے

باجی کی شادی کر دی جائے _____ لیکن قوت نے تو جیسے شادی نہ کرنے کی قسم کھالی

تھی۔ اس سلسلے میں اس نے زینت بیگم سے بات کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔

امی بہت اچھا آدمی ہے _____ برا معصوم _____ آپ باجی کی کہیں تو شادی

کریں گے نا۔ وہ لجاتے ہوئے بولی۔

شادی تو ہوگی _____ کوئی معقول رشتہ ملے بھی۔

آپ ابو کو ساتھ لے کر ڈاکٹر احمد سے ملئے _____ یقین جانئے آپ کو معلوم

ہو جائے گا کہ وہ کتنا سویت انسان ہے۔

گھر بار دیکھا اس کا _____

زینت بیگم نے کہا۔

نہیں گھر تو نہیں دیکھا اس کا _____

یا قوت نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

اچھا _____ میں چلتی ہوں _____ آپ ضرور باجی سے بات کریں۔

وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

تمہیں میری شادی کی اتنی تشویش کیوں ہے؟

عین زینہ اترتے قوت نے کہا۔

وہ ایک دم سے ٹھک گئی _____ یا قوت کی دانست میں کہ قوت ابھی سکول میں

ہے۔

باجی تم _____ سکول سے آگئیں۔

وہ حیرانی سے بولی۔

جی ہاں _____ آگئی ہوں اور تمہاری گفتگو بھی سن لی ہے۔

قوت کو اس وقت بہت غصہ آ رہا تھا۔

میں نے کوئی بری بات نہیں کی۔

یا قوت نے آرام سے کہا۔

تم ہر بات کے موضوع کو اپنے تک محدود رکھا کرو۔

انتہائی رکیک لہجہ یا قوت سے برداشت نہ ہو سکا۔

لیکن کیوں _____ تم میری بہن نہیں۔

یا قوت تمللا اٹھی۔

ہوں _____ دنیا داری کے حوالے سے _____

قوت نے زبردست زہر بھرا نشتر یا قوت کے سینے میں گھونپ دیا۔

امی _____
مفتت میاں معذوری ظاہر کرتے ہوئے بولے۔

میں سمجھاتی ہوں۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

تم کہہ کے دیکھ لو۔

زینت بیگم نے کہا۔

اتنی دیر میں قنوت بھی سکول سے لوٹ آئی تھی۔

رابعہ بیگم نے غور سے دیکھا _____ کچھ کمزور لگنے لگتی تھی۔

آداب پھوپھو جان _____

وہ ان کے پاس ہی بیٹھتے ہوئے بولی۔

کیسی ہو میری بچی _____

ٹھیک ہوں _____ آپ سنائیں۔

خدا کا شکر ہے۔

رابعہ بیگم نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

تم سے کچھ کہنا تھا بیٹی۔

کہنے _____ میں جانتی ہوں _____ کیا کہنا ہے آپ نے _____ آج کل

ب گھر والوں پر ایک ہی بھوت سوار ہے _____

قنوت ہنس کر بولی۔

ٹھیک تو ہے میری بچی _____ یہ چاند سا مکھڑا گھونگھٹ میں کتنا بھلا لگے۔

رابعہ بیگم نے قنوت کو ساتھ لپٹا لیا اور اس کی سفید روشن پیشانی کو چوم کر

بیس۔

مجھے نہیں کرنا شادی پھوپھو جان _____

وہ بڑی ہزاری سے بولی۔

دیکھو، میری بچی! _____ انسان صرف اپنے لئے ہی نہیں جیتا۔ ارد گرد کے

یا قوت ہاتھوں پر سر رکھے سک اٹھی۔

بیٹی _____ تم تو بڑے حوصلے والی تھی۔

زینت بیگم نے محبت سے قنوت کی پشت پر ہاتھ رکھا۔

بہن کو اس طرح سسکتے دیکھ کر قنوت موم کی طرح پکھل گئی۔

ارے _____ معاف کر دو _____ میری منھی منی بہن _____ دراصل کچھ

کبھی پیانہ چھلک اٹھتا ہے۔

قنوت نے فوراً "اے اپنے ساتھ لگا لیا۔

باچی _____ تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔

وہ سسکیوں کے درمیان بولی۔

یہ تمہارا گناہ نہیں تھا _____ مقدر کی بات ہے پگلی _____ یہ ضروری

نہیں کہ ہر چاہنے والا کچے بیر کی طرح ہماری جھولی میں گر جائے۔

دونوں طرف مکمل خاموشی رہی _____

لیکن سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا _____ یا قوت دنیا کی باتوں سے تنگ بھی آ

تھی _____ اس کے لئے اس نے رابعہ بیگم کو تیار کیا۔

پھوپھو آپ باچی کو سمجھائیں _____ کہ وہ کہیں تو شادی کے لئے مان جا۔

آخر امی ابا کب تک زندہ رہیں گے _____ ابو کا تو حال ہی بہت برا۔

_____ آئے دن کوئی نہ کوئی بیماری لاحق رہتی ہے۔

اچھا بیٹی _____ بھائی سے بات کروں گی۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

اور ایک دن وہ چلی ہی گئیں۔

میں تو اس دن کے لئے ترس گیا ہوں _____ لیکن وہ نہیں مانتی _____

کیا نہیں۔

میرا خیال ہے اماں اپنی ہونے والی بہو کے گھر سے آ رہی ہیں۔

ہاں بیٹے _____ اللہ جلد اس گھر میں چاند اتارے۔

وہ آسمان کی طرف دیکھ کر بولیں۔

چاند؟

وہ حیران رہ گیا۔

ہاں بیٹے _____ قنوت تو چاند ہے چاند _____ سرخ و سفید چہرہ _____

لبے بال _____ دبلا بدن اور نرم و نازک نقش و نگار _____

وہ بہو کی تعریف کرتے پھولی نہ سارہی تھیں۔

لیکن وہ ادا اس ہو گیا _____ ماں سے آنکھ نہ ملا سکتا تھا۔ نہ جانے وہ مار

ارمان پورے کر بھی سکے گا کہ نہیں۔ اگر وہ ماں کو سب کچھ بتا دے تو ماں سننے نہ

ہو جائے۔

یا الٹی میں کیا کروں _____

وہ سر کو صوفے کی پشت پر ٹکا کر آنکھیں موند کر دل سے ہی بول پڑا۔

کیا ہوا بیٹے _____ ماں نے تڑپ کر کہا۔

کچھ نہیں امی _____ سر میں بڑا درد ہے۔

وہ ماں کو تسلی دینے کے موڈ میں تھا _____ وہ چاہتا تھا کہ ماں پر اس کا

آشکار نہ ہو۔

تو کیوں نہیں ڈاکٹر کو دکھاتا _____ اکثر تیرے سر میں درد رہتا ہے۔

ماں نے کہا۔ مسز ہارون ایک خوش شکل ضعیف خاتون تھیں۔ اس کے

ہاں بالکل سفید، چہرہ کشادہ اور آنکھیں نیلی تھیں۔

معمولی درد ہے _____ آرام آجائے گا۔

وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور ماں گھر کے دوسرے کاموں میں لگ گئی۔

احمد کی خواہش کے مطابق شادی بڑے سکون سے ہوئی چاہئے۔ احمد انتہائی

نرم و مہذب کا لخت جگر تھا۔ مسز ہارون ایک بیٹے کو ڈاکٹر دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن

انہوں نے ان کو مہلت نہ دی اور ایک رات حرکت قلب بند ہو جانے سے اس دور

نہ سے دور جاودانی کی جانب روانہ ہو گئے۔ لیکن انہوں نے کڑوڑوں کی جائداد بیٹے

کو نام چھوڑی تھی۔ مسز ہارون کو انتقال کے پندرہ سال کا طویل عرصہ گزر گیا تھا۔

زہارون بڑی مضبوط عورت تھیں۔ جب تک حامد اور احمد اپنے قدموں پر کھڑے

ہوئے وہ پوری طرح جائداد کے کام سنبھالتی رہیں _____ منشی فضل دین ایماندار

رہا انسان تھا۔ وہ مسز ہارون کے ساتھ بہت بہتر طریقے سے تعاون کرتا رہا۔ حامد

کا تعلیم کے لئے باہر چلا گیا جبکہ احمد ڈاکٹر بن گیا _____ تو مسز ہارون نے منشی کو

کام بھی سونپ دیئے _____ یا ہفتے عشرے احمد زمینوں پر چلا جاتا۔ لیکن وہ شدید سر

د کے باعث زیادہ کوفت برداشت نہیں کر سکتا تھا _____ وہ کئی مرتبہ جھنجھلا کر ماں کو

دہاتا۔

امی، بھائی کو بلا لو _____ مجھ سے جائداد کے کام نہیں ہوتے۔

وہ جیسے تھک سا گیا ہو۔

کوئی بات نہیں بیٹے _____ یہ تعلیم مکمل کر لے بیٹا _____ میرے ہوتے

تو تمہیں کیوں پریشانی ہے۔ میں کام دیکھ لیا کروں گی _____

احمد چپ سا رہا۔

چلو اب موڈ درست کرو _____ کل تمہارے سرال بھی جانا ہے۔

ٹھیک ہے _____ آپ جانتیں _____ لیکن سوائے لڑکی کے ہم چیز میں کوئی

نہیں لیں گے۔ احمد کا متفقہ فیصلہ تھا۔

ٹھیک ہے بیٹے _____ ہمیں چیز کی ضرورت بھی کیا ہے _____ یہ ساری جائداد

تمہارے دونوں بھائیوں کے لئے تو ہے۔

محتاج نہ تھی۔

وہ خاموش رہا۔۔۔۔۔ ماں کو کتنی آرزو تھی۔۔۔ اس کی شادی کی
لیکن وہ درست نہیں ہے۔۔۔ اس کے سر میں درد اتنی شدت سے کیوں ہوا
۔۔۔۔۔ وہ ڈاکٹر ہے۔۔۔ اور اپنی تشخیص خود کیوں نہیں کر سکتا اور شادی ہو
ہے۔۔۔ کیا وہ لڑکی مجھ سے خوش رہ سکے گی۔۔۔ وہ انہی سوچوں میں اتر
اور رات کھانے پر ملازمہ نے اطلاع دی۔

چھوٹے صاحب کھانا تیار ہے۔

آ رہا ہوں۔۔۔۔۔

وہ ڈرائنگ ہال میں چلا گیا۔

دوسرے دن کئی عدد فروٹ اور مٹھائیوں کے ٹوکروں کے ساتھ دو ملازمین
ہمراہ گاڑی شفقت میاں کے گھر کے سامنے رکی۔

دستک ہوئی۔

زینت بیگم نے دروازہ کھولا۔

آئیے۔۔۔۔۔ کس سے ملنا ہے آپ کو۔۔۔۔۔

وہ ازراہ اخلاق بولیں۔ لیکن لہجہ انتہائی تعجب خیز تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے
ہارون نے صرف اپنے گھر میں یا قوت سے بات کی تھی۔ اس طرف آ
ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی۔ ابھی تک بات یا قوت کی زبانی چل رہی تھی۔
مجھے قوت کی والدہ سے ملنا ہے۔

وہ بڑی خوش خلقی سے آگے بڑھ گئیں۔۔۔۔۔ ملازمین ابھی دروازے

ہی ٹھہرے رہے۔

قوت کی والدہ تو میں ہی ہوں۔۔۔۔۔

زینت بیگم ہکا بکا رہ گئیں۔

مہارون کا رعب و جلال۔۔۔۔۔ اور باوقار شخصیت۔۔۔۔۔ کسی تہا

چند لمحے سکوت رہا۔۔۔۔۔ کہ اچانک زینت بیگم ہنس دیں۔

آئیے آئیے۔۔۔۔۔ اندر آجائیے نا۔۔۔۔۔

زینت بیگم مہارون کو ڈرائنگ روم کی طرف لے جاتے ہوئے بولیں۔

شکریہ۔۔۔۔۔ باہر ملازم لوگ ہیں۔

وہ پلٹ کر بولیں۔

آپ ان کو بھی بلا لیں۔۔۔۔۔ میں دوسری طرف کا دروازہ کھول دیتی ہوں۔ وہ

بڑی برق رفتاری سے ساتھ والا دروازہ کھولنے چل دیں۔

آپ نے کس لئے ملنا ہے۔۔۔۔۔ زینت بیگم آتے آتے بولیں۔

آپ نے شاید مجھے پہچانا نہیں۔۔۔۔۔ یا قوت نے ذکر نہیں کیا۔۔۔۔۔ وہ چہرے کو
سوالیہ انداز میں جھکا کر بولیں۔

اچھا اچھا۔۔۔۔۔ آپ احمد کی والدہ ہیں۔

زینت بیگم نے قیاس آرائی کی۔

جی ہاں۔۔۔۔۔

قرآن جاؤں۔۔۔۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے انتہائی خوش خلقی سے مہارون کو گلے لگا لیا۔

بچ پوچھیں تو بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔

مہارون علیحدہ ہوتے بولیں۔

زینت بیگم بھی مسکرا دیں۔

ملازمین نے ٹوکریں صحن میں رکھ دیئے۔

یہ کیا کیا آپ نے۔

زینت بیگم مروت سے بولیں۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ بچوں کے لئے ہے۔۔۔۔۔

وہ سادگی سے بولیں۔

کونسی پوزیشن؟

وہ شاید مطلب نہ سمجھ پائی تھیں۔

یہی کہ ابھی چند ماہ ہوئے ہیں ہم نے یاقوت کی شادی کی ہے۔ وہ بھاتے ہوئے کہنے لگے۔

آپ قوت کے بارے میں پریشان نہ ہوں۔ ہمیں جیز کی قطع ضرورت نہیں۔ ان کے الفاظ میں پختگی پائی گئی تھی۔

جی۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ جیز کے بغیر تو کوئی لڑکی اپنانے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا۔

شفقت میاں حیرت زدہ سے بولے۔

اور زینت بیگم بھی ورطہ حیرت میں ڈوب گئیں۔

ہاں، ہاں۔۔۔ بھائی صاحب ہم لوگ جیز کے خواہش مند نہیں دیکھئے ناجس نے جگر کا ٹکڑا دے دیا۔۔۔ اور کی کیا رہ گئی۔

وہ مسکرائے۔۔۔ عجیب ہی خیالات ہیں آپ کے۔

ورنہ آج کل تو لوگ پہلے جیز کی بات کرتے ہیں۔

زینت بیگم بھی ہنس دیں۔

آپ پہلے احمد سے تو بات کر لیں۔

زینت بیگم نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں۔۔۔ اللہ کا دیا۔۔۔ احمد کے پاس بہت کچھ ہے۔۔۔ اسے جیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں تو صرف قوت چاہئے۔

کتنی سچائی اور حقیقت تھی مسز بارون کے الفاظ میں۔

اچھا۔۔۔ جیسے آپ کہیں۔۔۔ زینت بیگم تذبذب کے عالم میں بولیں۔

بہن جی۔۔۔ بعد میں کوئی جھگڑا کھڑا نہ ہو۔۔۔ میری بیٹی بڑی حساس ہے۔۔۔ وہ کسی قسم کی بات ایسی ویسی پسند نہیں کرتی۔

آپ بیٹھے بہن۔۔۔ میں چائے لے آؤں۔۔۔

اجی چھوڑیئے آپ چائے کو۔۔۔ پہلے بات مکمل کر لیں۔۔۔ آپ با

کے والد صاحب کو بھی بلا لیں تو بہتر ہو گا۔

مسز بارون با اصول عورت تھیں۔

بہتر۔۔۔

زینت بیگم باہر نکل گئیں۔

تھوڑی دیر کے بعد نحیف شخصیت لاٹھی ٹیکتے ہوئے کمرے میں زینت بیگ

ساتھ داخل ہوئی۔

آداب بھائی صاحب۔۔۔

مسز بارون نے کہا۔

آداب۔۔۔ بیٹھے۔۔۔ تشریف رکھئے آپ۔۔۔

وہ منودب کہتے ہوئے صوفے پر دراز ہو گئے۔۔۔ ان کے قریب ہی ا

بیگم بیٹھ گئیں اور مسز بارون سامنے صوفے پر بیٹھی تھیں۔

جی بہن جی۔۔۔ فرمائیے۔۔۔

شفقت میاں بولے۔

بھائی صاحب آپ کو یاقوت نے سب کچھ ہمارے بارے میں بتا دیا ہو گا۔

مسز بارون نے دوپٹہ درست کرتے کہا۔

جی ہاں۔۔۔ یاقوت نے بات تو کی تھی۔

وہ ذرا نرم لہجے میں گویا ہوئے۔

پھر آپ نے سوچا۔

مسز بارون پہلو بدل کر بولیں۔

جی ہاں بہت سوچا۔۔۔ دراصل ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں۔

تھی۔ پچیس سالہ، حسین قوت رنگ و روپ اور خد و خال سے اس دنیا کی مخلوق
 نہ لگتی تھی۔ وہ آسانی پر گڈ سوٹ میں بالکل فردوسی نظر آرہی تھی۔ رنگ برنگے
 ریشم کی طرح سنہری دراز گیسو اب بے ترتیبی سے شانوں سے لے کر کولہوں تک
 پھیلے ہوئے تھے۔ اس تھکاوٹ اور کام کی زیادتی سے چہرہ ست اور رخسار شعلہ بنے
 ہوئے تھے۔ مزہاروں نے کئی بار ہوش میں آنے کی کوشش کی لیکن وارفتگی کم نہ

یہ قوت ہے آپ کی _____ وہ اس ملکوتی حسن کو دیکھ کر اپنی غلط فہمی دور
 چاہتی تھیں۔
 زینت بیگم نے جیسے انہیں چونکا دیا ہو۔

ہاں _____ اچھا اچھا _____ میری بچی _____ وہ ایک دم سے انہیں اور
 قرب کو چٹا لیا۔
 جیسے مزہاروں کی چوری پکڑی گئی ہو۔

شفقت میاں ان کی گھبراہٹ پر مسکراہٹ پر مسکرا دیئے۔
 ایک طویل بوسہ پیشانی پر لینے کے بعد انہوں نے جانے کی اجازت چاہی۔
 اور بیٹھیں نا بہن جی۔

زینت بیگم نے کہا _____ شفقت میاں بھی کھڑے ہو گئے۔
 اچھا جی _____ خدا آپ سب کو خوش رکھے _____ آپ تاریخ جلد منتخب

بیٹی _____ اللہ تجھے ہمیشہ سکھی رکھے۔
 وہ دروازے کی طرف آگئیں _____ اور گاڑی میں بیٹھ کر اپنے گھر روانہ ہو
 گئیں۔

شام کے ملگجی سائے پھیل رہے تھے _____ گیراج کا دروازہ کھلا تھا _____
 اُس کو دیکھ کر انہوں نے اندازہ لگایا کہ احمد گھر پر موجود ہے _____ وہ سیدھی

شفقت میاں قوت کی طبیعت کے حوالے سے بولے۔

نہیں نہیں _____ بھائی صاحب آپ بے فکر رہیں _____ انشاء اللہ قوت
 پسند بات کوئی بھی نہ ہوگی۔

وہ بڑے وثوق سے بولیں _____ ویسے بھی انہیں اپنے بچوں کی طبیعت
 تھا کہ کس قسم کے ہیں۔

ٹھیک ہے _____ ہمیں کوئی اعتراض نہیں _____ جیسا آپ چاہیں۔
 شفقت میاں قوت کے مقدر پر بہت خوش ہوئے _____ کیا ہوا اگر راز
 ٹھکرا دیا تو _____ اس سے بھی لاکھوں درجے اچھا گھر مل گیا ان کی بیٹی کو۔
 زینت بیگم بھی بہت خوش ہوئیں۔

دن کے سہ پہر ہونے کو آئے تھے _____ قوت ابھی نہیں آئی تھی _____
 ہارون نے بہت دیر انتظار کیا _____ لیکن قوت نہیں آئی _____ تو وہ اٹھ ک
 ہوئیں۔

اچھا جی _____ میں چلتی ہوں۔ قوت سے ملنے کو دل تو بہت کرتا تھا _____
 بڑی مایوسی سے بولیں۔

معلوم نہیں _____ آج تو قوت نے بہت دیر کر دی۔
 زینت بیگم نے باہر والے دروازے کی طرف دیکھا۔ عین اس وقت بیل ہوئی
 آگئی میرا خیال ہے۔

زینت بیگم نے چونک کر بڑی تیز رفتاری سے دروازہ کھول دیا۔
 ادھر ہی آجاؤ بیٹی _____

وہ بیگ کاندھے پر جھولاتے ہوئے ڈرائنگ روم میں ہی آگئی۔
 آداب _____

مزہاروں _____ دیکھتی رہ گئیں _____ وہ حسن میں واقعی یکتا تھی _____
 یا قوت کیا تھی اس کے مقابلے میں _____ کچھ بھی نہیں _____ وہ لازوال حسن آ

ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔۔۔ ڈرائنگ روم میں شائد احمد کے دوست تھے۔ چائے کا دور چل رہا تھا۔ وہ اپنے کمرے کی جانب ہی بڑھ گئیں۔ لباس پہننے کے بعد وہ کچن میں چل دیں۔۔۔۔۔ شرفو کھانا پکانے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔ شرفو۔۔۔۔۔

جی بیگم صاحبہ۔۔۔۔۔
وہ ڈوٹی کو باہر نکالتے ہوئے بولا۔

کوئی مہمان ہیں۔

جی بیگم صاحبہ۔

کون لوگ ہیں۔

وہ حیران ہو گئیں۔

اجی وہ۔۔۔۔۔ راسخ میاں نہیں۔۔۔۔۔ ان کا اور ان کے ساتھ چند لوگوں کھانا ہے۔ شرفو ذہن پر زور ڈالتے ہوئے بولا۔

ارے اچھا اچھا۔۔۔۔۔

لیکن مجھے کیوں خبر نہیں۔

وہ اس اچانک دعوت پر حیران رہ گئیں۔

یہ تو نہیں معلوم بیگم صاحبہ۔۔۔۔۔

شرفو لا علی کا اظہار کرتے بولا۔

اچھا ذرا احمد کو بھیجو۔

وہ احمد کے کمرے کی طرف ہی چل دیا۔

چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ احمد اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

امی آگئیں آپ۔۔۔۔۔ میرا تو خیال تھا کہ ہونے والی ہو کے ساتھ ہی

گی آپ۔ وہ مسکراتا ہوا ماں کے گلے میں باہیں حائل کرتا ہوا بولا۔

ارے نہیں بیٹا ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ خدا تمہاری عمر دراز کر

میری ہو تو لاکھوں میں ایک ہو گی۔

وہ خوش ہوتے ہوئے بولیں۔

اچھا جی۔۔۔۔۔ یہ بات ہے۔۔۔۔۔ ہم تو گئے۔

احمد خود ہنس دیا۔

اچھا یہ دعوت کس سلسلے میں۔

وہ ایک دم یاد آتے بولیں۔

سلسلہ و سلسلہ کچھ نہیں۔۔۔۔۔ آپ راسخ کی عادت کو تو جانتی ہیں نا۔۔۔۔۔

باتوں کا شوہر۔۔۔۔۔

ہاں ہاں۔۔۔۔۔

وہ چونک کر بولیں۔

باتوں باتوں میں دعوت کا ذکر چل نکلا۔۔۔۔۔ میں نے ہاں کر دی۔۔۔۔۔ وہ

راضی ہو گیا۔

بہت پیٹو ہے وہ۔۔۔۔۔ وہ بولیں۔

دونوں ماں بیٹا ہنس دیئے۔

اور ہاں۔۔۔۔۔ میرے چاند۔۔۔۔۔ ہو دیکھ آئی ہوں۔۔۔۔۔ یقین جانو۔ چاند کا

نکڑا ہے۔ وہ قنوت سے کافی متاثر ہوئی تھیں۔

واہ جی واہ امی جان۔۔۔۔۔ آپ تو تعریف کرتے نہیں تھکتی۔

وہ کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

ایسا ہی ہے۔۔۔۔۔ تم خود دیکھو تو حیران ہو جاؤ۔۔۔۔۔ اس کے سنہری دراز

بال قابل دید ہیں۔ وہ جیسے کھو سی گئیں۔

آ رہا ہوں۔۔۔۔۔

احمد سامنے ملازم کے اشارے پر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ادھر ادھر سے فارغ ہو کر مسز بارون تو اپنے کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔۔ یلین

تیز طرار دکھائی دیتی تھی۔ لیکن دوسری خاموش ایک طرف ہو گئی۔

ہائی دی دے۔ کہاں جاتا ہے آپ نے۔

احمد نے اس دیرانے میں دو نوجوان لڑکیوں کو تنہا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔

شادی سے واپس آرہے ہیں۔ ظاہر ہے اپنے گھر ہی جائیں گے۔

وہ پھر تیزی سے گویا ہوئی۔ دوسری پھر خاموش تھی۔

احمد کو اب دوسری لڑکی کی خاموشی چھینے لگی تھی۔

یہ مگنی ہے کیا۔

وہ افسوس ناک لہجے میں بولا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ بد قسمتی سے۔۔۔۔۔

اف اللہ۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ ہی خاموش لڑکی نے تیز طرار کے چنگی کاٹ لی۔ تیز طرار لڑکی

طرح اچھی۔

اوہو Very Sad۔۔۔۔۔

احمد کو بہت افسوس ہوا۔

اچھا آپ میری گاڑی میں بیٹھ جائیں۔۔۔۔۔ میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔۔۔۔۔

دردانہ انداز میں بولا۔

جی۔۔۔۔۔

تیز طرار لڑکی ایک دم سے پریشان ہو گئی۔

ہاں ہاں۔۔۔۔۔ میں شریف آدمی ہوں۔۔۔۔۔ اگر کہیں تو اپنا کارڈ دے دوں۔

وہ جیسے ٹولنے لگا۔

نہیں، نہیں۔۔۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں۔

وہ تیز طرار لڑکی بولی۔

تو آئیے میں آپ کو ڈراپ کر دوں۔

تمام رات اس حسن لازوال کے خواب دیکھتا رہا۔ صبح سویرے بیدار ہو کر وہ نماز سے فارغ ہوتے تیار ہو کر ہسپتال کے لئے تیار ہو گیا۔ خوبصورت ڈنر سوٹ میں ملبوس اس کے ہمرنگ نکٹائی۔۔۔۔۔ سرخ و سفید چہرہ نہایت ہی سیڈول ڈیل ڈول قدر قامت اور خدو خال جیسے۔۔۔۔۔ کوئی تاج محل۔۔۔۔۔ مردانہ وجاہت کی احمد میں ساری خوبیاں موجود تھیں۔

خدا حافظ امی جان۔۔۔۔۔

وہ کہتا ہوا باہر پورچ میں آگیا۔

خدا تیرا نمکبان۔۔۔۔۔

ماں نے کہا۔

سٹیرنگ کی سیٹ پر بیٹھے ہی وہ ہسپتال چل دیا۔

آج قدرے ترو تازہ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ارد گرد کا ماحول بھی فرحت بخش

لگ رہا تھا۔ سارا دن ہسپتال میں گزارہ۔۔۔۔۔ یا قوت جلد گھر لوٹ گئی تھی۔

اس کے ہاں دوسرے بچے کی ولادت تھی۔۔۔۔۔ تعطیل زوجگی پردہ عنقریب جانے والی

تھی۔ آج اس نے ایک دو آپریشن بھی کئے تھے۔۔۔۔۔ شام تک مصروف رہا۔

ایک دم گھڑی کو دیکھ کر چونکا۔۔۔۔۔ شب کے سات بج چکے تھے۔۔۔۔۔ وہ فوراً اٹھا

۔۔۔۔۔

گاڑی ہال روڈ پر چھوڑ دی۔۔۔۔۔ وہ تیز رفتاری کو پسند کرتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن

ایک دم اس کے ہاتھ بریک پر چلے گئے۔

دو لڑکیاں اس کی گاڑی کے نیچے آتی آتی بچیں۔

دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

خود کشی کرنے کے لئے میری گاڑی رہ گئی ہے۔۔۔۔۔ محترمت۔

وہ بڑے جوش سے مگر طنزاً لہجے میں بولا۔

ہم سڑک پار کرنا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔ اور آپ کی گاڑی سامنے آگئی۔۔۔۔۔ لڑکی

بادلِ خواستہ دونوں پچھلی طرف سیٹ پر بیٹھ گئیں۔

مجھے پہلے چھوڑیے گا۔۔۔ بس ادھر۔۔۔ پہلے موٹر پر۔۔۔ وہ ایک طویل سڑک پر تیز رفتاری سے گاڑی بھاگتے ہوئے احمد سے بولی۔

جی بہتر۔۔۔

اور ایک زوردار جھٹکے سے گاڑی پہلے موٹر پر گلی کے نکل پر رکی۔

اچھا۔۔۔ قنوت۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔

قنوت۔۔۔ احمد کے کان کھڑے ہو گئے۔۔۔ مگر وہ انجان بیٹھا رہا۔

خدا حافظ۔۔۔

قنوت نے آہستگی سے کہا۔

اور وہ اپنے گلی کی طرف چل دی۔۔۔

اس لڑکی کے جانے کے بعد جس کا نام ثوبیہ تھا۔۔۔ قنوت کچھ خوفزدہ ہو گئی۔

۔۔۔ تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ اور اس تنہائی میں ایک نوجوان کا ساتھ۔۔۔

وہ بہت گھبرا رہی تھی۔

آپ گاڑی سٹارٹ کیجئے نا۔۔۔

وہ بڑے دھیمے لہجے میں بولی۔

ارے آپ بول سکتی ہیں۔۔۔

احمد نے پلٹ کر بغور قنوت کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن چہرہ نظر

نہیں آیا۔

مجبوراً "اے مٹن دبا کر لائٹ کرنا پڑی۔۔۔

کہاں جائیں گی آپ۔۔۔

قنوت نے خوفزدہ لرزاں لرزاں آنکھیں جھپکائیں۔

میں اپنے گھر جاؤں گی۔۔۔ اور کہاں۔

وہ جھلا اٹھی۔۔۔

احمد نے بغور دیکھا۔۔۔ واقعی قنوت حسن میں لاجواب تھی۔۔۔ ماں بالکل ٹھیک تعریف کر رہی تھی۔

لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی اور لڑکی ہو۔

اسی سوچ کے ساتھ احمد نے پلٹ کر قنوت کی طرف دیکھا اور پچھلی طرف جھکا۔

آپ آگے آجائیں۔

جی نہیں۔۔۔ شکریہ۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔

وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔ لیکن گاڑی کا بیلنس درست نہیں۔

وہ مزاحیہ انداز میں بولا۔

لیکن وہ سیخ پا ہو گئی۔

آپ گاڑی چلا رہے ہیں یا تانگہ۔۔۔ میں نہیں آؤں گی۔۔۔

وہ بغض ہو گئی۔

اچھا۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔۔۔

مجبوراً "احمد کو گاڑی چلانا پڑی۔

تقریباً "دس منٹ کے بعد ایک وسیع و عریض سڑک پر رکتے ہوئے قنوت نے کہا۔

بس رک جائیے۔۔۔

وہ چونک سی گئی۔۔۔

اور گاڑی ایک خوبصورت چھوٹے سے مکان کے برآمدے کے قریب رکی۔۔۔

شفقت میاں مکان نمبر 422۔۔۔

وہ بورڈ پر پڑھ کر مطمئن ہو گیا۔

وہ آہستہ سے اتری۔۔۔ اور گھر کی جانب چل دی۔ جیسے بہت بڑی مصیبت

سنائی ہو۔

نہ شکریہ نہ سلام _____

وہ ہاتھ ہلا کر خود سے بڑ بڑایا۔

اور گاڑی موڑ لی _____

بیٹی اتنی دیر لگا دی۔

زینت بیگم نے کنڈی کھول کر کہا۔

بس امی دیر ہو ہی گئی _____ برات تو اب بھی نہیں گئی تھی _____ میں اور

ثویہ تو آگئیں۔

وہ ماں سے بولی۔

اچھا کیا _____ رات بھی بہت ہو گئی ہے۔

زینت بیگم واپس پلٹ گئیں _____ اور وہ اپنے کمرے کا زینہ چڑھ گئی۔

بہت دن ہو گئے تھے _____ وہ موہنی صورت اس کے حواس پر چھائی ہوئی

تھی۔ وہ ماں سے قنوت کا حدود اربعہ معلوم کر چکا تھا _____ اور اسے یہ بھی معلوم تھا

کہ وہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں بطور بی ایڈ معلمہ کام کر رہی ہے۔ لیکن اس نے

اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنے کی قسم کھائی تھی _____ وہ قنوت کی محبت میں بری طرح

گرفتار ہو چکا تھا _____ حالانکہ صرف ملاقات چند ثانیے ہوئی تھی _____ اور یہ چند

لمحے اس کی زندگی کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ غیر ارادی طور پر وہ گاڑی میں بیٹھا اور

سکول کی جانب گاڑی چھوڑ دی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔

انجانے میں اس نے گاڑی سکول کے گیٹ سے ذرا آگے روک لی اور چھٹی ہونے کا

انتظار کرنے لگا۔

دوپہر کے دو بجے اور بل کی آواز آئی۔ وہ مختصر نظر ارد گرد گھمانے کے انداز

میں گاڑی کے اندر ہی بیٹھ گیا _____ بچے نکل گئے تھے _____ چند ایک معلبات بھی

اس کے قریب سے گزر گئی تھیں کہ اچانک سفید چادر میں لپٹی وہ پاس سے گزری۔

قنوت _____

احمد نے بے ساختہ پکارا۔

وہ چونک گئی۔

آپ _____ یہاں _____ لیکن کیوں۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی گھبرا اٹھی۔

آئیے بیٹھے نا _____ میں کب سے انتظار کر رہا تھا۔

وہ بڑے عاجزانہ لہجے میں دروازہ کھول کر بولا۔

میں نے آپ کو وقت دیا تھا _____ کہ آپ میرا انتظار کریں۔

وہ بڑے سخت لہجے میں بولی۔

کیا کرتی ہیں آپ _____ لوگ کیا کہیں گے _____ بیٹھے تو سہی _____ مجبوری

ہی۔ احمد نے بڑے بے تکلف انداز میں قنوت کے ہاتھ سے پرس اور منھی منی

ڈائری پکڑ کر اپنے پاس رکھ لی۔

جھنجھلا اٹھی _____ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ خاموش احمد

ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ جائے۔

بچھلی طرف سے بازو بڑھا کر احمد نے دروازہ بند کر دیا۔

دھڑکتے دل کے ساتھ وہ سکون کے ساتھ بیٹھ گئی _____ گاڑی تیز رفتاری سے

ٹھہری اور شہر کی چوڑی چکی کھلی کشادہ سڑک پر دوڑنے لگی _____ وہ سہمی سہمی

ن بیٹھی تھی۔

قنوت _____

وہ ایک خوبصورت ہوٹل کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے بولا۔

آپ میری خاموشی سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں _____ لیکن میں جان سے

زنت سمجھتی ہوں۔

وہ شدید غصیلے انداز میں بولی۔

باہر تو آؤ۔۔۔ تمہاری عزت مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

احمد نے ہاتھ بڑھایا۔

ہٹے۔۔۔

قوت احمد کے ہاتھ کو جھٹک دیا اور گاڑی سے باہر نکل آئی۔

کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرنا۔۔۔ میرے دوست کا ہوٹل ہے۔۔۔ لوگ

غلط نہ سمجھ لیں۔

اچھا۔۔۔

نگاہوں میں اقرار کی پرچھائیں دیکھ کر احمد ہنس دیا۔

دونوں ایک کیمین میں چلے گئے۔۔۔ درمیان میں میز تھا اور دونوں آد

سامنے بیٹھ گئے۔

قوت۔۔۔ میں شریف آدمی ہوں۔۔۔ تمہیں یقین کیوں نہیں آتا۔

وہ آگے کو جھک کر بولا۔

میں نے آپ کو شرافت کی سند دینی ہے کیا۔۔۔

وہ روشنی روشنی سی بیٹھی رہی۔

احمد ساری جان سے فدا ہو گیا۔۔۔ وہ اس معصوم حسن پر بری طرح فدا

چکا تھا۔ چند لمحے گزرنے کے بعد ویٹر چائے مع لوازمات کے لئے آیا۔

آپ چائے بنائیں گی۔

وہ ٹرے کو قوت کی جانب کھسکاتے ہوئے بولا۔

خاموش انداز میں قوت نے ٹرے اپنی طرف کھسکالی۔

سب سے پہلے ایک کپ بنا کر اس نے احمد کے سامنے رکھ دیا۔۔۔ اس

بعد دوسرا کپ خود لے لیا۔

شکریہ۔۔۔ احمد نے ہونٹوں سے کپ لگانے سے پہلے کہا۔

کوئی بات کرو نا۔۔۔

وہ کپ کو واپس میز پر رکھتے ہوئے بولا۔

میں کیا بات کروں آپ سے۔۔۔ خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔۔۔ میں

نوسیدھی سادھی لڑکی ہوں۔۔۔ ان باتوں سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔۔۔ وہ

آہستہ مگر بڑے جوشیئے انداز میں بولی۔

ارے واہ اچھی تقریر کرتی ہیں آپ۔

احمد نے ہنس کر کہا۔

اور قوت نے چاہا کہ اپنا سر پیٹ لے۔۔۔ اچھا بھلا پڑھا لکھا آدمی ہے۔۔۔

نہ جانے۔۔۔ وہ خود سے بڑ بڑائی۔۔۔

جی کیا کہا آپ نے۔

احمد نے دلکش مسکراہٹ بکھیر دی۔

کچھ نہیں۔۔۔

وہ کھٹ سے کپ پلیٹ میں رکھتے ہوئے بولی۔

چند سیکنڈ ماحول پر سکون رہا۔۔۔ آخر احمد نے ہی لب کشائی کی۔

کتنی تنخواہ ملتی ہے۔

نصف لیتا چاہتے ہیں۔

وہ جھلا گئی۔

ہنہ۔۔۔ بالکل میں تمہاری نوکری کے ہی خلاف ہوں۔

وہ بڑی محبت سے نیم باز نظر قوت کے روشن چہرے پر ڈالتے ہوئے بولا۔

گہرا کر قوت نے نظریں نیچی کر لیں۔۔۔ وہ اس تصادم سے تھرا سی گئی تھی۔

یہ محسوس ہوا جیسے اس کے حواس پر برق سی گری ہو۔۔۔ وہ لرز سی گئی۔۔۔

چلے گھر۔۔۔

وہ منت بھرے انداز میں بولی۔

ایک شرط پر۔

وہ بضد ہو گیا۔

جی _____ شرط _____ قنوت حیران رہ گئی۔

جی ہاں _____ جب تک آپ میری بات نہیں مانیں گی _____ میں آپ کو بڑی
چھٹی دوں گا _____ وہ بے تکلف ہو گیا۔

جلدی بولیں _____ کونسی شرط ہے۔

وہ بڑی کوفت محسوس کر رہی تھی۔

بس یہی کہ دوبارہ کب ملو گی _____

وہ بے تکلف ہو گیا۔

کوئی علم نہیں۔

وہ چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے۔

تو ٹھیک ہے _____ یہاں سے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وہ کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

قنوت بڑی مصیبت میں پھنس گئی _____ اس نے سوچا چلو وعدہ کرنے میں

حرج ہے۔

اچھا ملوں گی _____

کب؟

وہ چونکا۔

جب آپ کہیں۔

قنوت نے کہا۔

ٹھیک ہے _____ جمعرات کو میں خود تمہیں لینے آؤں گا _____ سکول کے

احمد بولا۔

آپ میرا پیچھا چھوڑ دیں _____ میری تو شادی ہونے والی ہے۔

قنوت کو یاد آگیا۔

کوئی بات نہیں _____ شادی تو میری بھی ہونے والی ہے۔

احمد ہنس دیا۔

آپ کو شرم نہیں آتی _____ غیر لڑکیوں سے ملاقات کا ماتم لیتے ہوئے _____
تم اللہ کی اگر علم ہو جائے تاکہ کس بد بخت کے پلے بندھ رہے ہیں آپ کی تو ساری
قلبی کھول دوں _____ وہ دانت پیس کر بولی۔

ارے نہیں نہیں _____ وہ خوش بخت ہے _____ اسے کچھ نہ کہنا _____

احمد نے قنوت کے یا قوتی ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

چلے _____

چلے سرکار _____

دونوں ہوٹل کے گیٹ سے باہر نکلے _____

چار بج رہے تھے _____

احمد نے قنوت کو اس کے گھر کی سڑک پر چھوڑا اور خدا حافظ کہتا ہوا پلٹ گیا۔

دروازہ کھلا تھا _____

صحن میں صرف شفقت میاں بیٹھے تھے۔

آداب ابو _____

آگنی _____ دیر لگا دی بیٹا۔

وہ بولے۔

ہاں ابو _____ کام تھا _____ وہ زینہ چڑھتے چڑھتے چلی۔

اچھا _____

شفقت میاں کہنے لگے۔

امی کہاں ہیں _____

وہ عالی کو داکٹر کے پاس لے گیا۔

ہوں _____ عالی کو کسی سپیشلسٹ کو دکھانا ہو گا۔

وہ اپنے کمرے میں چل دی۔

اور شفقت میاں بیٹی کے نقش قدم کو دیکھتے رہے _____ اور خدا کے جز
سجدہ ریز بھی تھے کہ راسخ سے کہیں اچھا لڑکا انہیں داماد کے روپ میں مل گیا
_____ انہیں امید تھی کہ قنوت جیسی ہمدرد اور اچھی خوبیوں کی مالک بیٹی کو احمد
ہی بے لوث شوہر چاہئے۔ دونوں باپ بیٹی کے خیالات ایک ہی نوعیت کے تھے۔

نہ جانے احمد قنوت کے ذہن سے کیوں نہیں نکل رہا تھا _____ اتنا تو اس
راسخ کو بھی نہیں یاد رکھا تھا _____ جتنا وہ اسے قدم قدم پر یاد آتا ہے۔ ایک با
محبت و چاہت میں ڈوبی ہوئی تھی _____ اگر میں کہتی ہوں کہ میری شادی ہونے
ہے تو اس پر بھی اس نے سنجیدگی سے نوٹس نہیں لیا _____ میرا خیال ہے بگڑا ہوا
نوجوان ہے۔ قنوت نے کسی اہم سوچ کے ساتھ کموٹ بدل لی _____ بھوک تو کمر
دور تھی _____ لیکن احمد ہر روپ میں اس کے سامنے جلوہ گر تھا۔ ساری رات
گئی _____ وہ کسی طور بھی انجام تک نہ پہنچی _____ لیکن اتنا ضرور تھا کہ وہ احمد
بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی _____ اس کی ہر ادا میں شرافت اور ما
جھلکتی تھی _____ یوں لگتا جیسے وہ چکر باز نہیں ہے _____ کیوں اس کی ہر
بات حقیقت پر مبنی تھی _____ لیکن وہ اس سے اب ملاقات نہیں کرے گی۔
جعرات کو سکول ہی نہیں جاؤں گی۔ وہ نہایت پریشانی میں اس سوچ کے لئے تیار
اور جعرات کو اس نے مکمل چھٹی کر لی۔

بیٹی آج سکول جانے کا ارادہ نہیں۔

زینت بیگم نے اسے چولہے کے پاس بیٹھے بڑے آرام سے چائے پیتے دیکھ

کہا۔

نہیں امی _____ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

وہ دراز بالوں کو ایک طرف سمیٹتے ہوئے بولی۔

اچھا _____ ٹھیک ہے پھر _____ تم گھر پر رہنا _____
زینت بیگم نے پرسکون انداز میں کہا۔

کیا مطلب امی □

آج مسز ہارون نے ہم لوگوں کو دعوت دی ہے۔

کھانا _____

دعوت بیٹی _____ دعوت کی ہے انہوں نے _____

زینت بیگم نے اس کی بات کو آسان کر دیا۔

اچھا _____

وہ مسکرا دی۔

چنانچہ سب لوگ تیار ہو کر کاشانہ ہارون پہنچ گئے _____ فراز اس کی پیوی
_____ اور یاقوت اس کا شوہر راسخ اور بھی کئی لوگ اس تقریب میں مدعو کئے گئے تھے
_____ راسخ جو ہمیشہ سے دولت پرست انسان تھا _____ اتنی بڑی کوٹھی _____ اعلیٰ
بانے کا کھانا دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹ گئیں _____ اور اسے قنوت کی قسمت پر
رنگ آنے لگا _____ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اتنے امیر کبیر گھرانے میں قنوت کی
بہت طے پائے گی _____ اندر ہی اندر سے وہ قنوت کے اعلیٰ مقدر پر جلنے لگا۔ وہ دل
سے نہیں چاہتا تھا کہ قنوت کو اس سے بہتر شوہر ملے۔ کیونکہ اس سے اس کی توہین
فی _____ اپنی انا کی تسکین کے لئے وہ یہی پسند کرتا تھا کہ قنوت کی شادی اس سے
_____ درجہ حیثیت کے آدمی سے ہو لیکن مقدر کسی کا محتاج نہیں _____ نہ خدا پوچھ
کے نصیب بناتا ہے۔

شام چار پانچ بجے تک دعوت و طعام کا سلسلہ چلتا رہا۔

ایک دم مسز ہارون کو کچھ یاد آیا۔

دلبری _____

انہوں نے ملازمہ کو پکارا۔

جی بیگم صاحبہ _____

دلبری ہاتھ صاف کرتی آگئی۔

سب لوگوں نے کھانا کھا لیا _____ ڈرائنگ روم میں ادھر ادھر کے

والوں نے _____

جی ہاں بیگم صاحبہ _____

دیکھنا کوئی شکایت نہ ہو۔

وہ مسکرا کر سامنے بیٹھی یا قوت کو دیکھ کر بولیں۔

جی نہیں بیگم شکایت کیسی _____

دلبری نے زینت بیگم کی طرف دیکھا۔

ہن شرمندہ تو نہ کریں _____

زینت بیگم بھی پر تکلف جملے بولنے لگیں۔

خدا نہ کرے _____ میں آپ کو شرمندہ کروں _____ دراصل بات

_____ اکیلی جان ہوں _____ سمجھ نہیں آتا _____ کیا کروں۔

مسز ہارون لجاتے ہوئے بولیں۔

دلبری جانے کے لئے پلٹی۔

ٹھہرو جا کہاں رہی ہو۔

دلبری پلٹی _____ جی _____

ایسا کرو _____ خانماں کو ساتھ لے جاؤ _____ قوت کا کھانا دے آؤ _____

جی اچھا _____ دلبری پلٹی _____ کچن کی طرف چل دی۔

بیٹی تم کھانا نکالو _____ میں احمد میاں سے کہہ کے گاڑی نکالتی ہوں۔

ڈرائیور ہمیں چھوڑ آئے گا۔

اچھا _____ دلبری الماری میں کھانے والی بڑی ہاٹ کیس اور ٹیفن نکالنے

بوڑھا خانماں ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔

صاحب جی _____ ذرا باہر آئیے۔

وہ احمد کے کان میں کہتا ہوا جھکا _____ کیونکہ احمد دوست احباب میں بات

کر رہا تھا۔ بوڑھے خانماں کے کہنے پر وہ باہر آگیا۔

صاحب جی ڈرائیور کہاں ہے _____ قوت بی بی کا کھانا دینے جاتا ہے۔

ہوں _____ وہ سوچ میں کھو گیا۔

بابا _____ تم اور دلبری اپنے اپنے کواٹروں میں جاؤ _____ قوت بی بی کو کھانا

دے آتا ہوں۔

جی _____ دلبری اور خانماں ایک ساتھ بولے _____

ہاں _____ بابا سمجھا کر نوتا _____

احمد نے بوڑھے خانماں کا شانہ دبایا _____ بوڑھا ساری بات سمجھ گیا۔

ٹھیک ہے _____

وہ دلبری سے بولا _____ آؤ _____ اپنے اپنے گھر چلیں _____ بیگم صاحبہ کو

نہ ہو _____ دلبری کی طرف بوڑھے نے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

دلبری _____

احمد نے جیب سے ایک ہزار کانوٹ نکالا۔

جی صاحب جی _____

یہ لو _____ پانچ پانچ سو لے لیتا _____ اچھا _____

اچھا جی _____ خدا آپ کی عمر دراز کرے _____ اندھے کو کیا چاہئے دو

تیں۔ پانچ پانچ سو کے نوٹ لے کر دونوں اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے _____

احمد کھانا لے کر سیدھا قوت کے ہاں پہنچا۔

آج ملاقات کا بہت اچھا موقع تھا _____ سب لوگ تو یہاں آئے ہوئے تھے۔

قوت کے اور کوئی نہیں تھا۔ مرت واسطے کے جھولے میں جھولتا گاڑی میں

بڑی تیز رفتاری سے قوت کے پاس پہنچ گیا۔

انہما تھی۔

گاڑی کو کھٹاک سے دروازے کے ساتھ روکا اور ساتھ ہی کال بل پر انگلی دے دی۔
بلکہ شدید انداز میں انگلی رکھتے رکھتے کئی منٹ گزار دیئے۔

اف توبہ _____

بڑے جوش کے ساتھ قوت نے دروازہ کھولا _____ اور ہکا بکا رہ گئی۔

یہ لیجئے اپنا کھانا _____

وہ بڑا سا ٹیفن قوت کے دونوں ہاتھوں میں رکھ کر خود اندر چلا گیا۔

وہ حیرانی اور سراسیمگی کے عالم میں پلٹ آئی _____ ٹیفن اس نے

چارپائی پر رکھ دیا اور خود حیران کن انداز میں احمد سے بولی۔

آپ کہاں سے ٹپک پڑے _____ اس کی چھٹی حس بیدار ہو چکی تھی۔

اللہ کی مرضی _____ خدا نے بھیجا سو آگیا _____

احمد نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب ہے آپ کا _____

میں کسی محفوظ کمرے میں جانا چاہتا ہوں _____ محترمہ _____

احمد بڑے ہی دلکش انداز میں قوت کی طرف جھک کر بولا۔

ڈرائنگ روم میں آجائیں _____

وہ ڈرائنگ روم کی طرف جاتے جاتے بولی _____ اس کے ساتھ احمد _____

سے انسانوں سے زیادہ روپیہ پیسے اور دنیاوی آسائشوں کی زیادہ ضرورت تھی۔

قوت حسن و خوبصورتی کے ساتھ وفا کی بھی دیوی تھی _____ صرف اسے ایسا

نسان نہیں ملا تھا _____ جو اس کی قدر و قیمت جان سکے _____ نہ جانے احمد میں

کونسی کوئی خاص بات ہے جو اس کی چاہت قلب و جگر میں اترتی جا رہی ہے۔

چائے نہیں پلاؤ گی۔

وہ بڑی اپنائیت سے صوفے پر بیٹھتے بولا۔

کہوں نہیں _____ میں ابھی لائی۔

وہ ایک دم پلٹی _____

احمد نے نہایت بے تکلفی اور اپنائیت سے قوت کے مرمریں ہاتھ کو تھام

چھوڑیئے نا _____

وہ کسماتے ہوئے شرم سے دوہری ہو گئی _____ لیکن بہر حال احمد کی

وہ بندھن جو دل کی عبادت گاہوں میں بندھ جائے۔

نہایت چمکے سے _____ چپ چاپتے _____ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ
بچی تو خود کو بھی خبر نہیں ہوتی _____ انسان کسی انجانے بندھن میں بندھ جاتا ہے
_____ اور وہ بندھن جی جان سے عزیز ہوتا ہے۔ یہی کیفیت بالکل قوت کی تھی
_____ اس نے احمد کے خیال کو دل کی پٹائیوں میں چھپا لیا تھا۔

احمد _____ وہ اپنے آپ سے ہمکلام تھی۔ تم میری زندگی ہو _____ میں نے
تم زخم احساسات جوڑ کر اس زندگی کو جلا بخشی ہے _____ وہ گزرتے ہوئے ظالم
نے اپنی زندگی میں پیوست نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جو چند گھنٹیاں راسخ کے ساتھ گزریں
ایک بھیاںک خواب تھا _____ جس کی تعبیر بے وفائی کی صورت میں آج اس کے
نے تھی۔ وہ ان سب دل جلا دینے والی باتوں کو بھول جانا چاہتی تھی _____ اس
سوائے احمد کے کسی سے واسطہ رکھا ہی نہیں _____ احمد ہی اس کا سب کچھ ہے
_____ اور تھا۔ ان حسین خیالات کے ساتھ ہی اس نے کوٹ لی تو دروازہ کھلا۔

باجی آجاؤں _____

یا قوت اور راسخ اندر داخل ہوئے _____
بڑی کراہت سے اس نے منہ سکیڑا _____ لیکن از راہ مجبوری مسکرا دی۔
آؤ یا قوت _____ آؤ _____

وہ اٹھتے ہوئے یا قوت کے لئے جگہ بناتے بولی۔

یا قوت اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ البتہ راسخ کھڑا رہا۔

راسخ کو بیٹھنے کے لئے نہیں کہو گی باجی _____

یا قوت نے شوفی سے کہا۔

کیوں نہیں _____ کرسی ہے بیٹھ جائیں۔

ارے نہیں نہیں _____ دور کرو چائے کو _____ یہ لمحے بہت مہنگے ہیں
جھک کر امجد نے قوت کی کلائی تھام لی۔
دو منٹ کی تو بات تھی۔

وہ احمد کے قریب ہی بیٹھ گئی _____ وہ اسے اپنا اپنا سا لگتا تھا _____
تمہارے ساتھ بیٹے ہوئے یہ دو منٹ میری کئی سالوں کی ریاضت سے _____
ہیں۔

وہ جھکا _____ اور بے حد محبت سے اس نے قوت کی سفید روشن پیشانی پر
محبت ثبت کر دی _____ وہ کسما کر خود سپردگی کے عالم میں احمد کے ساتھ ہی پڑ
_____ اس کا یہ انداز خود سپردگی احمد پر وجد طاری کر گیا _____ چند لمحے وہ دونوں
ایک دوسرے کے سہارے بیٹھے رہے _____

وہ لوگ تو ابھی نہیں آئے _____

قوت نے کہا۔

مجھے اب چلنا چاہئے۔

احمد کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

قوت بھی خاموش کھڑی ہو گئی۔

کھانا کھا لینا _____

وہ بڑی چاہت سے بولا۔

کھاؤں گی _____

وہ ہنس دی۔

اچھا خدا حافظ۔

احمد دروازے سے نکل گیا اور وہ اس کے حسین خیالوں میں کھو گئی۔ اسے بول

لگا جیسے اس کی زندگی میں راسخ ایک تنکے سے بھی آمینیت _____ ہے۔ احمد ایک
گراں قدر سرمائے کی طرح اس کی زندگی کا اکاؤنٹ تھا۔ اس کی چاہت جسے وہ جان
سے زیادہ عزیز سمجھتی تھی۔

وہ جل ہی تو گئی _____ جذبات کا خون ہو گیا _____ ان کے لئے بات ہی کوئی نہیں۔

راخ نے بغور اس کی طرف دیکھا۔

بہت فرق پڑتا ہے _____ ماحول کا الجھاؤ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔
راخ نے کہا۔

آپ لوگ مطمئن رہیں _____ آپ کسی ماحول کی بات نہ کریں _____ اور نہ ہی ماحول الجھا ہوا محسوس کریں۔

قوت نے کراہت سے چہرہ پھیر لیا۔

اور تم جو نفرت سے منہ پھیر لیتی ہو _____ اس کا کیا مطلب ہے۔

یا قوت اپنے شوہر کا راستہ صاف کرنا چاہتی تھی۔

تو پھر کیا کروں _____ بتا دیجئے۔

وہ سٹ پٹاتے ہوئے بولی۔

باجی تم سمجھتی کیوں نہیں ہو _____ ہم چاہتے ہیں گزشتہ تلخیاں بھول کر تم یوں محسوس کرو جیسے کچھ بھی نہیں ہوا _____
یا قوت نے کہا۔

ہاں _____ قوت _____ میں تمہارا گناہ گار ہوں _____ اگر تم نے قصہ غم نہ سنا تو کون سنے گا۔

راخ کافی سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

آپ کسی قسم کا غم نہ کریں _____ میرے دل میں کوئی بات نہیں _____ میں بہت خوش ہوں۔ قوت نے مسکرا کر کہا۔

(چلو احمد کا صدقہ تم لوگوں کو معاف کیا) وہ دل میں سوچنے لگی۔ واقعی اب اسے کوئی غم نہیں تھا _____ احمد نے اس کی زندگی میں خوشیاں بکھیر دی تھیں۔ وہ تنہائی میں گنگنا نے لگی تھی۔

وہ انداز لا تعلقی پیدا کرتے ہوئے بولی۔

راخ آرام کرسی پر براجم ہو گیا۔

چائے بناؤں آپ دونوں۔ کے لئے _____

وہ اٹھتے اٹھتے بولی۔

نہیں نہیں _____ چائے کی ضرورت نہیں _____ بس راخ نے چند بات کرنا ہیں۔

یا قوت نے کہا۔

مجھ سے _____

وہ سینے پر ہاتھ رکھتے سے کو کھینچ کر بولی۔

راخ ابھی تک خاموش تھا _____ قوت گویائی ساتھ نہ دے رہی تھی۔

جی ہاں _____ آپ سے ہی کرنا ہے بات _____

راخ ایک دم تیز لہجے میں بولا۔

ایسی کون سی بات ہے جو میرے ساتھ کرنا ضروری تھی۔

وہ اپنی نشست پر بیٹھ گئی _____ راخ اس کے سامنے بیٹھا تھا _____

اس کا وجود زہر لگ رہا تھا۔

ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ گزشتہ دنوں ہو گیا _____ اسے فراموش کر دیا جا۔

_____ راخ مٹی ڈالنا چاہتا تھا۔

فراموش تو ہو چکا۔

قوت نے کہا۔

نہیں ہوا نا _____ تم ہمارے ساتھ بات نہیں کرتی _____ ہنسی بولتے

نہیں ہو۔

یا قوت نے بلند آواز سے کہا۔

اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

یا قوت نے دیکھا وہ کہیں کھو گئی تھی۔

ہوں

وہ مسکرا کر بولی۔

اچھا باجی _____ اب تمہارا دل صاف ہے نا _____

بالکل صاف _____ سچ میرا دل آئینے کی طرح صاف ہے _____ آپ بھی
راخ صاحب میرے لئے پریشان ہونا چھوڑ دیجئے _____ مجھے کبھی آپ اور نہ آپ
لوگوں سے متعلقہ کسی قسم کے رد عمل کا خیال تک نہیں آیا۔
وہ بالوں کو پشت کی جانب جھٹک کر حقیقت آمیز انداز میں بولی۔

شکر ہے خدا یا۔

راخ مسکرایا اور یا قوت نے بہن کے ہاتھ تھام لئے اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔
قنوت کچھ کچھ سمجھ چکی تھی۔ راخ خود غرض انسان تھا _____ ہو سکتا ہے یہ بھی کسی
خود پرستی کا پیش خیمہ ہو _____ ورنہ راخ ٹوٹ تو سکتا تھا لیکن جھک نہیں سکتا تھا اور
یہ وہم قنوت کا غلط نہیں تھا۔ دونوں میاں بیوی اس بات پر پہنچے کہ احمد سے دوستی
رکھی جائے۔ وہ زمیندار رئیس آدمی ہے اور اس سے فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے _____
اور قنوت کی وساطت سے بہت فائدے حاصل ہو سکتے ہیں اور پھر بچوں کے ذریعے
سے تو ہزاروں کام نکالے جا سکتے تھے۔ ویسے بھی یا قوت ایک بیٹا اور دو بیٹیوں کی ماں
بن چکی تھی _____ ان کی شادی کو چار سال کا عرصہ بیت چکا تھا _____ بڑا بیٹا
تقریباً "چار سال اور منجھلی بیٹی تین سال کی سب سے چھوٹی بیٹی ایک سال کی تھی۔
بچوں کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا _____ رابعہ بیگم مستقل بیمار رہنے لگیں تھیں _____
اب وہ بچوں کی نگہداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ ایک دن مجبور ہو کر انہوں نے یا قوت
کو کہہ ہی دیا۔

بیٹی _____ بچوں کے لئے کوئی ملازمہ تلاش کرو۔

کیوں امی _____

وہ چونک کر بولی۔

اس لئے کہ ماشاء اللہ تین بچے مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے۔

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

تو مہروبی کس مقصد کے لئے ہے۔ اس کا مقصد گھریلو ملازمہ کی طرف تھا۔

یا قوت نے کہا۔

بیٹی مہروبی اگر بچے سنبھالے تو گھر کا دوسرا کام نہیں کر سکتی۔

رابعہ بیگم نے صاف گوئی سے کام لیا۔

ٹھیک ہے میں ملازمت چھوڑ دوں گی _____ اس منگائی کے دور میں دو دو

ملازمین تو نہیں رکھے جاسکتے _____ مہروبی چھ سو روپیہ لیتی ہے _____ اور بچوں کو

سنبھالنے کے لئے تو - / 1000 روپیہ ماہوار چاہئے _____

یہ تمہاری مرضی ہے بیٹی _____ مجھ میں اب اتنا دم خم نہیں رہا _____ جگر کی

مستقل مریض ہوں _____ دو قدم چلوں تو سانس پھول جاتا ہے۔

اچھا امی کر لیں بندوبست _____

وہ نہایت جلدے کئے انداز میں چیخ کر بولی۔

کیا پرابلم ہے _____ بھئی _____ کس بات کی بحث چل رہی ہے _____

اندر آتے ایک راخ بولا۔

ماں تو خاموش رہی _____

میں نوکری چھوڑ رہی ہوں _____

وہ جل کر بولی۔

کیوں؟

راخ نے پہلے ماں کو دیکھا پھر بیوی سے دریافت کیا۔

یہ امی جان سے پوچھئے۔

وہ طنزِ رابعہ بیگم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔

کیا ہوا امی _____

راخ نرم لہجے میں بولا۔

بیٹے میں نے تو کوئی بری بات نہیں کی _____ صرف اتنا کہہ رہی تھی کہ اب بچے مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے _____ مہربانی گھر کا کام کرتی ہے _____

یہ تو کوئی پریشانی کی بات نہیں _____

وہ مسکرا کر بیوی کی جانب دیکھنے لگا۔

رکھ لیس کوئی ہزار روپیہ پر ملازمہ _____ ورنہ میں نوکری چھوڑ دوں گی _____

یا قوت ایک دم کھڑی ہو گئی _____ جیسے لڑنے مارنے پر تلی ہو _____ تو کوئی بات

نہیں _____ ملازمہ رکھ لیس گے _____ بلکہ اچھی ملازمہ _____ پڑھی لکھی

_____ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

جی _____ پڑھی لکھی _____

ہاں _____ یا قوت تمہیں نوکری چھوڑنے کی ضرورت نہیں _____ آخر احمد

تمہارا ہونے والا بہنوئی ہے _____ اس کی نوکروں کی فوج کس کام آئے گی _____

ان میں کوئی عورت بھی تو ہوگی _____ ہزار نہ لے گی آٹھ سو روپیہ بھی نہ مانے گی

_____ رابعہ بیگم خاموش تکتے جا رہی تھیں۔

ارے واقعی _____ راخ _____ آپ درست کہہ رہے ہیں _____ پھینکو ہاتھ

_____ ٹھیک ہے یا قوت نے ہاتھ پھینکا _____ اس کے ساتھ ایک قہقہہ بلند ہوا _____

_____ Very Good

یا قوت نے کہا۔

امی جان _____

رابعہ بیگم کو جاتے جاتے دیکھ کر راخ نے پکارا۔

جاؤں اب بیٹا _____ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

اٹھو _____ ماں سے معافی مانگو۔

راخ نے یا قوت کو آنکھ کا اشارہ کیا۔

امی جان _____ آئیے بیٹھے۔

یا قوت شوہر کی بات مانتے ہوئے ساس کے پاس چل دی۔

جاؤں اب نماز پڑھنی ہے۔

میں چائے بناتی ہوں پھر آپ جائیں _____ ایسے نہیں جانے دوں گی _____

یا قوت ماں کو واپس لاتے ہوئے۔

یہاں بیٹھے _____ راخ نے ماں کو اپنے پاس پلنگ پر بٹھالیا۔

جاؤ تم چائے بناؤ _____

وہ یا قوت سے بولا۔

ابھی لائی _____ اور یا قوت کچن میں چلی گئی۔

امی برا نہ منائیے گا _____ زبان کی تیز ہے _____ لیکن دل کی بری نہیں

_____ وہ بیوی کی طرف داری کرتے بولا _____ مرنا کیا نہ کرتا _____ چار پانچ ہزار

روپیہ تنخواہ تھی _____ ویسے بھی دوسرے وقت کلیںک کھول رکھا تھا _____ دس بارہ

ہزار ماہوار کمائی تھی _____ نوٹ چھاپنے والی مشین تھی وہ _____ کس طرح نہ

اس سے نبھا کے رکھے _____ بے شک چند ایک کوتاہیوں پر اسے قوت کو چھوڑنے کا

بہت افسوس تھا _____ اور وہ اکثر تنہائی میں کف دست ملتا رہتا تھا _____ اور اب

جبکہ احمد سے اس کے رشتہ کی بات چلی تو اس نے احمد کی دوستی میں اس کی دولت

بھرتا چاہی بے شک ابھی تک وہ صحیح کردار ادا نہیں کر سکا تھا _____ وہ کسی موقعہ کی

تلاش میں تھا۔ وہ احمد کی دوستی سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا _____ یا وہ قوت کی شادی کا

منتظر تھا۔ پھر بے تکلفی بڑھ سکتی تھی _____ وہ اکثر تنہائی میں بڑی دور کی سوچیں سوچتا

رہتا تھا _____ زمانہ سازی میں اس کا جواب نہ تھا _____ یا قوت سے شادی کا مسئلہ

بھی صرف یہی تھا کہ ایک معلم کی تنخواہ نرس کی تنخواہ سے دوگنا کم _____ اس نے قوت پر یاقوت کو ترجیح دی _____ شادی ہوتے ہی بچے ہو گئے ورنہ شاید چند تلخیوں میں معاملہ صاف ہو جاتا _____

ماں خاموش بیٹھی تھی _____ وہ چائے لے کر آگئی تھی _____
 راسخ نے درمیان پر ٹرے پکڑ کر رکھ لی _____
 پہلے امی کے لئے بناؤ _____

یاقوت نے ایک کپ ماں کو دوسرا راسخ کو پیش کیا اور تیسرا خود لے کر بیٹھ گئی _____ ایک پلیٹ میں تازہ پیسٹڈ رکھے تھے۔
 لیجئے امی _____

راسخ نے ماں کی پلیٹ میں ایک پیسٹڈ رکھ دیا۔

رابعہ بیگم چائے پینے کے بعد اٹھ گئیں۔

ماں کے جاتے ہی اس نے یاقوت سے کہا۔

ماں کے ساتھ اس قدر تلخ رویہ مجھے پسند نہیں ہے۔

میں نے تو امی کو کچھ نہیں کہا۔

وہ صفائی پیش کرتے بولی۔

ٹھیک ہے _____ لیکن اس قدر بلند آواز سے بولتے تو میں نے سن لیا تھا

_____ وہ ماں ہے _____ اس کا احترام ہم سب پر واجب ہے _____ آئندہ ایسا

مت کرنا _____ ٹھیک ہے _____

وہ آہستہ سے چائے پینے لگی _____

کچھ دیر پہلے جو تلخی تھی وہ ختم ہو گئی _____

بست دن ہو گئے امی کے ہاں نہ چلیں۔

ضرور _____

راسخ نے کہا۔

چنانچہ بچوں کو لئے ماں سے اجازت لے کر سب زینت بیگم کے ہاں چل دیے۔ شفقت میاں اب زیادہ ہی بیمار رہنے لگے تھے _____ اکثر صاحب فراش رہتے زیادہ اٹھنا بیٹھنا ان کے لئے دو بھر تھا۔

ایک دم بچوں نے بلہ بول دیا۔

زینت بیگم صحن میں کھڑی تھیں۔

ارے میرے لاڈلے آگئے _____ میری چندا _____ زینت بیگم نے یاقوت کی

بچی چندا کو ساتھ لگا لیا _____ اور لڑکا عمران شفقت میاں کے پاس چلا گیا۔ ان کی

آوازیں سن کر قوت بھی اتر آئی _____ جیسے آسمان سے اتری حور _____ سیاہ پر ٹنڈ

لباس میں وہ انتہائی جاذب نظر لگ رہی تھی _____ سنہرے بال کھلے تھے۔ راسخ دیکھتا

رہ گیا۔

یاقوت نے دیکھا _____ وہ ہمیشہ کی طرح آج پھر قوت کے حسن میں کھویا ہوا

تھا _____ آئیے ابو کو مل لیں۔ یاقوت نے راسخ کو چونکا دیا۔

چلو _____ اور قوت ان کے لئے چائے کا بندوبست کرنے لگی۔

ایسی وجہ سے میری جان _____ میں نے ملازموں کو بھی ہدایت دے رکھی تھی
کہ جو بھی فون آئے یا کوئی احمد کا پوچھے _____ یہی کو کرچی گیا ہوا ہے۔

احمد ماں کی بات پر ہنس دیا۔

ای ایک شخص کی کمی بہت محسوس ہو رہی ہے۔

وہ کون بیٹے _____

آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔

احمد اٹھتے ہوئے بولا _____ لیکن نقاہت کے باعث پھر لیٹ گیا۔

وہ کون بیٹے _____ تم بتاؤ تو سہی میرے بچے _____

وہ احمد کو شانوں سے کپڑا کر بٹھاتے ہوئے بولیں۔

اگر قوت آجائے نا کسی طرح _____ نہ جانے اس کو خبر ہے کہ نہیں _____

احمد کے انداز میں حد درجہ مایوسیت اور خواہش دیدار محسوس کرتے مسز ہارون تڑپ اٹھیں۔

میرے بچے _____ وہ تمہاری مگتیر ہے _____ تم نے پہلے کیوں نہیں بلایا _____

مسز ہارون کے لمبے میں پچھتاوا جھلک رہا تھا۔

ای _____ کچھ تو بڑی شرم محسوس ہوتی ہے _____ کچھ میں سمجھ گیا تھا

آپ سے _____ وہ زبان دباتے ہوئے بولا۔

اچھا _____ میں فون کرتی ہوں _____

مسز ہارون نے کلاک کی طرف دیکھا۔

ایک بج رہا ہے _____ چھٹی کا وقت تو نہیں۔

مسز ہارون نے کہا۔

کس وقت چھٹی ہو جاتی ہے _____ قدر کو بھیجیں _____ گاڑی میں لے

آج جمعرات تھی _____ بچوں کے سالانہ پرچے ہو رہے تھے _____ مارچ

دکھ دوپہر تھی _____ سیاہ بدلیاں چاروں جانب اٹدی ہوئی تھیں _____ ٹھنڈی

حزین کو چھیڑتی ہوئی پھولوں سے مس ہوتی معطر ہوا چل رہی تھی۔ کھلا کھلا اور فرد

بخش ماحول تھا _____ تقریباً "سردی بھاگ گئی تھی _____ اس کی جگہ ڈھیلے ڈھالے

لباس نے لے لی تھی _____ وہ بھی پورے بارہ بجے سکول سے نکلی _____ ہمیشہ

طرح وعدے کے مطابق احمد کی گاڑی کہیں نظر نہ آئی _____ وہ سوچتی ہوئی گھر تک

پہنچ گئی۔ لیکن دوسرے دن _____ تیسرے دن _____ اور پھر چوتھے دن _____ اس

کوئی ٹیلی فون اور نہ اس کی اطلاع _____ ورنہ احمد _____ وہ تو ایک دن بھی مبرا۔

نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ جب تک قوت کو دیکھ نہ لے یا اس کی ٹیلی فون میں آواز نہ

لے _____ یا قوت کے گھر اس نے جانا نہیں تھا _____ اور وہ دونوں بھی کئی دنوں

شہر سے باہر تفریح کے لئے گئے ہوئے تھے _____ اسی سوچ و بچار میں ایک ہفتہ گز

گیا _____ احمد کی اسے کوئی اطلاع نہیں مل رہی تھی _____ یا الٹی وہ خود سے کچ

معلوم کرنے _____ شرم و حجاب کی زنجیر اس کے قدموں میں پڑی تھی۔ وہ رواج

کے بند سلاسل میں بند تھی _____ بڑی بے چینی اور اضطراب میں دن گزر رہا

تھا۔ اگر وہ مضطرب تھی تو احمد کو سکون کب تھا۔

ایک ہفتہ شدید بخار اور شدید سردی کے بعد جب اسے کچھ سکون و آفاقہ ملا

اس نے بہت سوچ بچار کے ماں سے بات کی۔

ای ایک درخواست تھی آپ سے۔

کیا بات میرے بچے _____ ویسے تمہارے کہنے کے مطابق میں نے کس

نہیں بتایا کہ تم بیمار ہو _____

بہت اچھا کیا آپ نے _____ بیمار پرسی کرنے والے میرا سکون لوٹ لیتے

آئے اسے _____ وہ بڑا بیتاب نظر آ رہا تھا۔

نہ جانے کیوں احمد کی کوئی خواہش وہ رد نہیں کر سکتی تھیں۔

تم آرام کرو _____ میں بھیجتی ہوں _____

وہ کمرے سے نکل گئیں۔

گلشن _____

جی مالکن _____

ملازمہ قریب آگئی۔

دیکھو _____ قدیر کہاں ہے _____ اگر ملے تو فوراً "بھیجو۔"

جی بہت بہتر _____

گلشن بھاگنے کے انداز میں گراج میں پہنچ گئی _____ جہاں قدیر گاڑ

صفائی کر رہا تھا۔

قد _____ قدیر _____ وہ ہانپتے ہوئے بولی۔

ارے کیا ہے _____ سیلاب آگیا _____

نہیں نہیں _____ بیگم صاحبہ جلدی بلا رہی ہیں تمہیں _____ سیلاب

آیا۔

وہ ساہواری سے سانس درست کرتے بولی _____ اور ہنس بھی دی۔

چل آیا _____

قدیر گلشن کے ساتھ ہی ان کے کمرے میں پہنچ گیا۔

جی مالکن _____

قدیر نے کہا۔

قوت بی بی کے سکول کا پتہ ہے تمہیں _____

ہاں جی _____ بھلا وہ بھول تھوڑی سکتا ہے۔

قدیر نے ایک لمحے کے لئے دیکھا _____ ایک دن میں احمد بابو کے ساتھ

اچھا _____ ٹھیک ہے _____ یہ لورقہ _____ اسے دینا _____ اور فوراً "گاڑی

بھاگ لے آتا۔

بہت بہتر مالکن۔

قدیر نے مودب انداز میں رقعہ پکڑا اور گیٹ کی جانب چل دیا۔

معلوم نہیں امی وہ آئے یا نہ آئے _____

احمد نے کہا۔

کیوں نہیں آئے گی بیٹے _____ وہ تیری ہونے والی بیوی ہے _____

اس کو شرم نے مار لیا ہے اماں _____

وہ خود سے بولا جیسے وہ تصور میں کھڑی ہو۔

شرم تو مشرقی عورت کا زیور ہے _____ بے حجاب عورت کس کام کی۔

مزاروں بہت خوش تھیں قوت سے۔ پھر انہیں بیٹے کی خوشی چاہئے تھی۔

اچھا بیٹے _____ تم لیو _____ میں ابھی آئی _____

ٹھیک ہے امی _____

وہ خوبصورت ایرانی گاؤں تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا _____ آنکھیں موند لیں

سر کو ہلکے کے پشت پر ٹکا دیا۔ چند لمحے اس نے محسوس کیا جیسے وہ خواب دیکھ

_____ ماں کی آواز نے حقیقت کا روپ دھار لیا۔

ماں کہہ رہی تھی۔

آؤ آجاؤ _____ شاباش _____ آؤ میری بچی _____ وہ ڈری سہمی خوفزدہ قوت کو

کے کمرے میں لے آئیں۔

احمد نے آنکھیں کھولیں _____ گوہر مقصود کو اپنے قریب دیکھ کر جیسے صدیوں

نہ بچھ گئی _____

آگئی تم _____ قوت _____

وہ چوک کر بولا۔

جی _____ آپ _____ وہ آگے بات نہ کر سکی _____ جیسے گویائی سلج ہو۔

وہ سہمی سہمی سی احمد کے قریب پہنچی کرسی پر بیٹھ گئی۔

بیٹی تیرا اپنا گھر ہے _____ بلکہ تو ماکن ہے اس گھر کی۔

مسز ہارون نے قوت کی پیشانی چوم لی۔

وہ بھی مسکرا کر مسز ہارون سے لپٹ گئی۔

اچھا تم لوگ بیٹھو _____ میں باورچی کو چائے کا کمرہ کر آتی ہوں۔

امی شامی کباب بھی _____ قوت کو بہت پسند ہیں۔

ہاں بیٹے _____

وہ کمرے سے نکل گئیں۔

آپ کو کیسے معلوم کہ مجھے شامی کباب پسند ہیں۔

قوت نے بغور احمد کے چہرے کو دیکھا۔

مجھے معلوم ہے _____ کیونکہ جب بھی تمہارے ہاں دعوت کھائی شامی

ہوتے تھے۔

_____ ہوں

وہ منہ نیچا کئے ہوں پر زور دے کر بولی۔

وہ تھکے تھکے انداز میں پھر پلنگ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

سردبا دوں _____

وہ پریشان سی احمد کے قریب ہی بیٹھ گئی _____ اور اپنے نرم نرم ہاتھ

دبانے لگی۔

وہ سکون جس سے صدیوں ترستا رہا _____ آج نصیب ہوا تھا۔

نیند آگئی ہے۔

وہ جھک کر بولی۔

جب تم پاس ہو تو کس کافر کو نیند نہ آئے گی۔

وہ خواب آگئیں آنکھیں کھول کر بولا۔

چھوڑیئے جی۔

وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

قوت _____

احمد نے اس کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے کہا۔

جی _____

میرے ساتھ چلو گی نا _____

کہاں؟

زیت کے طویل راستے پر _____ تمہارے بغیر میرا سفر مکمل نہیں ہو گا۔

احمد نے محبت پاش نظریں قوت کے گلابی عارضوں پر ڈالیں _____ اور اس

تھ کی پشت کو چوم لیا اور وہ لرز گئی _____

قوت تم میری بے قرار بے سکون زندگی میں پرسکون لمحے لے کر آئی ہو۔

قوت نے بغور دیکھا۔ وہ کس قدر کمزور اور لاغر نظر آ رہا تھا۔

احمد _____ آپ ٹھیک نہیں ہیں _____ سیدھے لیٹ جائیئے نا _____ وہ

انگریز درست کرتے بولی۔

تم میرے پاس رہو گی تو میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔

احمد کا انداز پیار کی شدت سے مغلوب تھا۔

میں کیسے رہ سکتی ہوں آپ کے ساتھ۔

قوت نے مسکرا کر کہا۔

کیوں _____ کیوں نہیں رہ سکتی _____ میں تمہیں چھین کے لے آؤں گا

وہ جذباتی ہو گیا۔

بس بس _____ غصہ نہ کیجئے _____ میں تو آپ کی ہی ہوں۔

چج کہنے میں اس نے کوئی عار نہ سمجھا۔

احمد ساری جان سے فریفتہ ہو گیا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

آجلو _____

احمد نے کہا۔

اس کی اجازت سے ملازم کمرے میں داخل ہوا۔

جناب کھانا تیار ہے _____ میز پر لگا دوں یا _____

میں لے آؤ _____

احمد نے یا کے بعد بات کو کاٹ دیا۔

بہتر _____

ملازم گیا اور چند لمحوں کے بعد ٹرائل میں کھانا بڑے اہتمام کے ساتھ

سوپ اور دلیہ دیکھ کر قوت نے اندازہ لگا لیا کہ یہ احمد کے لئے ہے۔

تم جاؤ _____

احمد نے ملازم کو کہا۔

کھاؤ _____ قوت _____ میرا خیال ہے امی نے تمہاری پسند کا ضرور

رکھا ہو گا۔

وہ ہنس دی _____ میں تو سب کچھ کھا لیتی ہوں۔

ٹھیک ہے _____ یہ سب کچھ کھانا پڑے گا۔

Oh My God (او مائے گاڈ) یہ سب کچھ میں _____

وہ حیرت زدہ ہو سی ہو گئی۔

ہاں ہاں کیوں نہیں _____ سب کچھ تمہارا ہے۔

احمد نے بغور قوت کے چہرے کو دیکھا۔

اور وہ ہنس دی۔

پہلے آپ _____

وہ ٹیکس احمد کے سینے پر رکھتے ہوئے بولی _____ اور دوسری طرف پلیٹ میں

بیہ ڈالنے لگی۔

قوت تم لوٹا _____ میں بعد میں کھالوں گا _____

وہ ٹیکس ہٹاتے ہوئے بولا۔

کیا کرتے ہیں آپ _____

وہ دوبارہ ٹیکس پکڑتے ہوئے بولی۔

پھر ایک شرط پر۔

احمد نے قوت کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔

کوئی شرط _____

وہ فراخ دلانہ انداز میں بولی۔

اسی طرح ہر روز کھانا پڑے گا۔

ٹھیک ہے _____ ارے نہیں نہیں _____ ہر روز نہیں میں آ سکتی _____ وہ

دم سے بول پڑی۔

آنا پڑے گا نہیں _____ میرے لئے _____ اپنے مریض کے لئے _____ احمد

انداز میں التجا تھی _____

خدا نہ کرے کہ آپ مریض ہوں _____ خدا شفا بھی دے گا _____

وہ بڑی چاہت سے دلیہ کا جج احمد کے منہ میں ڈالنے لگی۔

آج تو یوں لگ رہا ہے کہ جیسے مجھے کوئی بیماری نہیں _____ میں ہمیشہ

رست و توانا ہوں _____

وہ بڑے اداس لہجے میں بولا۔

تو آپ تندرست و توانا ہیں نا _____ کون کہتا ہے کہ آپ مریض ہیں _____

قنوت نے رومال سے احمد کا منہ صاف کیا _____ اور یہ جو ہر روز یا ہفتے عشرے _____
 کا درد ہے _____ یہ جان لے لے گا میری _____ وہ جیسے اس درد سے بیزار ہو۔
 آرام آجائے گا بابا _____ آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں _____ صرف ہر
 کمزوری ہے۔

وہ محبت سے احمد کے گھٹگریا لے بالوں سے کھینے لگی۔
 تمہارے بال بھی تو بہت خوبصورت ہیں۔

قنوت کی وہ دراز چوٹی اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر بولا۔

بس _____ اب پیٹ میں گنجائش نہیں ہے _____ تم کھاؤ۔
 احمد نے قنوت کے ہاتھ کو روک لیا۔

پانی پیجئے _____

وہ پانی کا گلاس پکڑاتے بولی۔

شکریہ _____

احمد نے پانی پی کر گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

تم کھاؤ _____ میرا خیال کھانا گرم ہونا چاہئے۔

وہ ملازم کو آواز دینے لگا۔

نہیں نہیں گرم ہے کھانا _____ رہنے دیجئے _____ احمد _____ وہ پلیٹ:

سالن نکالتے بولی۔

ٹن سے کلاک نے شام کے چار بجائے۔

چار بج گئے _____

چار بج گئے _____

وہ بھی چونکی _____ چار _____

کوئی بات نہیں _____ ڈرائیور چھوڑ آئے گا نا _____

احمد کی جیسے جان پر بن آئی۔ اس نے جانے کا نام کیا لیا۔ احمد کے حواس

ی مری۔

قنوت _____

وہ پکارا _____ جیسے بہت دور سے _____ کسی پہاڑ کی کھوہ سے _____

جی _____ وہ پلیٹ ایک طرف کر کے بولی۔

ایسی بات نہیں ہو سکتی کہ تم نہ جاؤ _____ میرے پاس ہی رہو۔

احمد کا لہجہ محبت آمیز تھا۔

ابھی نہیں _____ خدا وقت لے ہی آئے گا۔

قنوت نے دلا سا دیا۔

وہ سیدھا لیٹ گیا _____ قنوت کو بھیجنے کے لئے اس کا دل نہ چاہ رہا تھا۔ وقت

گزر رہا تھا _____ کلاک کی سوئی آگے سے آگے کھسکتی جا رہی تھی۔

مجھ سے تمہاری یہ رخصتی برداشت نہیں ہوتی _____

واقعی احمد کی آواز لرز رہی تھی _____

قنوت نے ہاتھ صاف کر کے ٹالی پرے گھسیٹ دی۔

میں کل آنے کی کوشش کروں گی۔

وہ کپڑے سے احمد کا چہرہ صاف کرتی بولی۔

کل آؤ گی نا _____

اس کے انداز میں التجا تھی۔

کچھ کہہ نہیں سکتی۔

وہ جان بوجھ کے سادہ الفاظ میں بولی۔

دل جلانے والی باتیں تو نہ کرو۔

وہ سیدھا ہو گیا _____

ٹھیک ہے احمد _____ میں روز کیسے آؤں _____ لوگ کیا کہیں گے۔

وہ تو ازل سے ہی دنیا سے خوفزدہ تھی۔

ہاں بیٹے بات تو تمہاری درست ہے _____ ہمارے ملازمین ایسے بھی گئے
گزرے نہیں کہ معمولی معمولی باتیں لوگوں تک پہنچاتے پھریں گے۔

وہ خاموش رہا _____

تم بتاؤ _____ تمہاری طبیعت کیسی ہے _____ میرے بچے مجھے تو تمہاری
بت فکر ہے۔ نہ جانے کیوں تمہاری تکلیف دیکھ کر دل کو کیا ہو جاتا ہے۔

وہ نہایت افسردہ لہجے میں بولیں۔

اب تو میں ٹھیک ہوں ماں _____

وہ مسکراتا ہوا بولا۔

آپ نے ان لوگوں سے شادی کی تاریخ نہیں مانگی _____

احمد کو جیسے کچھ یاد آگیا۔

ہاں بیٹے میں نے کہا تھا _____

پھر انہوں نے کیا کہا۔

احمد ہمہ تن گوش ہو گیا۔

بھائی شفقت میاں نے کہا ہے کہ ہم کوئی بہت دولت مند لوگ نہیں _____
چند چیزیں قنوت کی بن جائیں تو بات کریں گے۔

وہ بولیں _____ ان کو بھی یہ بات پسند نہ تھی۔

ہمیں چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر وہ لوگ کیوں اصرار کرتے ہیں۔

احمد کا لہجہ ناگوار سا تھا۔

بیٹا _____ میں نے کئی مرتبہ یہی کہا ہے _____ لیکن وہ نہیں مانتے _____

تمہاری ہسپتال سے چھٹیاں ہیں _____ ورنہ یا قنوت سے بات کر لیتے _____

وہ تو فون کے ذریعے کر لوں گا _____ یہ چیز کا مسئلہ ختم ہونا چاہئے۔

خیر تم ذہن پر زور نہ دو _____ میں پھر ان سے ایک مرتبہ بات کروں گی۔

وہ خاموش ہو گیا اور وہ باہر چلی گئیں۔

لوگوں کی بات نہ کرو _____ اپنی بات کرو _____ ڈائریور تمہیں کب لے
جائے _____ جی نہیں سرکار _____ میں ملازمت کرتی ہوں _____ ہر روز گاڑی پر
نہیں کر سکتی وہ دلربائی کے ساتھ احمد کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

میری جان _____ مجھے تیرے قرب میں جو سکون ملتا ہے _____ وہ کیسے بھر
نہیں _____ تو میرے ویران مگر میں آبادی کا باعث ہے _____ میں تمہیں دل و جاہ
سے چاہتا ہوں۔ میری محبت میں دنیاوی کسی چیز کا گزر نہیں ہے _____ مجھے مرز
تمہاری ضرورت ہے۔ صرف تمہاری۔

احمد نے نہایت عقیدت کے ساتھ قنوت کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام
لیا _____ نگاہوں میں حد درجہ التجا سمٹ آئی _____ جیسے وہ صدیوں پیاسا ہو _____

احمد _____ میں آپ سے وابستہ ہوں _____ میرا جینا مرنا آپ کے ساتھ ہے
_____ آپ کے بغیر میری زیست کا ایک لمحہ بھی فضول ہے _____ اس کے ساتھ ہی
جھکی اور شدید محبت کے ساتھ اس نے جھک کر احمد کے ہاتھوں کی پشت چوم لی۔
اور ایک کمرے سے نکل گئی۔

وہ مدہوش آنکھیں موندے لیٹا رہا۔

چند منٹ گزرے تو مسز مارون داخل ہوئیں _____

ارے _____ قنوت چلی گئی _____ وہ حیرانی سے بولیں۔

ہاں امی _____

وہ جیسے نیند سے بیدار ہوا ہو۔

اچھا _____

وہ صرف اتنا ہی کہہ سکیں _____

دیر بہت ہو چکی تھی _____ میں نے خود ہی اسے جانے دیا _____ خیال تھا کہ

ملازمین میں اس بات کا چرچا نہ ہو کہ اگر وہ آپ کے کمرے میں ملنے جاتی _____ احمد
نے درست خیال کیا تھا۔

اچھا احمد بھائی _____ کیسے ہیں آپ۔

خدا کا شکر ہے _____ اللہ کا فضل ہے۔

میں جاوید بول رہا ہوں _____ آپ کا ماموں زاد۔

دوسری طرف جاوید نے کہا۔

تمہاری آواز کون نہیں پہچان سکتا _____ سناؤ ممانی جان کا کیا حال ہے۔

احمد نے کہا۔

یہ سب حالات آپ کو معلوم ہو جائیں گے _____ کل چار بجے ایئرپورٹ پر آجائیے گا۔

اچھا _____ کیا اسلام آباد کا موسم پسند نہیں _____

احمد نے چوٹ کی۔

دوسری طرف زبردست قہقہے کی آواز آئی۔

میں انشاء اللہ کل ایئرپورٹ پہنچ جاؤں گا _____ اور اب بات کرو امی سے احمد نے ریسورماں کو پکڑا دیا۔

وہ چند لمحے باتیں کرتی رہیں _____ پھر بڑے مسرت بھرے انداز میں سب کو آنے کی دعوت دی اور ریسور رکھ دیا۔

لو بیٹا _____ اب تمہارا دل بہل جائے گا _____ وہ بھائی کی اولاد کی آمد پر بڑی خوش تھیں۔

لیکن احمد جل کے خاک ہو گیا۔ وہ قنوت کی خاطر کسی کا وجود اپنے پاس پسند ہی نہیں کرتا تھا _____ بس وہ دونوں ہوں _____ اور کوئی نہ ہو _____ وہ چپ سا ہو گیا۔

کیوں بیٹا _____ کیا بات ہے۔ کچھ اداس ہو گئے ہو _____

مسز بارون احمد کے اداس چہرے کو دیکھ کر حیرت سے بولیں۔

نہ جانے کیوں ہنگاموں سے دور بھاگنے لگا ہوں _____ جاوید، ثنا اور ریمہ انتہا

مسز بارون بہت جلد احمد کی شادی کروینا چاہتی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ بڑے بیٹے نے یورپ میں کسی یورپین سے شادی کر لی ہے اور وہ حالات سے سمجھوتہ کر چکی تھیں۔ وہ کندہ نا تراش عورت نہ تھیں جو اس معمولی بات سے بیٹے عاق کر دیتیں _____ کیونکہ عظمت و جلال دولت و اقبال ان کی وراثت میں تھا _____ اور وہ اس شان کے ناتے ہر معاملے کو بڑے لطیف پیرائے میں حل کرنے کی عادی تھیں _____ انہوں نے ہمیشہ اولاد کی بہتری سوچی تھی _____ وہ احمد کی بے کلی اور مستقل سر درد کی بیماری سے اکثر خائف رہتی تھیں۔ بہت علاج معالج کرنے کے بعد بھی جب آفاقہ نہ ہوا تو وہ بیٹے کو اکثر باہر جانے کا مشورہ دیتیں۔

میرا تو خیال ہے بیٹے _____ تم چار پانچ ماہ کے لئے باہر چلے جاؤ۔

وہ خوبصورت لان میں سنگ مرمر کی آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

آپ درست کہتیں ہیں _____ لیکن میں تنہا جانا نہیں چاہتا۔

احمد نے ماں کے چہرے کو بغور دیکھا۔

یہی تو میں کہہ رہی ہوں اگر یا قوت کی بات مان جائیں تو تم قنوت کو ساتھ لے جا سکتے ہو۔

مسز بارون نے بیٹے کے بالوں کو سلجھاتے ہوئے کہا۔

ہاں امی _____ قنوت کے بغیر کوئی مسئلہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ٹرن ٹرن _____ فون کی زور دار گھنٹی بجنے لگی۔

اس وقت فون _____ احمد نے کلائی کی گھڑی کو دیکھا _____ شام کے چھ بج رہے تھے _____ چاروں جانب دھندلے دھندلے سائے پھیلنے لگے تھے۔

مسز بارون اٹھنے لگیں _____ لیکن اس سے پہلے ہی ملازم ریسور اور ٹیلی فون

پکڑے لان میں ہی لے آیا۔

فورا "احمد نے ریسور کان کو لگایا _____

ہیلو _____ ہیلو _____ میں احمد _____

منگنی توڑ دیں۔

وہ بولیں۔ انہیں شاید یہ بات اچھی نہ لگی۔

کوئی بات نہیں آپا۔ ان کو اطلاع دینے کی بھی ضرورت نہیں۔

دوسری منگنی بھی ہو سکتی ہے۔

یہ کس کی منگنی ہو رہی ہے۔

کمرے میں آتے رہنا نے کہا۔

تم جاؤ بیٹی۔

ناصرہ بیگم نے آنکھ کا اشارہ کیا۔

رہنا فوراً "کمرے سے نکل گئی۔

ناصرہ میں تمہاری بات سے متفق نہیں ہوں۔ یہ منگنی احمد کی پسند سے

ہوئی ہے۔

مسز ہارون نے کہا۔

اوہ لڑکے کی پسند کا کیا ہے جسے دیکھا پسند کر لیا۔

ناصرہ بیگم شانے جھٹک کر بولیں۔

اچھا چھوڑو اس قہے کو۔ پھر کسی وقت بات کریں گے۔ بچے آرہے ہیں۔

ناصرہ بیگم نے پلٹ کر دیکھا تو واقعی جاوید رہنا نا اور احمد آرہے تھے۔

بت انجوائے کیا آئی۔

ٹانگھاس پر لیٹتے ہوئے بولی۔

واقعی آج تو بہت تھک گئے ہم۔

جاوید اور رہنا دھپ سے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

کوئی ٹیلی فون تو نہیں آیا۔

احمد لان کی خوبصورت میز پر اترتے اترتے بولا۔

نہیں تو۔۔۔ ویسے بھی قنوت کو کئی دن ہو گئے ہیں۔ آئی ہی نہیں۔

احمد بھائی کہیں چلیں نا۔۔۔ بہت دن ہو گئے گھر میں بیٹھے ہوئے۔
نے احمد سے کہا۔

ارے بھئی باہر کیا رکھا ہے۔۔۔ گھر میں رہو۔۔۔ دی سی آر دیکھو۔
کھیلو کودو۔۔۔ وہ بھی ٹا کے ساتھ شریر ہو گیا۔

آپ ہمیں گھر سے باہر لے کر چلیں۔

رہنا دوسری طرف احمد کے پاس بیٹھتے بولی۔ اتنی قریب کہ اس کے قہر
پر فحوم کی خوشبو احمد آسانی سے محسوس کر سکتا تھا۔

ارے بیٹا۔۔۔ بچوں کو اپنے سرال لے جاؤ۔۔۔ یعنی کہ یا قنوت کے ہار
لے جاؤ۔۔۔ مسز ہارون نے کہا۔

لیکن ناصرہ بیگم پر جیسے گراں وزنی بم گرا ہو۔

سسرال؟

وہ حیران رہ گئیں۔

ہاں۔۔۔ ناصرہ احمد کی منگنی کر دی ہے میں نے۔

مسز ہارون ناصرہ بیگم کا مطلب سمجھتے ہی بات کو گول کرنا چاہتی تھیں لیکن نام
بیگم بڑی تیز طرار عورت تھی۔

لڑکے کی پسند تھی۔۔۔ پھر کیا کرتی۔ تمہیں پوچھنے کا موقعہ ہی نہیں دیا

نے۔

مسز ہارون افسردہ ہو گئیں۔

تو کیا ہوا۔۔۔ منگنی ٹوٹ بھی سکتی ہے۔

ناصرہ بیگم کے لئے معمولی بات۔

لیکن مسز ہارون کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

احمد کو ایک دھچکا سا لگا _____ کیا قوت نہیں آئی _____ اگر نہیں آئی تو کیوں
میں آئی وہ چند لمحے سوچ میں پڑ گیا۔
صبح تو ہو گئی _____

احمد نے کہا _____
کہا تھا نا آپ کو _____ رات پر ہی رکھیں پروگرام کو _____ پاکستانی پابندی
ن کا خیال نہیں رکھتے۔

ریما نے قریب سے چوٹ کی۔
آپ درست فرماتی ہیں _____ لیکن قوت کے یہ مصرعہ صادق نہیں آتا۔
احمد کو اچھا نہیں لگا۔

کیا وہ پاکستانی نہیں ہے۔
ریما قریب آگئی۔
بالکل پاکستانی ہے۔
پھر کیا وجہ ہوئی۔

ریما نے احمد کا موڈ دیکھ کر لہجہ بدل لیا۔
کیا معلوم ارادہ بدل لیا ہو۔

ریما پھر بول اٹھی _____ اسے اپنی زبان پر اختیار نہیں تھا۔
وہ ارادہ نہیں بدل سکتی _____ ضرور کوئی وجہ ہو گی۔
احمد واثق سے بولا۔

اچھا _____ اتنا اختیار ہے آپ کو ان کے قول و فعل پر۔
جی ہاں _____ ایسا سمجھئے _____

احمد بھی برجستہ جواب دے رہا تھا۔
چند لمحے یوں ہی گزر گئے _____ وہ گاڑی دے کر ملازم کو قوت کے ہاں
الانہ کرنے ہی والا تھا کہ گیٹ کھلا اور ٹیکسی داخل ہوئی۔

لیکن کیا _____ ؟
مسز ہارون نے کہا۔
کتنے دن لگ جائیں گے۔
وہ بولے۔

بھائی صاحب گرما کی تعطیلات ہیں۔ چار پانچ روز تو لگ ہی جائیں گے۔
پھر یا قوت کو بھی دعوت دیں گے _____ قوت اکیلی نہ ہو گی _____ مسز ہارون نے
کی تسلی کر دی۔

اچھا، اچھا _____ پھر ٹھیک ہے۔
شفقت میاں اور زینت بیگم کو سکون سا ہو گیا۔

فراز اور اس کی بیوی نے انکار کر دیا تھا۔ یا قوت اور راج کو بھی اطلاع کر
تھی۔ یہ سب کچھ قوت کی آسانی کے لئے ہو رہا تھا۔ لیکن جب خبر پہنچی ٹینا اور رز
تو وہ تیار ہو گئے _____ اچھا خاصا قافلہ بن گیا _____ سب بہت خوش تھے _____
سب موجود تھے سوائے قوت کے۔

جمعہ کی صبح جانے کا پروگرام تھا۔ پورچ میں پانچ خوبصورت گاڑیاں کھڑی
_____ سب سے اگلی گاڑی میں ڈرائیور، ری، ٹینا اور جاوید _____ ٹینا کی سہیلی
دوسری میں یا قوت بچوں سمیت اس کی ملازمہ اور ڈرائیور، راج کو چھٹی نہ لے لی وہ
ہی رہا _____ تیسری میں احمد کے چند دوست _____ اور چوتھی میں احمد نے پلٹ
دیکھا _____ کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

کہاں ہو تم سب لوگ۔

احمد نے کہا۔

ٹاٹھر مس گلے میں لٹکائے لان کا زینہ چڑھ رہی تھی۔
احمد بھائی _____ جن لوگوں کا آپ کو انتظار تھا نا _____ وہ نہیں آ رہے
کیا _____

صاحب قنوت بی بی آگئیں۔

ملازمہ خوشی سے بھاگتی ہوئی احمد کے پاس آئی۔

احمد کی خوشی انتہا تک پہنچ گئی۔

جلدی سامان گاڑی میں رکھواؤ۔

احمد نے کہا اور ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ شیفون کی ساڑھی میں ملبوس سرخ بلاؤز نرم و نازک کول بدن جیسے تراشیدہ مجسمہ ___ دراز بالوں کی چوٹی کولہوں پر پڑی آوارہ لٹ پیشانی پر جھولتی ہوئی سفید بے داغ چہرہ ___ وہ کس قدر حسین نظر آ رہی تھی ___ احمد سے آج اس کا جلوہ دیکھنا نہ جا رہا تھا ___ مسز ہارون بھی سو مرتبہ واری جا رہی تھیں۔

جاوید ___ ریمائٹا تو سب سکتے میں ہی آگئے۔

ناصرہ بیگم تو تعریف کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

واقعی آپا ___ لڑکی تو بلا کی حسین ہے ___ اتنا حسن میں نے کہیں نہیں

دیکھا۔

مسز ہارون مسکرا دیں ___

ما شاء اللہ سکھر بھی بہت زیادہ ہے ___ خدا زندگی دے ___ اللہ نے

خوب جوڑی بنائی ہے۔

وہ دل و جان سے فریفتہ تھیں۔

جوڑی ___ ہنہ ___

ناصرہ بیگم دل میں کہہ کے آگے بڑھ گئیں۔

اتنی دیر کیوں کر دی۔

احمد قریب جاتے بولا۔

میں تو جلدی آگئی ہوں ___ یہیں سے فون آیا تھا کہ نوبت کا وقت آگئی۔

___ اور اب تو آٹھ ہی بجے ہوں گے۔

کس نے کیا تھا فون؟

احمد حیران کن لہجے میں بولا۔

کسی لڑکی کی آواز تھی۔

قنوت نے کہا۔

ہوں ___ میں سمجھ گیا۔

سامان رکھوا دیا ہے صاحب جی۔

ملازموں نے کہا ___

احمد نے بغور قنوت کو دیکھا ___ وہ کچھ خاموش خاموش سی نظر آ رہی تھی۔

طبیعت ٹھیک ہے۔

احمد نے چاروں جانب دیکھ جب راستہ صاف دیکھا۔

ٹھیک ہوں ___ آپ کیسے ہیں۔

وہ دو قدم چل کر قریب آگئی۔

تھیں دیکھ کر سب دکھ دور ہو جاتے ہیں۔

احمد نے محبت پاش نظر قنوت کے سراپا پر ڈالیں۔

وہ صرف مسکرا دی۔

وہ سب لوگ آرہے ہیں ___ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

سامنے جاوید، رمی، ٹینا اور ریمائٹا خراماں خراماں چلے آرہے تھے۔

اتنی دیر میں سب لوگ قریب آگئے۔

اچھا ___ آپ قنوت ہیں۔

جاوید نے حیران کن انداز میں قنوت کے دلکش سراپا کو گھورا۔

وہ جھینپ سی گئی ___ جاوید کی برہنہ نظروں کا سامنا اس کے بس کی بات نہ

احمد نے محسوس کیا۔

یہ رہا ہے اور یہ ٹا اور رمی ٹینا کو تو تم جانتی ہو نا۔

جی۔۔۔۔۔

قوت نے کسی فرمانبردار سننے کی طرح سر ہلا دیا۔

ویسے اچھی چوائس ہے احمد بھائی آپ کی۔

جاوید نے کہا۔

رہما نے گہری نظروں سے قوت کو تازا اور پلٹ گئی۔

قوت بیٹی۔۔۔۔۔ دیر کیوں کر دی۔

مسز ہارون نے کہا۔

قوت کو وقت غلط بتایا گیا تھا امی جان۔۔۔۔۔

احمد نے بات سیدھے راستے پر ڈال دی۔

غلط۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔۔

مسز ہارون ایک دم بولیں۔

صبح پانچ بجے کی بجائے دن کے نو بجے کا وقت بتایا گیا تھا۔

احمد نے سادگی سے کہا۔

اور یہ سنتے ہی رہما واپس چل دی۔

ٹھہرو رہما۔۔۔۔۔ جا کہاں رہی ہو۔۔۔۔۔

احمد نے کہا۔

نہیں احمد صاحب۔۔۔۔۔ اب جانے کا وقت ہے۔۔۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ہیں۔

وہ جاتے جاتے بولی۔

لیکن قوت لہجہ پہچان گئی تھی۔۔۔۔۔ ویسے تو احمد اس کے طرز عمل سے سمجھ

گیا تھا کہ غلط فہم کرنے والی یہی ہو سکتی ہے۔

لیکن جاوید کی نظروں میں قوت ہی قوت تھی۔ وہ اس کے حسن پر بری طرح

مر مٹا تھا۔۔۔۔۔ جاوید نے آج تک بڑی بڑی لڑکیاں دیکھی تھیں۔ لیکن یہ حسن

مادی کسی میں نہ تھی۔ اس کے سفید شیشے کی طرح چمکتے بدن پر سیاہ ساڑھی اور سرخ
دوڑ قیامت ڈھا رہا تھا۔ سب اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔ احمد کی گاڑی
میں بیٹھنے کے لئے بہت لوگ منتظر تھے اور۔۔۔۔۔ ادھر جاوید چاہتا تھا کہ وہ قوت کے قریب
بیٹھے۔ لیکن احمد سب کچھ سمجھتا تھا۔ وہ تو قوت کا محافظ تھا۔ احمد گاڑی خود ڈرائیور کر
رہا تھا اور قوت اس کے ساتھ والی سینٹ پر تھی۔ ایک گاڑی میں کھانے پینے والی
بچوں کے ساتھ ملازمین بیٹھے تھے۔ دن کے دس بجے کاشانہ ہارون سے یہ قافلہ مری
کے لئے روانہ ہو گیا۔ ہنستے کھیلتے۔۔۔۔۔ رکتے ٹھہرتے۔۔۔۔۔ گاتے گپیں ہانکتے۔

قوت نے جھک کر بڑی خوبصورتی سے کہا۔
تم جو میرے پاس نہیں ہو۔
وہ والمانہ انداز میں بولا۔
وہ صرف مسکرا کر رہ گئی۔
یہنا کہاں ہے۔
احمد نے کہا۔

وہ ابھی ابھی باہر گئی ہے۔ معلوم نہیں کہاں _____

قوت نے بالوں کو درست کرتے ہوئے کہا۔
آؤ باہر چلیں _____ بڑا خوبصورت موسم ہے _____ پھر چاند بھی جو بن پر ہے۔
احمد نے اٹھتے ہوئے قوت کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔
اگر کسی کو پتہ چل گیا تو _____

وہ سہم سی گئی۔

بگلی _____ ڈرتی ہو زمانے سے _____ جب ہم ایک ہیں _____ تو علیحدہ کیوں
رہیں۔

احمد نے قوت کا شانہ پھینک دیا۔

وہ اٹھی چادر اوڑھے احمد کے ساتھ ہو لی۔

ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے وہ فلیٹ سے بہت دور نکل آئے۔
آؤ یہاں بیٹھ جائیں۔

احمد ایک پتھر پر بیٹھ گیا _____ اور اپنے پاس جگہ بنا کر قوت کو بٹھالیا۔ ایک
دوسرے کے سارے بیٹھنے والے جینے مرنے کی قسمیں کھانے والے بہت دیر تک
بٹھا کرتے رہے۔

کچ پوچھو تو میں ایک لمحہ بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔

احمد نے قوت کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔ وہ انداز خود سپردگی کے

مری میں خوبصورت ہنکے صاف کروایا گیا تھا۔ جو سیٹھ ہارون نے اپنی زندگی میں
ہی تعمیر کروایا تھا۔ سب نے اپنے اپنے کمرے منتخب کر لئے تھے۔ مسز ہارون نامہ بیگم
کو ایک ہی کمرہ دے دیا گیا تھا۔ جاوید تنہا رہنا مناسب سمجھتا لیکن رمی نے دوسری
طرف اپنا بستر لگا لیا۔ ادھر ٹینا اور قوت کو راہ داری میں کمرہ مل گیا تھا۔ یا قوت اور
اس کے بچوں ملازمہ کو علیحدہ کمرہ دے دیا تھا۔ احمد نے سب کمروں سے دور پائیں باغ
کے پاس اپنا مستقل کمرہ منتخب کر لیا تھا۔

سارے دن کے تھکے ہارے سب اپنے اپنے کمروں میں دیکے بیٹھے تھے _____
لیکن احمد کو چین نہیں آ رہا تھا _____ آج کئی دن ہو گئے تھے اسے قوت سے ملے
ہوئے _____ وہ اس کے ساتھ آئی تھی لیکن پہلے سے بھی کہیں دور ہو گئی تھی۔
مجبوراً "اٹھا اور قوت کے دروازے پر دستک دی۔

دروازہ کھلا ہے آجائے _____

نقڑی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

اجازت ہے۔

احمد اندر داخل ہوتے مسکرایا۔

آپ _____ قوت حیران رہ گئی۔

آپ سوئے نہیں۔

قوت پلنگ پر سیدھی ہو گئی اور انگلش رسالہ جو وہ دیکھ رہی تھی _____ قریبی
میز پر رکھ دیا۔

نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور ہے۔

وہ قوت کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

کیوں؟

عالم میں احمد سے لپٹ گئی۔ جیسے ہزاروں آنٹوں سے محفوظ ہو گئی ہو۔

کتنا سکون ہے تمہارے قرب میں۔ میں بعض اوقات سوچتا ہوں کہ تمہارے بغیر گزشتہ زندگی میں نے کیسے گزار لی۔

احمد نے بغور قنوت کے چرے کو دیکھا جو چاند کی روشنی میں چمک رہا تھا۔

وہ صرف ہنس دی۔ اور احمد کے سینے میں ہی چہرہ چھپا لیا۔

وہ کس قدر مسرور و شادماں ہو رہا تھا۔ قنوت کی محبت میں تڑپ تڑپ کر وقت گزارتا تھا۔ آج اس کے پاس ہے۔ اس سحرزدہ ماحول میں وہ اپنے آپ کو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے اس کے قنوت کی سانسوں میں تحلیل کر دیا۔

جائے گا۔ وہ اس کے وجود میں گردش کرتے خون کی طرح گھل مل گئی تھی۔

قنوت۔

وہ سرگوشیانہ انداز میں بولا۔

وہ ہنس دی۔

جی۔ آہستہ سے بولی۔

یہ جی۔ نہیں، ہاں جی کے علاوہ بھی کوئی بات آتی ہے کہ نہیں۔

احمد نے اس کے سر پر چپٹ لگائی۔

وہ بھی ہنس دی۔

کہ اچانک انہیں اپنی پشت میں قہقہوں کی آواز آئی۔

لو۔۔۔ پھر مصیبتیں نازل ہو گئیں۔

احمد زبردست ناگواری کے عالم میں کھڑا ہو گیا۔

اچھا تو تم لوگ یہاں چاندنی کا مزہ لے رہے ہو۔

جاوید نے کہا۔۔۔ لیکن دل میں حسرت بری طرح اجاگر تھی کہ کاش قنوت

اس کی ہوتی۔

تم لوگ تو اپنے اپنے کمروں میں تھے۔

احمد نے کہا۔

جی ہاں۔۔۔ اپنے کمروں میں ہی تھے۔

تو پھر میرا تعاقب کیوں کیا۔

بظاہر احمد مسکرا دیا۔

دراصل ہم اپنے گروپ کا کوئی فرد غائب نہیں دیکھ سکتے۔

ریمانے گہری نظروں سے قنوت کو دیکھا جو خاموش کھڑی تھی۔ صرف

اس کے ہونٹوں پر تبسم کھیل رہا تھا۔

قنوت صاحبہ آپ نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔

جاوید نے چوٹ کی۔

جی نہیں روزہ نہیں۔ صرف فضول بکواس سے پرہیز ہے۔

احمد نے فوراً "برجستہ جواب دیا۔ وہ قنوت کی کسی قسم کی بھی توہین برداشت

نہیں کر سکتا تھا۔

سوال آپ سے نہیں کیا۔

ریمانے کہا۔

وہ بھی میری ذات کا حصہ ہے۔

احمد نے لازوال محبت کا نذرانہ قنوت پر نچھاور کر دیا۔

Very Good۔۔۔ محبت ہو تو ایسی ہو۔

ری نے تالی بجائی اور ہنسنے لگا۔

ارے چھوڑو یار۔۔۔ بات کا لطف ہی ختم کر دیا تم نے۔۔۔ جاوید کو نہ

بائے اس بات سے غصہ کیوں آگیا۔

لیکن ٹینا کے ایک پتھر پر سے پھسل جانے سے ماحول گلزار ہو گیا۔ سب ہنسنے

لگے۔ ٹینا جھینپتی ہوئی سیدھی کھڑی ہو گئی۔ ابھی سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں پہنچے

تھے کہ ناصرہ بیگم نے ریمانہ کو بلا بھیجا۔

جی امی _____

ریمہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔

آؤ تم سے بات کرنا ہے _____ کیونکہ مسز ہارون کہیں باہر گئیں ہیں۔

ناصرہ بیگم نے ریمہ کو اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔

آج دو دن ہو گئے ہیں آئے ہوئے _____ تم احمد کا دل نہیں جیت سکیں۔

ناصرہ بیگم نے سخت لہجے میں کہا۔

کیسے دل جیت لوں _____ وہ خبیث اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔

ریمہ زبردست مایوس نظر آرہی تھی۔ اس کا قریبی عزیز رشتہ دار احمد اس کو

چھوڑ کر کسی تیسری لڑکی کو پسند کرے _____ یہ اس کی توہین تھی۔

وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گی _____ تم کوشش کرو کہ وہ تمہاری ذات میں

دلچسپی لے۔

ناصرہ بیگم نے بیٹی کو وارننگ دی۔

میں اس کی ذات میں دلچسپی کس طرح لے سکتی ہوں۔

ریمہ اسٹ پٹا سی گئی۔

کیوں؟

ناصرہ بیگم نے کیوں کو سخت لہجے میں ادا کیا۔

اس لئے کہ احمد کی ذات کا وہ حصہ ہے۔

ریمہ نے جل کر کہا۔

یہ احمد نے کہا ہے۔

ناصرہ بیگم بہت چالاک عورت تھیں _____ ریمہ کی ادائیگی سے وہ جان چکا

تھیں کہ یہ لازمی احمد کے فقرے ہوں گے۔

جی _____

ریمہ قریب بیٹھ گئی۔

یہ میں جانتی ہوں کہ معاملہ سنگین ہے _____ لیکن ناممکن بھی نہیں _____

ناصرہ بیگم نے پلٹ کر ریمہ کو کہا۔

امی آپ درست کہتی ہیں _____ میں تو خود احمد کی شخصیت کو بے حد پسند

کرتی ہوں۔ ریمہ کے انداز میں شکست خوردہ جواہری کی طرح جھنجھلاہٹ پائی گئی تھی۔

احمد کے ساتھ دولت بھی بے شمار _____ تم ذرا اس بارے میں سوچو _____

ارے کیا سوچنا ہے _____ ہمیں بھی تو پتہ چلے _____

جاوید کمرے میں داخل ہوا _____ ماں بیٹی کو دیکھ کر وہ ہنس کر بولا۔

ارے بیٹا _____ میں چاہتی ہوں کہ احمد سے اس کا رشتہ طے ہو جائے۔

ناصرہ بیگم مایوسی سے بولیں۔

ارے ماما میں کیا بتاؤں _____ وہ آفت کی پڑیا تو اپن کو بھی لے ڈوبی ہے۔

جاوید بری طرح قنوت کے حسن میں کھو چکا تھا۔

تو کیا تم بھی _____

ناصرہ بیگم حیرانی سے بولیں۔

بالکل _____ میں قنوت کو پسند کرنے لگا ہوں _____

جاوید نے کہا۔

چل ہٹ _____ تجھے کیا مصیبت پڑی ہے استانی سے بیاہ کرنے کی _____ وہ

زبردست نفرت سے رکیک لہجہ اپناتے ہوئے بولیں۔

اچھا چھوڑیے _____ میں اس وقت احمد بھائی کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ کمرے

سے نکل گیا۔

تمام لوگ ڈائمنگ ہال میں موجود تھے _____ سب اپنی اپنی سیٹوں پر براہمان

تھے لیکن قنوت کی سیٹ خالی تھی۔

بھئی واہ کمال کا پلاؤ ہے _____ جواب نہیں۔ شامی کہاؤں کا _____

جاوید نے کہا۔

ہاں آج تو خوشبو سے بھوک اور بڑھ رہی ہے۔

ریمانے پلیٹ میں پلاؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

یٹنا نے پلیٹ میں قورمہ ڈالتے بڑی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

رمی اور باقی لوگ سب کھانے میں مصروف ہو چکے تھے۔ لیکن احمد خالی پلیٹ میں چیچ ہلائے جا رہا تھا۔

صابرہ _____

احمد نے میز پر سویٹ کا ڈونگا رکھتے ملازمہ کو کہا۔

جی صاحب _____

قوت بی بی کہاں ہیں _____

کبیر بن گئی ہے صاحب جی _____ وہ آہی رہی ہیں _____

کیا مطلب ہے تمہارا _____

وہ گرج دار آواز سے بولا کہ ایک لمحہ کے لئے سب چونک اٹھے _____

خانساں کو بہت تیز بخار تھا _____ قوت بی بی نے کہا _____ کھانا وہ تیار کر

لیں گی۔

صابرہ لڑرتی ہوئی گویا ہوئی۔

اس طرح کہ یہ سب کچھ اس نے تیار کیا ہے۔

احمد شدید غصے میں بول رہا تھا۔

جی ہاں _____

صابرہ نے کہا _____

عین اس وقت وہ آنچل سے ہاتھ پونچھتی کمرے میں داخل ہوئی _____

خانساں کو چھٹی کروا دو _____ اس کی کیا ضرورت ہے۔

احمد شدید غصیلے انداز میں بولا۔

سب خاموش کھانے میں مصروف تھے _____ جرات اظہار کسی میں نہ تھی۔

وہ ہنس دی۔

دراصل بابا بہت بیمار تھا _____ احمد _____ مجھے بہت رحم آگیا اس پر _____

وہ احمد کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

تم پر کسی نے رحم نہیں کھایا _____

وہ اس کے سرپا کو گھورتے ہوئے بولا۔

ریمانہ پیچ و تپ کھا کر رہ گئی۔

پھر کیا ہوا _____ میں تو عادی ہوں اتنا کام کرنے کی _____

قوت نے خوبصورت مسکراہٹ یا قوتی ہونٹوں پر بکھیر دی _____ اور ہاتھ بدھا

کرایک پلیٹ احمد کے سامنے رکھ دی _____ جو ابھی تک جوں کا توں بیٹھا تھا۔

میرے گھر میں ملازمہ بن کر نہیں مالکہ بن کر آؤ گی _____

احمد نے قوت کے سامنے رکھی پلیٹ کو پرے سرکا دیا اور ایک چیچ اس کے

ہاتھ میں تھما دیا۔

سب لوگوں نے دیکھا _____ لیکن کسی نے بولنے کی جرات نہیں کی _____

ناصرہ بیگم نے بہت کوشش کی کہ کچھ کہیں لیکن وہ احمد کی تلخ طبیعت سے

واقف تھی _____ اس لئے اندر ہی اندر چپ رہیں _____ اور زہر کے گھونٹ پیتی

رہیں۔ مسز ہارون اپنے کمرے میں تھیں _____ انہیں کسی بات کا علم ہی نہ تھا۔

چنانچہ اسی ناخوشگوار ماحول میں کھانا ختم ہوا _____

اما کھانے کے بعد قہور ضرور ہونا چاہئے _____

جاوید نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کرسی پچھلی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

صابرہ سے کہو _____ میں تو آگ کے پاس بیٹھنے والا کام نہیں کر سکتی _____

احمد اور قوت خاموش کھانے میں مصروف رہے _____ ویسے بھی قوت احمد کے

سامنے بولنے کی سکت نہ رکھتی تھی _____ احمد کی تو بس یہی خواہش تھی کہ وہ اس

کے سامنے بیٹھی رہے اور وہ اس کی پوجا کرتا رہے۔

ہاں جی ٹھیک ہے _____ خدا صاحب جی کو زندگی دے _____ ساگ قائم
رہے صدیوں _____ صابرہ نوکری میں برتن سمیٹنے لگی۔
صابرہ قہوہ بنا لو گی۔

قوت نے پوچھا _____
احمد ہاتھ دھوئے بسن کی طرف گیا تھا _____ اس کی نظر بچا کر صابرہ نے
انکار میں سر ہلایا۔

صابرہ قوت سے سیکھ لو _____ اور بچن میں خود بنا لو _____ نہیں اچھا بنتا تو نہ
بنے _____ احمد نے صابرہ کا ہلتا سر دیکھ لیا تھا۔
ایک تو آپ کی چھٹی حس بیدار بڑی جلدی ہو جاتی ہے _____
قوت اور صابرہ دونوں ہنس دیں۔

ہاں _____ لیکن تمہارے بارے میں تو میں بڑا محتاط رہتا ہوں _____ ایک
تمہاری ہنسی نے تو جینے کا حق دیا ہے۔
احمد کو جذباتی دیکھ کر وہ برتن سمیٹ کر کمرے سے نکل گئی۔

اُو _____
وہ قوت کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے میں چل دیا۔

سردی بڑھ رہی تھی _____ احمد نڈھال سا بستر پر لیٹ گیا _____ چند لمحوں
میں وہ زرد سا ہو رہا تھا _____ ہاتھ سرد اور ماتھا برف کی طرح ٹھنڈا _____

وہ اپنے بستر پر لیٹ گیا _____
قوت _____
وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

جی _____
وہ احمد پر جھک گئی _____ کیا بات ہے _____ طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی
قوت نے اپنے ہاتھ کو احمد کی پیشانی پر رکھتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں صابرہ بنا لے گی چائے۔۔
احمد نے سیکین سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔
ہنہ _____

ریمیا اور ناصرہ بیگم شانے جھٹک کر کمرے سے نکل گئیں _____ ٹینا اور رنی
بھی چلے گئے _____ ڈانٹنگ ہال میں صرف احمد اور قوت رہ گئے تھے۔
صابرہ کمرے میں داخل ہوئی۔

برتن اٹھالوں بی بی _____
صابرہ نے قوت سے کہا۔
صابرہ _____
احمد نے کہا۔

جی صاحب _____
صابرہ ٹھٹھکی _____
تمہیں معلوم ہے یہ کون ہے _____
احمد نے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے قوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال

دیں۔
ہاں جی _____ کیوں نہیں _____ اللہ ساگ سلامت رکھے _____ مالک
ہیں _____ جی اس گھر کی _____

صابرہ نے احمد کے دل کی بات کہہ دی۔
سن لیا _____ آئندہ کوئی کام نہیں کرنا _____ بس _____
احمد نے قوت سے کہا۔
وہ ہنس دی _____ ست ہو جاؤں گی _____

کوئی بات نہیں _____ بس میرے سامنے رہو _____ کیوں صابرہ ٹھیک ہے
احمد نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہوں _____ تم میرے پاس رہو _____ جانا نہیں کہیں _____ اس کی
آواز میں تھر تھراہٹ تھی _____ جیسے ٹوٹنے کے خوف سے کانچ کا برتن سم جائے۔
میری تو جان بھی آپ پر نثار ہے احمد _____ کوئی گولی لے لیجئے _____
زبردست محبت بھرے انداز میں احمد کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے بولی _____ وہ _____
بیک _____ دیکھو _____ احمد وہ سبک اٹھی _____ وہ شدید سر درد میں مبتلا تھا

دیا۔
گھبرائیے نہیں _____ خدا کا شکر ہے _____ طبیعت ٹھیک ہے _____ وہ _____
بنی اپنائیت سے ان کے شانے سہلانے لگی _____
میں تو ادھر سے گزر رہی تھی _____ تمہارے منہ سے خدا رحم کر کے الفاظ
ذرا سے نکلے تو میرے دل سے ہوک سی نکلی _____ الٹی خیر _____ میرا بچہ ٹھیک ہو
مہربانوں نے آنسو صاف کئے۔

ڈاکٹر _____
وہ دروازے کی طرف لگی۔
رک جاؤ _____ سب پریشان ہوں گے _____
احمد نے اسے پوری طاقت سے اپنی طرف کھینچ لیا _____ وہ دیوانوں کی طرح
سامنے پڑے بیک میں سے گولیاں تلاش کرنے لگی۔

یہ _____
قوت نے سبز رنگ کی شیشی دکھاتے ہوئے کہا۔
احمد نے سر ہلایا _____ قوت کی گویائی ساتھ نہ دے رہی تھی۔
قوت نے بڑی برق رفتاری سے گولی نکال کر پانی کے ساتھ احمد کے گلے میں
اندھیل دی _____ خدا را رحم کر _____ وہ بے قرار ہو گئی _____ گولی لیتے ہی چند
لمحوں کے بعد وہ پرسکون نیند سونے لگا۔ لیکن شدید کرب کے آثار ابھی تک اس کے
چہرے سے عیاں تھے _____
احمد بیٹے _____
اچانک دروازہ کھلا _____ مہربانوں نے دیکھا قوت اس کی پیشانی سے بار
بار رہی تھی۔

میں نے بہت مرتبہ کہا ہے _____ آخر میں کندہ نا تراش نہیں ہوں _____ جو
اس کی تڑپ سمجھ نہ سکوں _____ لیکن یہ مانتا نہیں۔
مہربانوں عالم پریشانی میں بولیں _____ وہ شدید بے قرار اور مضطرب نظر
آ رہی تھیں۔
سب لوگ کہاں ہیں _____
قوت نے دروازہ کھول کر باہر دیکھا _____
سب سیر کو نکل گئے ہیں _____ ادھر پہاڑوں میں _____ لیکن میں پریشان ادھر
ہی _____

آپ بھی فکر نہ کریں _____ احمد اب سو رہے ہیں _____ انھیں گے تو انشاء
اللہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں گے۔
وہ خود کس قدر پریشان تھی _____ لیکن مہربانوں کو اس نے افسردہ نہیں
میرے بچے _____ وہ مانتا سے مجبور احمد پر جھکیں _____ اور پھر سب
انھیں _____ آنٹی _____ قوت نے بڑی محبت سے مہربانوں کو قریب کی کرسی پر

ہونے دیا۔ یہ سرکارِ اس قدر شدید کیوں ہے _____ سمجھ نہیں آتا _____
قوت نے حیران کن انداز میں احمد کو دیکھا۔

اتنی شدت تو پہلے کبھی نہیں ہوئی _____ صرف چکرا جاتا تھا _____ لیکن آج
انہوں نے سوالیہ انداز میں قوت کو دیکھا۔

آج تو بلا کی شدت تھی _____ خدا کا شکر ہے گولی مل گئی _____
قوت نے فوراً ”زبان روک لی۔“

اللہ تمہیں جزا دے بیٹی _____ نہ جانے کب وہ وقت آئے گا _____ جب تم
اس گھر میں دلہن بن کر آؤ گی۔

مزاروں نے محبت کے لازوال جذبے کے تحت قوت کے چہرے کو تھام کر
اس کی پیشانی چوم لی۔

اچھا _____ میں چلتی ہوں _____ ہوش آئے تو اطلاع کرنا _____ نماز کا
وقت ہو رہا ہے۔

وہ اٹھتے اٹھتے بولیں۔

آپ۔ بے فکر رہیں _____

قوت نے کہا۔

اچھا _____ مزاروں کمرے سے نکل گئیں۔

وہ دروازہ بند کر کے قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی _____ ایک گھنٹے کے بعد کلاک
نے شام کے چار بجائے _____ پھر پانچ اور پھر چھ _____ یا الٹی یہ گولی اس قدر نڈ
آور ہے۔

وہ پریشان سی ہو گئی۔

چار گھنٹے ہوئے تھے احمد کو سوئے ہوئے _____ وہ خود کو تنہا تصور کر رہی تھی۔
شام کے دھندلے پھیل گئے تھے _____ ویسے بھی ماحول پر سکون تھا _____ اللہ

احمد کو بیدار کر دے _____ وہ پلٹ کر احمد پر جھکی۔

قوت _____

اچانک اس نے دیکھا _____ احمد کے ہونٹوں سے اس کا نام تھر تھرایا ہو۔

میں آپ کے پاس ہوں احمد _____ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی۔

قوت نے شدید محبت سے احمد کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا اور خود قریب بیٹھ گئی۔

میں زندہ ہوں _____

احمد مسکرایا _____

خدا آپ کو زندہ رکھے _____ میں آپ کے بغیر تنہا ہوں احمد _____ بالکل اکیلی

_____ وہ احمد کے چہرے پر چہرہ رکھے سک انھی _____ آپ میری کائنات ہیں

_____ قوت کے آنسو احمد کے چہرے پر گرتے رہے اور وہ خاموش آنکھیں بند کئے

ت کے اس دیوتا کو دل ہی دل میں سلام کرتا رہا۔

احمد _____ اب ٹھیک ہیں نا _____

قوت نے اپنے آنچل سے احمد کے چہرے کو صاف کیا۔

بالکل ٹھیک _____ تم جو میرے پاس ہو _____ پھر مجھے کیا ہو گا _____ وہ

تھ بڑھا کر قوت کے رخسار پر رکھ کر بولا۔

جسے قوت نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

آپ کسی اچھے ڈاکٹر کو کیوں نہیں دکھاتے۔

وہ مصری ہو گئی۔

سر درد ہے _____ ٹھیک ہو جائے گا۔

احمد نے کہا۔

لیکن اس قدر شدید تکلیف _____ میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

قوت نے دکھ بھری نظر سے دیکھا۔

نہیں _____ تمہیں ایسا محسوس ہوا ہے _____ ورنہ نہیں _____ وہ نہ

لے کیا کیا چھپا رہا تھا _____ یا قوت کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

اچھا اللہ تمکبان ہو آپ کا _____
 وہ اسے اٹھتے دیکھ کر اس کی مدد کرنے لگی۔
 ابھی اتنا لاغر تو نہیں ہوا۔
 وہ ہنس کر بولا۔

اللہ رحم کرے _____ اچھی بات منہ سے نکالا کریں۔
 قنوت نے احمد کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔
 چائے لاؤں _____
 قنوت نے کہا۔

ہاں _____ ضرور _____ تم نے پی _____
 احمد بولا۔

نہیں تو _____ آپ کے بغیر میرے حلق سے کچھ نہیں اتر سکتا۔
 وہ اب بھی پریشان تھی۔

اچھا _____ لے آؤ _____
 وہ بڑی اپنائیت سے بولا۔
 وہ چلی _____

سنو _____ قنوت _____
 احمد نے پکارا۔

جی _____

وہ پلٹ کر دروازہ ہاتھ میں پکڑے بولی۔
 امی کو تو نہیں علم _____ وہ تو بہت پریشان ہو جاتی ہیں۔
 نہیں _____

وہ ایک دم سے کہہ کے ٹکل گئی۔
 وہ سیدھی مسز بارون کے کمرے میں چلی گئی۔

آجاؤں آئی _____

ہاں _____ قنوت آؤ میری بچی _____ سناؤ _____ احمد بیدار ہوا۔

وہ بڑے کرب کے ساتھ بولیں _____ تسبیح کرتے ان کے ہاتھ بھی رک گئے۔

جی ہاں _____ اللہ کا شکر ہے _____ لیکن ان کو نہ پتہ چلے کہ آپ کو ان کی
 ہف کا علم ہے۔ وہ سمجھانے کے موڈ میں تھی۔

اچھا اچھا _____ میں سمجھ گئی _____ تم فکر نہ کرو _____ وہ جو تا پنے احمد کے
 کی طرف چل دیں اور قنوت کچن میں چلی گئی۔

لیکن ان لوگوں کو یہ مسرت بھرے لمحات راس نہ آئے۔ اچانک ملازم ٹیلی
 م پکڑے داخل ہوا _____ لیکن دوسرے ہی لمحے فون کی کھنٹی ٹرن ٹرن بجنے لگی۔
 کون _____ بھاگ کر یا قنوت نے ہی ریسور تھام لیا _____ دوسری طرف راسخ
 ل رہا تھا _____

امی کی طبیعت شدید علیل ہے _____ فوراً "پہنچو _____ دیر نہ کرو _____ لیکن
 رام نے یہ بات واضح کر دی کہ رابعہ بیگم ملک عدم روانہ ہو گئی تھیں۔ یہ اطلاع
 ہی سب لوگ واپس جانے کی تیاریوں میں لگ گئے _____

اب کیا ہو گا _____ ماما _____

ریمانے کہا۔

کیا ہو گا _____ واپس چلو _____

ناصرہ بیگم نے کہا۔

کتنا لطف آرہا تھا یہاں _____ رابعہ آئی نے یہی دن سلیکٹ کرنا تھا۔ قریب
 باوید نے کہا۔

ہشت _____ زبان قابو میں رکھ _____ یا قنوت نہ سن لے _____

ناصرہ بیگم نے ہنس کر کہا _____ اور جاوید خاموش ہو گیا۔

چنانچہ سب لوگ دوسرے دن رابعہ بیگم کے گھر پر تھے۔

تجیز و تکفین کے بعد مہمان رخصت ہو گئے۔ اچھا خاصہ ہنگامہ
 راسخ بے حد ملول و پریشان نظر آ رہا تھا۔

باقی

یا قوت نے قوت کو ایک طرف کرسی پر بیٹھے دیکھ کر کہا۔

ہوں

قوت نے سوگوار چہرہ اٹھایا۔ اسے رابعہ بیگم کی موت کا بہت افسوس تھا۔
 وہ اس کے لئے ایک مشفق اور شفیق ماں کی طرح تھیں اور گزشتہ تینوں کی
 تلافی اپنی ذات سے کرتی تھیں۔

اگر تم راسخ کے گھر آہی گئی ہو تو راسخ سے افسوس ہی کر لو۔ یہ ضروری
 تو نہیں کہ راسخ کا گھر ہے۔ میری بہن کا گھر نہیں ہو سکتا۔ قوت کا لہجہ
 ہو گیا۔

تمہاری بات درست ہے۔ لیکن رشتہ داری کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔
 یا قوت نے کہا۔

مجھے کسی رشتہ داری کے تقاضوں سے سروکار نہیں۔
 وہ کھڑی ہو گئی۔

کیا بات ہے۔ قوت۔ تمہاری پیشانی پر شکن؟
 اچانک دوسری طرف سے احمد پلٹ آیا۔

کچھ نہیں

قوت نے بات الٹ دی۔

لیکن یا قوت نے احمد کو منصف ٹھہرا لیا۔

دیکھیں نا بھائی احمد۔ اتنا بڑا سانحہ ہو گیا ہے۔ لیکن باقی نے اپنے
 بہنوئی سے ابھی تک اماں کا افسوس نہیں کیا۔

اس کی کوئی خاص وجہ؟

احمد نے گہری نظروں سے قوت کے چہرے کو دیکھا۔

نہیں۔ وجہ تو کوئی نہیں۔ بس ویسے ہی۔

یا قوت ایک دم سے چونک گئی۔

تو چھوڑو اس بات کو۔ معمولی معمولی باتوں کو مسئلہ نہیں بناتے۔

رنے قوت کی خاصی مشکل حل کر دی۔ اور یا قوت بھی کسی عورت کی آواز
 دوسری طرف چلی گئی۔

کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں جو حل نہ ہو سکے۔ اس لئے ذہن پر زور ڈالنے کی
 ضرورت نہیں۔ احمد نے قوت کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔

قوت مسکرا دی۔

ٹھیک ہے۔ آؤ باہر چلیں۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر گیٹ کی طرف لے گیا۔

کہتے ہیں مصیبت تنہا نہیں آتی۔ اپنے ساتھ اور بھی دکھ سمیٹ لاتی ہے۔

رابعہ بیگم نے اس دنیا سے منہ کیا موڑا کہ شیرازہ حیات بکھر کر رہ گیا۔

تال سے واپسی پر ابھی اس نے یونی فارم تبدیل ہی نہیں کیا تھا کہ راسخ منہ لٹکائے
 ریش داخل ہوا۔

کیا ہوا۔

وہ تذبذب کے عالم میں بچی کو گود سے اتار کر بولی۔

کچھ نہیں۔

وہ قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔

کچھ تو ہے جو یوں منہ بسورے چلے آ رہے ہیں۔

وہ مضطرب انداز میں بولی۔

کہنی کا دیوالیہ ہو گیا ہے۔

راخ نے جرات اظہار پیدا کی۔

ماسٹرز کمپنی کا _____

جیسے یا قوت کو یقین نہ آیا ہو _____

ہاں یہی ماسٹرز کمپنی کا _____ بلکہ چند دنوں میں کوٹھی بھی خالی کرنا ہو گی۔

ایک دم سے تکالیف کے پہاڑ گرا دینا چاہتا تھا۔

ہیں _____ اللہ یہ کیا ہو گیا۔

یا قوت بہت پریشان ہو گئی۔

تم تو حوصلہ کرو _____ خدا کوئی صورت نکال ہی دے گا _____ راخ نے

یا قوت کو سہارہ دیا۔

کیا صورت نکلے گی _____ ایسی اچھی نوکری پھر تو نہیں مل سکتی _____ اگر

اس وقت ہی سرکاری ملازمت ہوتی تو ایسا تو نہ ہوتا۔

یا قوت کو گئے وقت کی تلافی کرنا تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا تھا _____ اس

منہنگائی کے دور میں پانچ بچوں کا ساتھ _____ ضروریات زندگی اور تعلیمی اخراجات آڑ

چار ہزار میں یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا۔

اس کا مطلب کہ یہ فرنیچر یہ سامان یہ سب کچھ _____ وہ رک گئی۔

ہاں، ہاں _____ کمپنی کا ہے _____ ہمیں صرف اپنا ذاتی سامان لے کر جانا

گا۔ وہ یا قوت کے سوال و جواب سے جھنجھلا اٹھا تھا۔

بہت برا ہوا _____ کاش ہم منزل تک پہنچنے کے لئے سمت کا تعین کر لیتے

_____ یا قوت بڑے مایوسانہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔

بیگم صاحبہ _____ منا رو رہا ہے _____ لے لیجئے ذرا _____ میں گڑیا کو نڈ

دے دوں۔

بوڑھی اماں نے کمرے میں آکر منے کو یا قوت کی گود میں بٹھاتے ہوئے کہ

یا قوت نے پونے دو سال کے گول منول منے کو گود میں بٹھالیا _____ اور آنے والے

بچے بچے کے بارے میں سوچنے لگی۔

کیا بات ہے _____ کچھ سوچ رہی ہو۔

راخ کو اب وحشت سی ہونے لگی۔

میری سوچیں لا محدود ہیں _____ کیا بتاؤں آپ کو _____

یا قوت کے انداز میں پچھتاوے کا عنصر غالب تھا۔

مجھ سے شادی کر کے پچھتا رہی ہو۔

راخ نے کہا۔

اب کیا فائدہ _____ چھ بچوں کی ماں بننے والی ہوں _____ پچھتا بھی لوں گی تو

باجا مل _____ وہ آہستہ سے بڑبڑا کر رہ گئی۔

لیکن راخ کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی تھی۔ راتوں رات امیر بننے کے جو

اب اس نے دیکھے تھے وہ پورے ہوتے نظر نہیں آرہے تھے۔

دن رات انہیں سوچوں میں مستغرق رہتا _____ کوٹھی خالی کرنے میں صرف دو

باقی تھے _____ اور ابھی تک کہیں کوئی مکان نہیں ملا تھا۔

کوئی مکان ہزار بارہ سو سے کم نہیں مل رہا _____ اب کیا ہو گا _____ وہ

رگڑی سے بولی۔

اماں کے ہاں چلے جاتے ہیں _____ آخر اس میں تمہارا بھی تو حصہ ہے۔

وہ خود غرضی پر اتر آیا۔

اس گھر میں _____ لوگ کیا کہیں گے _____ اور پھر گنجائش کہاں ہے وہاں

_____ وہ باتوں میں انکار کرتے بولی۔

بہت گنجائش ہے _____ فراز تو اپنے گھر ہے _____ قوت کے پاس اوپر والا

_____ وہ بھی خالی ہو جائے گا _____ سارا مکان تو خالی ہے _____ اور کیا چاہئے

_____ راخ کی گفتگو زہر میں بجھے تیر کی طرح اس کے سینے میں پیوست ہو

سسرال کے گھر داماد کچھ زیب نہیں دیتا۔

یا قوت نے کہا۔

میں کونسا ان کی پابنتی لگا بیٹھا رہوں گا۔

وہ اپنے ارادے کی عریانیت چھپانہ سکا۔

بھابی _____ جلدی کھانا چاہئے _____ جانا ہے _____

دونوں ایک دم چونک اٹھتے _____

کہاں جانا ہے _____ جب بھی آتے ہو تمہیں جانے کی ہی جلدی ہوتی ہے

یا قوت جھلا کر بولی۔

تمہارا میٹرک کا امتحان ہے _____ محنت کرو گے تو پاس ہو گے _____

راخ نے کہا۔

مجھے نہیں پڑھنا _____ میں تو کوئی کاروبار کروں گا۔

تمیز نے دھپ سے کرسی پر بیٹھ کر صاف انکار کر دیا۔

چلو _____ یہ بھی گیا _____

یا قوت طنزاً "بولی۔

کھانا تو دیں _____ بعد میں کہہ لیجئے گا جو کتنا ہے۔

وہ لا پرواہ سا بیٹھ گیا۔

جاؤ اماں سے کہو _____ تمہیں کھانا دے۔

راخ بھائی کی حمایت میں بولا۔

یا قوت خود ہی اٹھ گئی _____ وہ بات کو طول دینا نہیں چاہتی تھی۔

چند منٹوں کے بعد وہ واپس آئی۔

میز پر کھانا لگا دیا ہے _____ کھا لو جا کر _____

یا قوت نے کہا۔

ٹھیک ہے۔

وہ منہ زور گھوڑے کی طرح اٹھا _____ پاؤں پٹختا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

وہ دیکھ رہی تھی جب سے رابعہ بیگم نے انتقال کیا تھا _____ تمیز کے طور

رہنے اور ہو گئے تھے۔ وہ بہت لاڈلا بننے کی کوشش کر رہا تھا _____ جیب خرچ کی

بائز زیادہ ہو گئی تھی _____ اگر پوری نہ کی جاتی تو فساد کھڑا ہو جاتا _____ اور اس

مورد الزام صرف یا قوت کو ٹھہرایا جاتا۔ راخ بھی یہی کہتا کہ تم اسے اچھا نہیں

ہی۔ وہ تمہاری نظروں میں کھلتا ہے۔

یہ تم کہہ رہے ہو _____ جس کی ہر جائز و ناجائز خواہشات پوری کی ہیں میں

یا قوت سچ پا ہو گئی۔

اصل موضوع سے ہٹنے کی کوشش نہ کرو _____ میں تمیز کی بات کر رہا ہوں

_____ راخ چلایا۔

سب جانتی ہوں _____ تمیز کی آڑ میں تم مجھے _____

وہ چلائی _____ لیکن راخ نے اس کی بات کاٹ دی۔

بو اس بند کرو _____

بس اسی طرح ماحول خراب رہنے لگا _____ نہ مکان ملا _____ نہ وہ پہلے جیسی

تیں۔ ملازمہ کو بھی چھٹی کر دی تھی۔ ویسے بھی راخ اور مکان لینے کے حق میں

نہیں۔ آج شام کو بات کر دی ہے۔

راخ نے کہا۔

میں نے کر لی تھی۔

پھر کیا کہا انہوں نے۔

راخ چونک سا گیا۔

انہوں نے کہا اوپر تین کمرے ہیں _____ کہہ رہی تھیں آجائے _____ انکار

رہی تھیں وہ۔

تو بس ٹھیک ہے۔۔۔ رہائش کا مسئلہ تو ختم ہو گیا۔۔۔ بلکہ حل ہو گیا۔۔۔
 راخ کے کردار و افعال کی بدلتی تصویر اسے اندیشوں و وسوسوں کے سپرد کر
 بی تھی۔ لیکن پھر بھی سب مجبوریوں کے ساتھ اس نے حالات سے سمجھوتہ کرنا تھا
 وہ کرے گی۔۔۔ چھ بچے اس کے راستے کی دیوار تھے۔ زینت بیگم اور شفقت
 ہاں نے پھر بھی اس کا بہت ساتھ دیا۔ وہ اپنا مکمل سامان لے آئی تھی۔ اوپر تین
 نروں میں جس کے ساتھ چھوٹا سا کچن بھی تھا قنوت نے بڑی اچھی یسٹنگ کر دی
 تھی۔

مطلب یہ کہ بچوں کو سنبھالنے کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ مکان کا مسئلہ بھی
 ہو گیا۔ گھر اکیلا ہے وہ بھی مسئلہ حل ہو گیا۔
 بس بس۔۔۔ تقریر نہیں سننا چاہتا۔۔۔ تمیز کے لئے بھی کمرہ
 چاہئے۔

وہ بڑی ڈھٹائی سے بولا۔
 وہ گھر ہے مہمان خانہ نہیں۔
 یا قنوت کو بہت غصہ آگیا۔ اس سے اب راخ کی خود غرضی برداشت نہ
 ہو رہی تھی۔
 تو کیا بھائی کو گھر سے باہر نکال دوں۔
 راخ بھی تلخ ہو گیا۔

گھر سے باہر نکالنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ تین کمرے بہت ہیں ہمارے۔
 آپ کا۔۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔
 ہاں ہاں۔۔۔ کوئی افواہی بات نہیں۔۔۔ میں فراز کے کمرے میں شفٹ
 ہوتی ہوں۔

یا قنوت ہر ممکن گزارہ کرنا چاہتی تھی۔ ماضی کے حالات اسے آئندہ کوئی نہ
 اٹھانے نہیں دے رہے تھے۔ اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ راخ سے شادی
 کے اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ راخ واقعی قنوت جیسی سلجھی ہوئی سوہ لڑکی
 لئے ٹھیک نہیں تھا۔ سو خدا نے راخ کو ایک حادثہ کے ذریعے میرے نصیب
 لکھ دیا۔۔۔ وہ ایسی زنجیر میں بندھ چکی تھی جس سے نکلنا سوائے موت کے ممکن
 نہیں تھا۔

ہے احمد کو کپ تھما کے دوسرا خود لے لیا۔

بت دن ہو گئے _____ قوت کی کوئی خبر نہیں لی _____ اور نہ ادھر سے کوئی

مزاروں نے خود ہی احمد کی مشکل حل کر دی تھی _____ وہ اسی طرح لان
پاہتا تھا کہ قوت کی کوئی بات ہو۔

آپ ہو آئیں نا جا کر _____ کیسی ہے وہ _____ ویسے راج کا رویہ اس سے
_____ قوت کے ساتھ یا قوت کی تلخی اسے یاد آگئی _____ جو شوہر کی حمایت
_____ رہی تھی۔

نہیں کیسے علم ہوا _____ ویسے قوت تو بڑی سلجھی ہوئی لڑکی ہے _____ میں
مجھے کہ وہ بھگڑا لو ہو۔

معلوم نہیں پھر کوئی جیلس وغیرہ کی چیز ہوگی۔

احمد نے اس بور ٹاپک کو ختم کرنا چاہا۔

ہاں امی _____ یاد آگیا _____ یا قوت بال بچوں سمیت والدین کے ہاں مقیم ہو
_____ احمد نے چونک کر کہا۔

وہ کیوں _____ اچھا بھلا گھر تھا اس کا۔

مزاروں کی حیرت عروج تک پہنچ گئی۔

راج آج ملا تھا _____ کہہ رہا تھا _____ ملازمت چھوڑ دی ہے۔

احمد کے انداز میں غیر اعتمادی کا عنصر تھا۔

کیوں؟ _____ نکال دیا ہو گا _____ وہ بہت تیز بھاگ رہا تھا _____ مسز
_____ بی ہوشیار عورت تھیں۔

اچھا خیر _____ اس فضول بحث کو چھوڑو _____ میں چاہتی ہوں قوت کو بہت
_____ بنا کر لے آؤں۔

اب ایک سال تک ممکن نہیں۔

آج موسم قدرے خوبصورت تھا _____ منھی منھی بدلیاں سیاہ وردی ہیں
فوجیوں کی طرح ڈیرے ڈالے آگے پیچھے بھاگ رہی تھیں _____ ٹھنڈی تیز ہوا چل
رہی تھی۔ شام پانچ کا عمل تھا _____ مزاروں نے ملازمہ کو لان میں ہی چائے لائے
کو کہہ دیا تھا۔

جی بہتر _____ ملازمہ پلٹ گئی۔

احمد کو کہنا لان میں ہی آجائے۔

وہ آرام کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے بولیں۔

جی بہتر _____

اور ملازمہ چلی گئی۔

چند لمحوں کے بعد ملازم خوبصورت ٹرے میں چائے لے آیا _____ اور از

کے فوراً بعد احمد بھی ادھر ہی آگئے۔

وہ اس وقت غسل سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر کے ادھر ہی آگئے تھے۔

آؤ بیٹا چائے پیو۔

مزاروں نے بڑی محبت سے خوش آمدید کہا۔

وہ بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کیسی طبیعت ہے بیٹا۔

ماں نے محبت اور تشویش بھری گہری نظر ڈالی۔

خدا کا لاکھ شکر ہے امی _____ ویسے ڈاکٹر ولیم کے علاج سے سکون ملا ہے

_____ احمد نے کہا۔

خدا شفا دے گا _____ اس کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں۔

ماں کے دل کو قرار سا مل گیا تھا _____ وہ مطمئن انداز میں چائے پیتے

احمد کا لہجہ افسردہ تھا۔

وہ کیوں؟

اس لئے کہ رابعہ بیگم کو ابھی ایک سال نہیں ہوا _____ اور رابعہ بیگم؟
راخ کی والدہ اور راخ شفقت خاندان کا داماد ہے۔

احمد نے آگے جھک کر ماں کو راخ کی اہمیت سے آگاہ کیا۔

یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو _____ لیکن اب وہاں قنوت کا رہنا مناسب
_____ وہ بڑی پریشانیوں میں الجھ جائے گی۔

مسز ہارون سمجھ رہی تھیں کہ یا قنوت کے آجانے سے قنوت کو ایک ملازم
طرح کام کرنا پڑ رہا تھا۔

دیکھ لیں آپ بات کر کے۔

احمد یاس بھرے انداز میں بولا۔

ابھی نہیں _____ اگلے ماہ بات کروں گی _____ اس وقت تین ماہ ہو جائیں
رابعہ بیگم کو _____

صاحب جی آپ کا فون _____

ملازم نے ریسیور اور ٹیلی فون لان میں ہی احمد کے سامنے رکھ دیا۔

احمد _____ آپ کیسے ہیں _____

ارے قنوت تم _____ کہاں سے بول رہی ہو _____ میں تو ترس گیا تھا نہ

آواز کو _____ اس نے ماں کی پرواہ نہ کی۔ احمد کی خوشی کی انتہا نہ رہی _____

کی آواز اس کے کانوں میں رس گھول گئی _____ میں آج کل فراز کے ہاں

ہوئی ہوں۔

اچھا _____ پھر تو بڑی موجیں ہوں گی _____ کوئی پابندی وغیرہ تو نہیں ہے

احمد بھی خوش ہو گیا۔

جی ہاں _____ لیکن پابندی سے مطلب؟ _____

قنوت ایک دم حیرانی سے بولی۔

آئی کیسی ہیں _____

ٹھیک ہے _____ لو بات کرو ان سے _____

احمد نے ریسیور مسز ہارون کو پکڑا دیا۔

ہیلو _____ قنوت بیٹی _____ آپ سنائیں۔

خدا کا شکر ہے _____ بہت دن ہوئے تم سے ملاقات نہیں ہوئی _____ آجاؤ

ی دن _____ مسز ہارون بیٹی کی زبان بول رہی تھیں۔

ادھر قنوت نے ہنس کر فون بند کر دیا۔

دوسرے دن دوپہرے کے وقت وہ رکشے پہ بیٹھی اور احمد کے گھر پہنچ گئی۔ بہت

بھالی نے کہ ڈرائیور چھوڑ آئے گا _____ لیکن وہ بات کھولنا نہیں چاہتی تھی۔

اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے وہ حسب عادت سیدھی سفید ساڑھی کا پلو

لتی احمد کے کمرے میں ہی پہنچ گئی _____ قنوت نے آہستہ سے پردہ سرکا کر دیکھا

_____ احمد کی دروازے کی طرف پشت تھی اور وہ پیانو کے پاس بیٹھا اپنی پسند کی

مجانجا رہا تھا۔ کمرے میں بیرونی کھڑکی سے چھن چھن کے روشنی آ رہی تھی _____

دروغن کے ہم رنگ دبیز پردے گرے ہوئے تھے _____ بہت ہی خواب آگئیں

ن تھا۔

)

اسے شرارت سو جھی _____

وہ دبے پاؤں آہستہ آہستہ چلتی احمد کی پشت تک پہنچ گئی _____ اور نرم و

مخملصورت ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ دیئے۔

ہوں _____ وہ ہی ہو _____ جس کا مجھے انتظار ہے۔

پیانوں سے انگلیاں ہٹاتے ہی اس نے فوراً "ہاتھ بڑھا کر قنوت کے ہاتھ تھام

میں تو فضاؤں میں تیرا وجود محسوس کر لیتا ہوں۔

احمد نے قوت کو اپنے سامنے ہی بیٹھا لیا۔
کیسی طبیعت ہے۔

قوت نے یونہی بیٹھے بیٹھے کہا۔

تم سامنے ہو تو بہت اچھا ہوتا ہوں _____ تیری عدم موجودگی میں شدید
_____ وہ بڑا خوش نظر آ رہا تھا۔

بتا دوں آنٹی کو _____ کہ سارا فراڈ ہے _____ وہ کھل کھلا کر ہنس دی۔
موتیوں کی طرح سفید دانت یوں لگے جیسے مال ٹوٹ گئی ہو۔
ہاں لیکن ایک شرط پر۔

احمد نے قوت کے دونوں ہاتھ ابھی تک پکڑے ہوئے تھے۔
کونسی شرط _____

ساڑھی کا پلو ڈھلک کر نیچے سرک گیا تھا۔
وہ اس کے تراشیدہ کندنی بدن کو دیکھ کر مدہوش ہو گیا۔
یہی کہ کہیں جانا نہیں۔

وہ اب اس کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔

کیا کہوں احمد _____ مجھے خود آپ کا خیال ہے _____ آپ کو میری
ضرورت ہے _____ میں سمجھتی ہوں _____
قوت کو احمد پر رحم بھی بہت آتا تھا۔
تو تاخیر کس بات کی ہے۔

وہ جھنجھلا کر بولا۔

ارے بھی راجہ پھوپھو کو کم از کم ایک سال ہونا چاہئے۔

ایک سال تک میں چاہے اللہ کو پیارا _____

احمد _____ کیسی باتیں کرتے ہیں آپ _____ قوت تڑپ کر اس سے لپ

_____ خدا را میں اب آپ کا کوئی صدمہ برداشت نہیں کر سکوں گی۔

احمد نے قوت کو اپنے مضبوط بازوؤں کے حصار میں لے لیا _____ میری زندگی
میرا سکون _____ تیری وجہ سے مجھے زندگی کی راحت نصیب ہوئی ہے۔

احمد _____

قوت اس کے کالر سے کھیلتے ہوئے بولی۔
آج کے بعد کبھی موت کا ذکر نہیں کرنا آپ نے۔

نہیں کرتے سرکار _____ اور حکم _____

وہ والہانہ انداز میں بولا۔

اچانک دونوں چونک گئے۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

کون _____ احمد نے کہا _____

قدیر ہوں صاحب جی _____

قدیر جانتا تھا کہ قوت اور احمد ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے _____

آجاؤ _____

قوت اٹھ کر سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

قدیر نے اندر آتے ہی سلام کیا۔

کیا بات ہے۔

راخ صاحب آئے ہیں _____

قدیر نے کہا۔

اف اللہ _____ اس شخص نے زندگی اجیرن کر دی ہے۔

احمد نے ماتھے پر ہاتھ مارا _____

کیا ہوا _____ کوئی کام ہو گا انہیں _____

قوت نے آہستہ سے کہا۔

ہاں _____ نوکری چھوڑ بیٹھا ہے _____ اب کاروبار کے لئے کچھ رقم مانگ

رہا ہے۔

رقم _____

قوت نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

ہاں _____ تمہارے خیال میں کیا کرنا چاہئے۔

احمد نے کہا۔

آپ پہلے قدر کو جواب دیں _____ قوت نے قدر کی طرف اشارہ کیا۔

ارے ہاں قدر _____ تم نے میرا بتا دیا۔

جی نہیں _____ میں نے کہا کوٹھی کے اندر دیکھتا ہوں _____

شاباش _____ کافی سمجھدار آدمی ہو _____ کہہ دو میں گھر پہ نہیں ہوں۔

قوت کے لئے وہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو گیا۔

ٹھیک ہے صاحب میں کہہ دوں گا۔

ارے قدر کہیں یہ نہ کہہ دیتا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں گھر پہ نہیں _____

قوت کی بات سے احمد اور قوت کھل کھلا کر ہنس دیئے۔

قدر ہنستا ہوا چل دیا۔

جناب احمد صاحب تو گھر پہ نہیں ہے۔

اچھا _____

راخ کھڑا ہو گیا۔

کب آئیں گے۔

راخ ویران سالک رہا تھا۔

معلوم نہیں سرکار _____

قدر سادگی سے بولا۔

کوئی وقت بتا کر نہیں گئے۔

راخ نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔

بادشاہ لوگ ہیں سرکار _____ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔

قدر چاہتا تھا کہ وہ جلد جان چھوڑ جائے تو بہتر ہے۔

اچھا _____ میں چلتا ہوں _____ انہیں میرا بتا دیتا۔

بہت بہتر _____

راخ باہر نکل گیا اور قدر پلٹ آیا۔

اچھا جی _____ پھر کوئی اور بات _____

احمد اٹھ کر قوت کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

کچھ نہیں _____ ارے ہاں احمد مجھے یاد آیا _____ راخ کتنا روپیہ مانگ رہا

روپیہ تو بہت مانگ رہا ہے۔

احمد نے کہا۔

بہت مانگ رہا ہے _____ پھر بھی کتنا؟ _____

قوت سیدھی ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے بولی۔

کم از پانچ لاکھ _____

احمد نے ہاتھ کی پانچ انگلیوں کا اشارہ کیا۔

یہ تو بہت زیادہ ہے _____ ذرا سوچ سمجھ کر _____ ادھار محبت کی قینچی ہے

_____ قوت نے کہا۔

اس ادھار سے تیری میری محبت کو فرق نہیں پڑے گا۔

احمد حسب عادت فراخ دلی سے بولا۔

یہ بات نہیں ہے _____ لیکن پھر بھی آپ آنٹی سے مشورہ ضرور کر لیں۔

قوت راخ کی طبیعت سے واقف تھی۔

ہاں وہ تو میں امی سے پورا مشورہ کروں گا _____ امی بہت اچھی اور بہتر مشیر

ہے۔ بالی دی دے قوت تمہیں علم ہو گا کہ راخ نے ملازمت کیوں چھوڑی۔

مجھے نہیں معلوم۔

قوت بات دبا گئی۔ وہ بسن کا پردہ چاک نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اچھا چھوڑو۔ چائے پیو کی یا کافی۔

احمد نے محبت سے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

جو آپ کا جی چاہے۔ میں وہی پسند کرتی ہوں۔

قوت نے اپنی طبیعت کو بھی اس کی پسند پر چھوڑ دیا تھا۔

ٹھیک ہے پھر کافی چلے۔

احمد نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کال بل دبا دی۔

کافی پینے کے بعد دو محبت کے مارے بیٹھے رہے۔ عمر بھر ساتھ رہنے کی

تمیں، جینے مرنے کے وعدے، دو جسم تھے لیکن ایک قالب میں ڈھلے ہوئے تھے۔

18

ٹھیک ہے چراغ سے چراغ جلنے کا عمل جاری رہے۔

احمد نے راسخ کو اپنے کاروبار میں حصے دار بنا لیا تھا۔ بے شک اس کے پاس اس قدر روپیہ نہیں تھا لیکن احمد میں نیکی کرنے کا خدائی مشن تھا۔ اس نے راسخ کو پانچ لاکھ بطور ادھار دے کر اپنے حصہ دار ٹیم میں شامل کر لیا۔ اس طرح وہ ہر ماہ ایک مخصوص رقم سے منافع بھی لیتا رہے گا اور احمد کا ادھار بھی اتار لے گا۔

تمام حساب کتاب کرنے کے بعد راسخ مطمئن سا واپس چلا گیا۔ اور احمد نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔ وہ تھک سا گیا تھا۔ کہ فون کی کھنٹی نے اسے چونکا دیا۔

صاحب۔۔۔ احمد صاحب ملنے آئے ہیں آپ سے۔

ملازم نے کہا۔

بلاؤ۔

احمد نے ایک دم کہا۔

جی بہتر۔۔۔ ملازم چلا گیا۔ اور چند لمحوں کے بعد احمد صاحب کمرے میں تشریف لائے۔

آئیے آئیے۔۔۔ ماشاء اللہ اس کرسی پر بیچ رہے ہیں سرکار۔ احمد قدرے بذلہ سنج انسان تھا۔

ارے یار جانے دو۔۔۔ مکھن لگانے کی تمہیں عادت ہے۔

احمد خوب ہنستے ہوئے بولا۔

آسکتی ہوں۔

وہ بری طرح چوٹک گیا۔۔۔ دروازے میں کسی آسیب کی طعن قوت کی آواز۔

کچھ ہے۔ بھلا اسے بھی کسی چیز کی طلب رہ جاتی ہے۔ جس کے پاس کسی اچھے انسان کی بخشی ہوئی قبولیت کی سند ہو۔ جسے کسی کے من میں بسنے کا یقین، جس کی روح کا تانا کسی دوسرے سے بندھا ہو۔

کیا سوچ رہی ہو۔

احمد نے ٹھوکا دیا۔

جی۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ بس میں نہ جانے کہاں چلی گئی تھی۔

اچھا احمد صاحب میں چلتا ہوں۔

امجد کھڑا ہو گیا۔

ارے بیٹھو نایار۔۔۔۔۔ کسی کام آئے تھے۔

احمد نے خیال کیا۔ کیونکہ امجد بغیر کسی وجہ کے نہیں آتا تھا۔

چھوڑو بات وات کو۔۔۔۔۔ تم لوگ بیٹھو۔۔۔۔۔ پھر سہی۔

امجد نے جانے کے لئے قدم اٹھائے۔

بات تو سنو۔۔۔۔۔

احمد نے ذرا بلند آواز سے کہا۔

امجد پلٹا۔

ارے پاگل انسان۔۔۔۔۔ تم جاننے تو ہو کہ قوت ہے۔۔۔۔۔ تمہاری ہونے

والی بھابی۔۔۔۔۔ اور اس سے کیا پردہ۔۔۔۔۔ یہ تو میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔

وہ بے تکلف کہہ گیا۔

قوت ہونٹوں پر ہی متبسم ہو گئی۔۔۔۔۔ یہی باتیں احمد کی اچھی لگتی تھیں

۔۔۔۔۔ اور اسے پیار آتا ہے۔

احمد کو اس کے یا قوتی ہونٹوں پر تبسم کھلتا بہت اچھا لگا۔

امجد بیٹھ گیا۔

کو۔۔۔۔۔

ارے قوت تم۔۔۔۔۔ آؤ آؤ بیٹھو۔۔۔۔۔

وہ احترام "کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ امجد بھی کھڑا ہو گیا۔

شکریہ۔۔۔۔۔

قوت سامنے ایک خوبصورت کرسی پر بیٹھ گئی۔

قوت کے بیٹھے دونوں بھی بیٹھ گئے۔

کیسے راستہ بھول پڑا تمہیں۔

احمد انتہائی اپنائیت اور دل لگی سے بولا۔

آج کام ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ چند دنوں میں رزلٹ بولنے والا ہے۔۔۔۔۔ چیکنگ

ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا احمد صاحب کا نیا آفس تو دیکھ آؤں۔

Very Good۔۔۔۔۔ بہت اچھا کیا تم آگئیں۔۔۔۔۔ لو دیکھو کارڈ بھی چھپ

گئے ہیں۔۔۔۔۔ احمد نے ایک نکال کر قوت کے سامنے رکھ دیا۔

قوت اینڈ کمپنی لینڈ۔

احمد یہ کیا مذاق ہے۔

قوت اتنا بڑا فیصلہ دیکھ کر حیرت زدہ سی رہ گئی بلکہ اس کی زبان گنگ ہو گئی۔

مذاق نہیں ہے یار۔۔۔۔۔ اس کی سیاہ سفید کی تم وارث ہو۔۔۔۔۔ احمد نے

جھک کر اسے سمجھانا چاہا۔

مگر میں اس قدر زیادہ کی متحمل نہیں ہوں۔۔۔۔۔ تھوڑے پر قناعت کر لینی

ہوں۔۔۔۔۔ قوت پریشان سی ہو چکی تھی۔

اوہو۔۔۔۔۔ ارے امجد یار سمجھاؤ اسے۔۔۔۔۔

احمد نے امجد کی طرف رخ کیا۔

مت گھبرائیے۔۔۔۔۔ یہ کمپنی آپ کی ہے۔۔۔۔۔ بلکہ احمد صاحب نے تو آپ

کے نام ہی کر دی ہے۔

جی۔۔۔۔۔ ساکن سی ہو گئی۔۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں۔ میرے پاس بہت

احمد نے سرگوشانہ انداز میں کہا۔

تم جس شخص سے ساجھے داری ڈال رہے ہو _____ وہ شخص اچھا نہیں ہے۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔

قنوت اور احمد ایک دم سے چونک گئے۔

ماسٹرز کمپنی نے فراڈ کے کیس میں اسے نکال دیا ہے، بلکہ اس کے بچوں کا خیال کرتے ہوئے اس سے رقم بھی وصول نہیں کی _____ سالا عمر قید تو ہوتا ہی _____

احمد کا ریک انداز قنوت اور احمد دونوں کو شرمسار کر گیا۔

اس کا اتنا پتا _____ پھر بھی کون ہے وہ _____

احمد معاملے کی تمہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔

ارے بھی _____ وہ شفقت میاں نہیں ہیں _____ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر _____

بڑے شریف آدمی ہیں _____ ان کا داماد ہے۔

احمد نے پورا شجرہ بتا دیا تھا۔

ہوں _____

احمد نے کرسی سے ٹیک لگا لی۔

کیا معلوم انواہ ہو _____ ماسٹرز کمپنی اس نے خود چھوڑی ہو _____ یا دیوالیہ ہو _____

گیا ہو۔

احمد نے کہا _____ کیونکہ دیوالیہ کا ڈھونگ تو راسخ نے رچایا ہی تھا۔

ارے نہیں _____ یقین نہ آئے تو چل کل پوچھ لیتے ہیں _____

احمد جوش میں آگیا۔

اچھا _____ اچھا _____ دیکھا جائے گا _____ تم چائے تو پیو _____ احمد پ

سکون ہو گیا۔

احمد نے پہلے کپ قنوت کو دیا پھر احمد کو اور تیسرا خود لیا۔

چند لمحوں کے بعد امجد تو چائے پینے کے بعد چلا گیا۔

کلاک نے ٹن سے ساڑھے بارہ بجادیئے۔

چلو گھر چلیں _____ وہاں سکون سے باتیں ہوں گی۔

احمد اٹھتے ہوئے بولا۔

احمد _____ مجھے تو اب اجازت دیجئے۔

وہ معذرت خواہی کے انداز میں بولی۔

ارے واہ _____ کیسے ہو سکتا ہے _____ میرے ساتھ جانا ہو گا۔

وہ ہنس دی _____ اف اللہ احمد ضد نہ کیجئے _____ بھابی ناراض ہو گی _____

اپ کو معلوم ہے کہ میں آج کل فراز کے ہاں رہ رہی ہوں۔

دونوں ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

آؤ _____

احمد نے بڑے اصرار کے ساتھ اسے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھالیا۔

یہ خوش خبری جا کر راسخ نے یا قوت کو سنائی۔ لیکن جب اس نے یہ کہا کہ ابھی

مادی بھی نہیں ہوئی تو احمد نے پوری کمپنی اس کے نام کھول دی ہے۔

کون □

یا قوت نے آنکھیں پھاڑ دیں۔

تمہاری بہن _____ اور کون _____

وہ زبردست حاسدانہ انداز میں بولا۔

تو اس میں پریشانی کی کوئی بات ہے _____ جس کے مقدر میں جو جو ہوتا ہے

اسے مل جاتا ہے۔

یا قوت کو راسخ کا انداز پسند نہیں آیا۔

تو کیا ذلت ہمارے مقدر میں لکھی ہے _____ کیوں؟

وہ چلا اٹھا _____

سٹیرنگ سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے احمد نے قوت کو ٹھوکا دیا۔

جی _____ کیا بات ہے۔

وہ بری طرح چونک گئی۔

کیا سوچ رہی ہو _____

وہ موڑ کاٹنے بولا۔

یہ شخص اب نہ جانے کیا کرے۔

قوت خوف و ہراس کی تصویر نظر آرہی تھی۔ وہ شترکینہ باز کے رویے سے

ائف تھی۔

کیا کرے گا _____ تمہارا گھر سے نکلنا بند کر دے گا۔

احمد نے کہا۔

کیا معلوم ایسا ہی ہو _____

قوت نے گہری سوچ سے ابھر کر کہا۔

تو یہ اس کی بھول ہوگی۔

احمد نے رفتار تیز کر دی۔

آپ کیا کر لیں گے؟

قوت نے جیسے احمد کی غیرت کو ابھارا۔

احمد نے ایک جھٹکے سے کار سن شائن بہت بڑے ہوٹل کے سامنے روک دی۔

اندر آجاؤ _____ بتا دوں گا۔

دونوں چلتے چلتے خوبصورت کمرے میں داخل ہوئے _____ سنگ مرمر کی حسین

راشیدہ کرسیوں پر بیٹھتے ہی احمد نے کہا۔

اچھا _____ وہ تمہیں روک لے گا _____ میری قوت کو _____ جس پر صرف

برا اختیار ہے۔ میرا حق ہے _____ وہ کون ہوتا ہے تمہاری طرف میلی آنکھ سے

بچنے والا _____ نہایت غفیت سے احمد نے قوت کے ہاتھوں کو محبت بھرا بوسہ دے

لیکن وہ خاموش رہی _____

قوت اینڈ کمپنی لیڈ _____ ابھی شادی ہوئی نہیں ہے _____ اور اس قدر

بڑی کمپنی اس کے نام کر دی۔

راخ حسد کی آگ میں جل رہا تھا۔

آہستہ بولیں _____ کوئی سن لے گا۔

راخ کو احساس ہوا کہ واقعی اس نے بہت شور پیدا کر رکھا ہے _____ اس

لئے ہونٹ سیٹ لئے۔

شام کو کھانا بھی اس نے کم کھایا _____ تمام شب وہ اس آگ میں جلتا رہا۔

کڑھتا رہا اور جب یہ احساس ہوا کہ وہ کیا اس کے قابل نہ تھی _____ تو غصے سے

پٹنگ پر اٹھ بیٹھا۔

کیا بات ہے _____ نیند نہیں آرہی۔

وہ بچی کو دودھ پلا رہی تھی _____ اور راخ کی تمام حرکات و سکنات پر اس کی

گہری نظر تھی۔

کچھ نہیں _____ تم سو جاؤ۔

وہ آہستہ مگر دھیمے لہجے میں بولا۔

یا قوت خاموش ہو گئی _____ وہ سمجھتی تھی کہ قوت سے علیحدگی کا بھی

افسوس ہے اور پھر اس کے عروج کا _____ یہ شخص حسد کی آگ میں بری طرح

جھلس رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ قوت کو اس نے چھوڑ دیا تھا لیکن کوئی دوسرا شخص

اس کو اتنی عزت و توقیر کیوں دے اور جب اس نے ایک دن آفس میں دونوں کو باہر

نکلنے دیکھا۔

اور راخ پھر سہمی _____ اندر فائلیں رکھ دو _____ میں دیکھ لوں گا _____

ٹھیک ہے _____ وہ نگاہوں میں انگارے بھڑکاتا ٹیبل پر فائلیں رکھتے ہی نکل گیا۔

قوت _____

دیا۔

بہرا چائے لے آیا تھا۔

قوت نے چائے بنائی۔

میں بہت جلد امی کو تمہارے ہاں بھیجنے والا ہوں _____ تمہاری جدائی اب برداشت نہیں ہوتی _____ آخر میں کب تک صبر کروں۔

قوت خاموش دیکھتی رہی _____ وہ کتنا سچا اور حق پرست لگ رہا تھا _____ وہ واقعی پوجنے کے قابل تھا _____ اس کی آنکھیں ہمیشہ اس کے لئے محبت کی شمعیں جلائے رکھتی تھیں۔

احمد دینا _____ کی کوئی طاقت مجھے آپ کی پرستش سے نہیں روک سکتی۔ ایک راج تو کیا _____ ساری دنیا راج بن جائے تو محبت کا سیل رواں نہیں رک سکا _____ احمد نے تشکر آمیز نظروں سے قوت کی طرف دیکھا _____ جہاں چاہتوں کے ان گنت دیپ روشن تھے۔

ایک دوسرے کے سہارے ہزار غموں کو بھول کر صرف ایک خوشی کے لئے دونوں زندہ تھے۔ احمد نے بڑھ کر قوت کو اپنے سینے کی پھائیوں میں چھپا لیا۔

سکول جانے کی تیاری میں مصروف وہ ایک دم سے چونکی قد آدم آئینے میں راج کا عکس دیکھ کر وہ معاملے کی نوعیت کو سمجھ گئی تھی کہ راج نے گزشتہ دنوں احمد کے ساتھ دیکھا تھا _____ اور اب بیچارے کو موقع ملا ہے۔ ایک جھٹکے سے قوت دراز بالوں کو کنگھی کر کے پشت کی طرف پھیلا دیا _____ راج کے آنے پر دونوں اچھی طرح اوڑھ لیا۔

اجازت ہے _____ وہ پردہ اٹھا کر اندر آگیا۔

جب آپ تشریف لے ہی آئے ہیں تو اجازت کی کیا ضرورت _____

وہ بڑے تلخ لہجے میں بولی۔

ہوں _____ یہ تو ہے _____ وہ بے تکلف صوفے پر بیٹھ گیا۔

کہے آتا ہوا _____ فرمائیے۔

وہ بڑی طنزاً "مگر خشک رویے سے گویا ہوئی۔

تم کچھ زیادہ چالاک نہیں ہو گئیں۔

راج نے ٹیک لگا کر ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔

یہ وہم ہے آپ کا _____ ہاں البتہ آپ میں کوئی فرق نہیں آیا _____

یہ اس کی طرف سے زبردست چوٹ تھی۔

کیا مطلب؟

راج چونکا۔

مطلب صاف ظاہر ہے _____ جس طرح آج سے دس بارہ سال ظاہر اور

نہیں فرق تھا۔

آج بھی وہی ہیں آپ _____

وہ شدید غصیلے انداز میں بولی۔

کیا کہہ رہی ہو۔

وہ تلخ ہو گیا۔

میرے کمرے میں آپ کس لئے آئے ہیں _____ میرا آپ سے کیا واسطہ

قوت کو راج کی صورت سے نفرت تھی۔

بے شک میرا تمہارا واسطہ نہیں ہے _____ لیکن تمہیں ایک کام کرنا ہو گا

کونسا کام _____ دوسرے ہی لمحے وہ پھر بولی _____ مجھے بلیک میل کرنے کی

شٹل مت بھیجئے گا۔ میں احمد سے ملتی ہوں _____ اور ملتی رہوں گی _____ قوت

ناؤکے کی چوٹ پر بات کہہ دی۔

چند ثانیے کے لئے راج لڑکھڑا گیا _____ یہ وہی کمزور سی لڑکی ہے _____ جو

آج نذر اور بے باک نظر آ رہی ہے۔

وہ گہری نظروں سے قوت کے سرخ و سپید چہرے کو دیکھ کر بولا _____ اور دل
جوت کی انتہا نہ رہی کہ یاقوت کی رنگت میں زمین آسمان کا فرق آگیا تھا _____
قوت ابھی تک تروتازہ ہے۔

میں کیا کر سکتی ہوں _____
وہ اپنے پرس میں پین ڈالتے ہوئے بولی۔
تم احمد سے دو لاکھ روپیہ دلا سکتی ہو۔
وہ بے غیرت بھی ہو گیا تھا۔

اور جو چند ماہ پہلے پانچ لاکھ _____
وہ قرض نہیں تھا بلکہ ساجھا کھاتا تھا _____ ہم مل کے کام کر رہے ہیں _____
اشارہ احمد کی طرف تھا۔
احمد اور آپ مل کے کام کر رہے ہیں۔
وہ ذرا سا مسکرائی۔

ہاں _____
راخ نے گہری نظر ہاں کے ساتھ اس کے چہرے پر ڈالی۔
مجھے درمیان میں ڈالنے کی کیا ضرورت ہے _____ آپ خود بات کر سکتے ہیں
قوت کا لہجہ حد درجہ تلخ اور کڑوا تھا۔
راخ _____ کہاں ہیں آپ _____
برآمدے میں یاقوت کی آواز آئی۔

بیوی پکار رہی ہے _____ آواز دے لیجئے اسے _____
قوت نے چوٹ کی _____
اور اسی اثنا میں یاقوت اندر داخل ہوئی۔
کیا ہو رہا ہے۔
یاقوت نے کہا۔

وہ میں جانتا ہوں کہ تم بے خوف و خطر اس بد معاش سے ملتی ہو _____ جو اب
آدی نہیں ہے _____ اور کئی مرتبہ میں تمہیں اس کے ساتھ دیکھ بھی چکا ہوں۔
راخ آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

یہ سب پرانی اور ٹھسی پٹی باتیں ہیں _____ ان کا میری صحت پر کوئی اثر نہیں
_____ کوئی اور بات کریں۔
اس کا مطلب کہ تم بے تکلف اس سے ملتی رہو _____ تمہیں کوئی روک
نہیں سکتا۔

راخ بات کو طول دیتے ہوئے آگے بڑھانا چاہتا تھا۔
کسی کا کوئی حق نہیں مجھے روک سکے _____ احمد میری کائنات ہے _____ اور
کوئی اپنی کائنات سے دور نہیں رہ سکتا۔
اچھا جی _____

لا جواب سا ہو کر راخ نے ہونٹوں کو گول کر کے جی پر زور دیا۔
قوت کو راخ اس وقت بڑا مکروہ نظر آیا _____ نہ جانے کیوں اچھی صورت
کے باوجود وہ اسے زہر لگتا تھا۔

آپ کس لئے میرے کمرے میں آئے ہیں۔
قوت نے سامنے کلاک پر وقت دیکھا۔
ایک کام تھا تم سے _____

راخ حد درجہ ڈھیٹ لہجے میں بولا۔
مجھ سے کام _____ میں آپ کے کسی کام نہیں آسکتی۔
وہ لاپرواہی سے بولی۔

آسکتی ہو _____ دو لاکھ روپے ہر چاندہ کمپنی والے مانگ رہے ہیں _____ عدم
ادائیگی کی صورت میں سات سال جیل کاٹنا پڑے گی۔

تھی تھی۔ وہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا اس کا معمولی بھر بھی یا قوت کو نہیں علم تھا۔
 ورنہ ہی قوت یا قوت کو بتا کر اس کو پریشان کرنا چاہتی تھی۔ قوت سمجھ چکی تھی کہ
 قوت بری طرح (خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا) کے مصداق پھنس چکی تھی۔ وہ
 اندازہ جو راسخ کا رویہ تھا وہ صرف طمع چڑھا ہوا تھا۔ اب کئی سالوں کے بعد اصل
 مات سامنے آچکی تھی۔ بظاہر دیکھنے میں وہ سونا نظر آ رہا تھا لیکن اس کا باطن سیاہ
 ملے ہوئے لوہے کی طرح تھا۔ دولت خود غرضی نے اس کی شخصیت کو مسخ کر دیا تھا۔
 اصل روپ اس نے دیکھا تھا۔ وہ تو اس کی بناوٹ تصنع تھی۔ ظاہر
 ری تھی۔

اصل راسخ تو اب نکلا تھا۔ باپ نے کتنی آس مراد کے بعد راسخ نام رکھا
 لیکن یہ تو باطل تھا۔ سچائی اس کے قریب سے نہیں گزری تھی۔ سچ کا تو پر تو
 اس کے قریب سے نہیں پھنکا تھا۔

قوت نے اسمبلی سے فارغ ہو کر کلاس لے لی۔ راسخ سے اسے خوف آنے لگا
 گھٹیا شخص کسی وقت بھی کوئی طوفان کھڑا کر سکتا تھا۔ اس لئے آج احمد سے ملنا
 ضروری تھا۔

چھٹی ہوتے ہی وہ رکشہ لئے کاشانہ ہارون پہنچ گئی۔

دروازہ بند تھا۔ دستک دینے پر چوکیدار نے کھولا۔

بیٹا۔۔۔۔۔ معاف کرنا۔۔۔۔۔ آنکھ لگ گئی تھی میری۔۔۔۔۔ چوکیدار
 رات خواہی کے انداز میں بولا۔

کوئی بات نہیں بابا۔۔۔۔۔ گھر میں سب لوگ ہیں۔

وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی۔

نیگم صاحبہ تو ہیں۔۔۔۔۔ لیکن احمد میاں تو ایئر پورٹ گئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔
 پیدار نے کہا۔

ایئر پورٹ۔۔۔۔۔ کون آ رہا ہے بابا۔۔۔۔۔

تمہیں معلوم ہی ہو گا۔۔۔۔۔ شوہر کی کوئی بات چھپی رہتی ہے بیوی۔
 قوت نے راسخ کے ندامت بھرے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو بری طرح چپ
 کی کوشش کر رہا تھا۔
 کوئی بات؟

یا قوت نے شوہر کو معنی خیز انداز میں دیکھا۔
 شوہر بننے کے ناطے وہ اپنے آپ کو مخلص ظاہر کرنے کے لئے کرسی سے اڑ
 کھڑا ہوا۔
 لیکن۔۔۔۔۔

قوت پرس جھولاتی اپنی دانست میں راسخ کی اکڑ کو جوتی کی نوک پر مارتی کرے
 سے نکل گئی۔

چلے اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔ یہاں کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔
 یا قوت خود پریشانیوں میں گھر چکی تھی۔ راسخ صرف بچوں کی ڈوری سے بندھا تھا
 ورنہ ٹوٹے ایک لمحہ بھی نہ گزرتا۔

میں تو کام آیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ تو بات ہی نہیں سنتی۔
 راسخ مجبور نظر آنے لگا۔

کوئی بات؟

یا قوت نے راسخ کے ساتھ چلتے چلتے کہا۔

تم نہیں سمجھو گی۔۔۔۔۔ جلدی سے ناشتہ لاؤ۔۔۔۔۔ میں نے بہت ضروری
 کام جانا ہے۔۔۔۔۔ راسخ اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔

وہ بیوی کو زیادہ رازداری میں شامل ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ جو کھیل کھیلتا
 چاہتا تھا کہ قوت کو پرانے رشتوں کی آڑ میں ذلیل و خوار کرے گا۔ یہ اداکاری
 اس کی قوت بھی جانتی تھی اور یا قوت بھی۔۔۔۔۔ یا قوت خاموش تھی۔۔۔۔۔ وہ بڑی
 بہن قوت پر ظلم ہوتے تو دیکھ سکتی تھی لیکن شوہر کی زیادتی اور ہٹ دھرمی کو جتا نہیں

قوت کی چھٹی حس بیدار ہو گئی۔

وہ پنڈی سے مسمان آرہے ہیں۔ اسی لئے تو احمد میاں گئے ہیں۔

ہوں۔

قوت کو بھی کے اندر چلی گئی۔

آداب آنٹی۔

مزمناون پکن میں خانساں کو ہدایت دے رہی تھیں۔

ارے میری جان۔ تم۔ اتنے دنوں بعد۔ احمد ناراض ہے تم

۔

وہ قوت کو سینے کے ساتھ لگاتے سرماتھا چومتے ہوئے بولیں۔

وہ مسکرا کر سنجیدہ ہو گئی۔

آؤ۔ مزمناون اسے ساتھ لئے ڈرائنگ روم میں ہی آگئیں۔

ایک تو رابعہ بیگم کا مسئلہ کھڑا کر رکھا ہے۔ ورنہ میں کب کی تمہیں بیاہ

لاتی۔ وہ بڑے چاؤ سے بولیں۔ لیکن قوت خاموش تھی۔

راخ تو ایک سال سے پہلے شادی کرنے کے حق میں ہے ہی نہیں۔ میں

نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ نکاح کر دیں۔ دھوم دھڑکا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ہم

کرتے ہیں۔ لیکن سنتا ہی کوئی نہیں۔

وہ آخر میں افسردہ ہو گئیں۔

تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھنے کے بعد قوت کھڑی ہو گئی۔

بیٹھو بیٹی۔ احمد تو آ لے۔

وہ اسے بٹھاتے ہوئے بولیں۔

نہیں آنٹی پھر آجاؤں گی۔ اب اجازت دیجئے۔ وہ باہر نکل آئی۔

اچھا تمہاری مرضی۔

وہ مجبوراً بولیں۔

اور قوت واپس چلی گئی۔

ابھی قوت کو گئے ہوئے دس منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ احمد کی سفید گاڑی

پا اور ٹا کو لئے پورچ میں داخل ہوئی۔

ملازم نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

سامنے سے مزمناون غلام گردش کی سیڑھیاں اتر کر آ رہی تھیں۔

آنٹی۔ سویت آنٹی۔

ریما اور ٹا دونوں ایک ساتھ ہی مزمناون سے پٹ گئیں۔

آگئیں میری بچیاں۔

مزمناون نے دونوں کو یکے بعد دیگرے پیار کرتے ہوئے کہا۔

کوئی آیا تھا۔

احمد نے برآمدے کی طرف دیکھ کر مزمناون سے کہا۔

تمہیں کیسے علم ہوا۔

مزمناون تذبذب کے عالم میں بولیں۔

آپ ڈرائنگ روم سے نکل رہی تھیں نا۔ میں نے خیال کیا شاید۔

ہاں بیٹے قوت تمہارا انتظار کرتے کرتے ابھی گئی ہے۔

مزمناون نے کہا۔

ٹا اور ریما علیحدہ ہو گئیں۔

قوت آئی تھی۔ ٹھیک تو تھی وہ۔

ہاں ٹھیک تو تھی۔ لیکن پریشان سی دکھائی دے رہی تھی۔

مزمناون نے کہا۔

اچھا۔

احمد بھی فوراً "خیف سا لگنے لگا۔ جیسے قوت اپنے ساتھ اس کی طاقت بھی

لائی ہو۔

تم فون کر کے پوچھ لو۔۔۔۔۔

مزمہ داروں نے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

چلو بیٹی اندر۔۔۔۔۔

مزمہ داروں سب کو ڈرائنگ روم میں لے گئیں۔

چند منٹوں کے بعد احمد منہ لٹکائے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

نہیں ملیں قنوت صاحبہ۔۔۔۔۔

ریمہ نے طنزاً کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔ سکول بند ہے۔

وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس میں پریشانی کی کوئی بات ہے۔ ان کے گھر جا کے ملاقات کر لیجئے۔

ریمہ بڑی ہوشیاری سے بولی۔

بڑی ناگواری سے احمد نے ریمہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ صوفے پر بیٹھی

ٹانگ ہلاتی رہی۔

تمام شب وہ سو نہ سکا۔۔۔۔۔

قنوت کی اداس صورت اس کی آنکھوں کے سامنے رقص کنناں تھی۔۔۔۔۔ سفید

دودھیا رخساروں پر تھراتی ہوئی افسردگی۔۔۔۔۔ لرزتے ہوئے یا قنوتی ہونٹ۔۔۔۔۔

وہ چونک چونک اٹھتا تھا۔۔۔۔۔ وہ کیوں پریشان تھی اتنی۔۔۔۔۔ تمام شب اس نے

کروٹیں لے کر گزار دی۔۔۔۔۔

سویرے سویرے دفتر جانے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔

ارے۔۔۔۔۔ اس وقت ہاسٹل جا رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔

ریمہ کمرے میں آتے حیرت زدہ سی بولی۔

ہاسٹل نہیں آفس۔۔۔۔۔

احمد نے آئینے میں بالوں کو درست کیا۔

ڈاکٹری سے ریٹائرمنٹ لے لی۔

ریمہ بڑے شوخ انداز میں احمد کی پشت پر کھڑے ہوتے بولی۔۔۔۔۔ اسے اس

دلت سمارٹ سا احمد بڑا اچھا لگ رہا تھا۔

بس یوں ہی سمجھنے۔۔۔۔۔

احمد پلٹ کر بولا۔

اچھا۔۔۔۔۔ اب بزنس کریں گے۔

جی ہاں۔۔۔۔۔

وہ ہونٹوں سے گول زاویہ بناتا سیٹی بجاتا غلام گردش کی طرف بڑھ گیا۔

ناشتہ نہیں کریں گے آپ صاحب جی۔۔۔۔۔

اس کی پشت سے ملازمہ بھاگ کر آئی۔

نہیں۔۔۔۔۔

وہ بڑی تیز رفتاری سے گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی سکول کی طرف موڑ دی۔

ن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ تو آج چھٹی پر ہے۔ بڑے مایوس اور لٹے پٹے انداز

ادہ لوٹ آیا۔۔۔۔۔ کسی کام کو اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔ اداس پریشان و

ادہ سیدھا اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ ابھی لباس تبدیل کرنا ہی چاہتا تھا کہ ریمہ بے

س داخل ہوئی۔

آپ تو آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ میں تو بے خیالی میں ادھر آنکلی تھی۔

ریمہ کی مسرت عروج پر تھی۔

بڑی بوریت کے ساتھ وہ یوں ہی پلنگ پر لیٹ گیا۔۔۔۔۔ اور وہ بے تکلف

کے قریب بیٹھ گئی۔

ادہ۔۔۔۔۔ کیسے بیٹھی ہو۔۔۔۔۔ تم ہوش میں تو ہو۔

مردانیت میں لا جواب، سارٹ نئس کمال کی ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ _____ ڈاکٹر _____
 لیکن ایک عورت کے لئے کس قدر اداس رہتا ہے _____ کتنا چاہتا ہے اس کو _____
 نفرت و حقارت کی ایک چنگاری سی بھڑکی اور اس کے اندر جتنے بھی شستہ
 جذبات و خیالات تھے ان کو جلا کر راکھ کر گئی۔ اس وقت وہ صرف حد کرنے والی
 لڑکی بن چکی تھی _____ وہ ہر قیمت پر احمد کو اپنا ناچاہتی تھی۔ احمد سونے کی چڑیا تھی
 _____ جو اس کی بیوی بنے گی اس کی جائیداد کی وارث ہوگی _____ بقول ناصرہ بیگم
 کے ریمانہارا حق ہے بیٹی _____ اس موقعہ کو غنیمت جانو بیٹی _____ اس کی ماں
 درست کہہ رہی تھی۔

میڈیکل لائن سے وہ مکمل طور پر مستعفی ہو چکا تھا _____ اس نے ڈاکٹری
 لائن اختیار تو کر لی۔ لیکن سر کی تکلیف نے اسے اس بات کی اجازت نہ دی۔ اس
 نے سب کچھ چھوڑ کر قنوت کہنی کا اجراء کر لیا _____ اب وہ سکون سے تھا _____
 اس کام میں قنوت بھی اس کا ہاتھ بٹا سکتی تھی _____ وہ طبیعت کی خرابی سے گھر میں
 ہی مقیم رہتا _____ یا پھر وہ سکول کا چکر لگا لیتا۔ لیکن آج تیسرا روز تھا _____ قنوت
 بیٹی پر تھی _____ لیکن جب اس نے یہ پوچھا نائب قاصد سے _____ بابا تم یہ نہیں
 علوم کر سکتے کہ وہ کیوں نہیں آرہیں۔

اچھا بابو جی بتاتا ہوں _____

بوڑھا نائب قاصد سکول کے اندر چلا گیا _____ چند منٹوں کے بعد اس نے آکر
 لایا۔

صاحب جی ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

کیا _____ وہ سن سا ہو گیا۔

وہ بیمار ہیں۔

بوڑھے نے کہا اور پلٹا۔

ٹھہرو بابا _____ یہ لو _____

احمد نے دونوں ہاتھوں سے اسے پرے کر دیا۔

مجھے چھوٹ کی بیماری ہے۔

وہ کھسیانی سی ہو کر بولی۔

وہ مسکرا دیا۔

اور ریمانے پوری طرح احمد سے پشت لگا لی۔

چونک کر احمد اٹھ بیٹھا۔

شرافت کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔

درست ہے _____ لیکن میرا بھی آپ پر حق ہے۔

ریمانے والہانہ نظرا احمد کے چہرے پر ڈالیں۔

اب یہ حق ختم ہو گیا _____ میری معافی ہو چکی ہے۔

احمد کو ایک دم سے قنوت یاد آگئی۔

معافی کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی _____ کسی لمحہ ٹوٹ بھی سکتی ہے۔

وہ بڑی بے باکی سے بولی۔

ریمانہ _____ ہوش کے ناخن لو _____ میں تو اس سے دوری کا تصور بھی نہیں

کر سکتا۔ وہ شدید طیش میں بول اٹھا۔

ریمانہ ٹرپ کر کھڑی ہو گئی۔

تم معافی ٹوٹنے کی بات کرتی ہو _____ میں تو زندہ ہی اس کے دم سے ہوں

_____ میرے جسم میں گردش کرتے خون کی طرح ہے وہ _____ وہ میری زندگی

ہے۔ احمد نے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

کمال ہے _____ اتنی محبت تو کبھی کسی نے اپنے ساتھ نہیں کی۔

تو پھر کرو نا محبت _____ تمہیں بننے کا احساس ہو _____ اپنے آپ سے کرا۔

احمد نے اس طرح کہا جیسے اس کو نصیحت کر رہا ہو۔

چند لمحے ریمانہ سوچنے پر مجبور ہو گئی۔ یہ شخص کس قدر وجیہ و تکلیل ہے۔

احمد نے جیب میں سے پچاس کا نوٹ نکال کر اس کی مٹھی میں دباتے ہوئے
کہا۔

ارے نہیں صاحب جی _____

بوڑھا محتاط انداز میں مٹھی دباتے ہوئے بولا۔

کوئی بات نہیں _____ کوئی چیز کھا لینا _____ یہ رشوت نہیں ہے _____ تمہارا
حق ہے _____ احمد نے ہنس کر کہا _____ اور بوڑھا ہنس کر علیحدہ ہو گیا۔ وہ گاڑی لے
کر سیدھا ہارون لاج پہنچ گیا _____ گاڑی سیدھا گیراج میں روک کر وہ ماں کے کمرے
میں ہی چلا گیا _____ وہ ریما اور ثنا کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھیں۔

امی جان _____

وہ دروازے سے ہی پکارا _____

آؤ آؤ میرے چاند _____ اب کیسی طبیعت ہے۔

وہ محبت سے احمد کو اپنے پاس بٹھاتے بولیں۔

میں تو ٹھیک ہوں _____ قوت بیمار ہے _____ آپ نے اس کی خبر ہی نہیں لی

_____ وہ بہت دگبیر نظر آ رہا تھا۔

کیا بات ہے اے۔

معلوم نہیں _____ سکول کے ملازم سے معلوم ہوا کہ کئی روز سے وہ سکول

بھی نہیں آ رہی۔

اچھا _____ میں ابھی اس کی خبر کو جاتی ہوں _____ اور تم ملازم کو کو

مجھے فروٹ لا دو _____

وہ احمد سے بولیں۔

احمد نے ہاتھ بڑھایا اور کال بل پر انگلی رکھ دی۔

جی صاحب _____

ملازمہ داخل ہوئی۔

قدر کو بلاؤ۔

جی اچھا _____

چند سیکنڈ کے بعد قدر داخل ہوا _____

قدر _____ یہ لو پیسے _____ اور فروٹ لے آؤ _____ لیکن ذرا جلدی
لی نے جاتا ہے۔

احمد نے ایک ہزار کا نوٹ جیب سے نکالا۔

اچھا، اچھا _____ آپ کے سسرال۔

قدر بو جھٹے ہوئے بولا۔

ہاں، ہاں _____ تم امی کے ساتھ ہی چلے جاؤ _____

احمد نے کہا۔

ریما اور ثنا بغور احمد اور مسز ہارون کی بے قراری اور قوت کے بارے میں
لی دیکھ رہی تھیں۔

ریما چلو گی۔

مسز ہارون نے کہا۔

توبہ کیجئے _____ آنٹی _____ دم گھٹتا ہے وہاں _____ اس قدر تنگ جگہ پر

ریما دونوں کانوں کو چھوتے ہوئے بولی _____ لیکن میں جاؤں گی _____ ثنا
بولی۔

پلیس آپ _____ چھوڑیں ان کو _____

احمد کو بڑا ناگوار سا گزرا _____ لیکن _____

مسز ہارون کمرے سے باہر نکل آئیں۔

آپ کبھی گئے ہیں ان کے ہاں _____

ریما نے کہا۔

نہیں آپ تو قوت کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔

وہ انداز دلربائی سے بولی۔

وہ مجھ سے جدا تو نہیں _____ میرے وجود کا ایک حصہ ہے _____ اگر میں
جسم ہوں تو وہ میری روح ہے _____ ریمّا _____ تم زیادہ میری چاہتوں کا امتحان نہ
د _____ وہ بیزار سا پلنگ پر ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹ گیا _____ وہ چند سیکنڈ
بٹھی رہی۔ پھر بڑی بیزاری سے اٹھ کر باہر چلی گئی۔ وہ جتنا کوشش کرتی _____ احمد
س قدر اس کے حواس پر بجلی بن کر گر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکنیں
ماتھ چھوڑ جاتی تھیں۔ وہ چاہتی کہ احمد اسے بھی قوت کی طرح اپنی پیار بھری آغوش
میں چھپالے۔ وہ بھی زمانے سے چھپ کر اسے محبت کرنا چاہتی تھی۔ لیکن ایسا نہیں
ہا۔ وہ اس کی چاہتوں کا امین تھا۔ قوت ہی اس کے برف زدہ جسم میں حرارت کا
عش تھی۔ لیکن وہ جل رہی تھی _____ محبت کے الاؤ میں _____

نہیں _____

احمد پلنگ پر لیٹتے ہوئے نیم دراز سا بولا۔

اسی لئے آپ کو علم ہی نہیں کہ وہ لوگ کس قدر گھٹن میں رہتے ہیں _____

اوپر سے یا قوت باجی کے چھ سات بچے _____ اومائی گاڈ _____

وہ زبردست کراہت سے چہرہ بنا رہی تھی۔

مجھے سوائے قوت کے کسی اور سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

احمد نے کوٹ بدل لی _____ اور پشت ریمّا کی طرف ہو گئی _____

آپ کو آداب محفل کا بھی خیال نہیں۔

وہ اٹھ کر احمد کے پاس چلی گئی۔

ارے _____ ریمّا _____ اپنے حواس میں رہا کرو _____ میں اس قدر بے

تکلفی پسند نہیں کرتا _____ وہ بڑی خشکی سے ریمّا کے وجود سے اپنے وجود کو ہٹانے

ہوئے بولا۔

آپ تو خفا ہو گئے _____ میں تو مذاق کر رہی تھی۔

ریمّا کھیانی سی ہو گئی۔

لیکن وہ خاموش رہا _____ زیادہ الجھتا نہیں چاہتا تھا _____ وہ ریمّا کے جذبات

سمجھتا تھا کہ بقول اس کی والدہ کے کہ ریمّا کا احمد پر زیادہ حق ہے _____ لیکن میری

طبیعت جو اچانک بگڑ جاتی ہے _____ کیا ریمّا میرا ساتھ نبھاسکے گی _____ نہیں نہیں

_____ میں تو قوت سے دوری کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ میرے قلب و جاں میں

اس جیسے زندگی کی لہر دوڑا دینے والا گردش کرتا خون _____ وہ محبت کی تقدیر تھی

_____ شاید اسی کو خدا نے میرے لئے ہی بنایا تھا۔

آپ کچھ سوچنے لگے _____

ریمّا اب سامنے سوئے پر دراز رہی تھی۔

کچھ نہیں _____ کچھ نہ تھا _____ دج رہا تھا _____

وہ دل میں خوفزدہ سا ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ قوت اب خوفزدہ اور سہمی ہوئی نہیں رہی اور جو کچھ وہ گزشتہ دنوں کرتا رہا ہے۔۔۔۔۔ اس کو ذہنی اذیتوں ساتھ الفاظ کے نشتر چبھوتا رہا ہے۔ گزشتہ لمحات کے تعلقات کو سامنے لاتے ہوئے بیک میل کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور پھر روپے پیسے کی ڈیمانڈ۔۔۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ کو قوت سب کچھ بنا سکتی ہے۔۔۔۔۔ اور ہو سکتا ہے احمد کو علم بھی ہو۔۔۔۔۔ وہ کے پاس کھڑا کہیں کھویا ہوا سا لگ رہا تھا۔

کمال کھو گئے سرکار۔۔۔۔۔

نوید نے چوٹ کی۔

اچھا۔۔۔۔۔ وہ ایک دم سے چونکا اور کالر درست کرتا احمد کے پاس پہنچ گیا۔

اجازت ہے جناب۔۔۔۔۔

الفاظ میں مذاق کا عنصر غالب تھا۔

آئیے آئیے تشریف رکھیے۔

احمد نے مسکرا کر کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ شکریہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

سب سے پہلے میری یہ گزارش ہے کہ آپ آفس میں وقت پر آیا کریں۔۔۔۔۔

بچے یہاں تمام لوگوں کو موجود ہونا چاہئے۔۔۔۔۔ اگر ہم وقت کا ساتھ نہیں دیں گے

بچے رہ جائیں گے۔ احمد نے سادہ الفاظ میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

راخ نے کہا۔۔۔۔۔ آئندہ خیال رکھوں گا۔

اٹھتے ہوئے بولا۔

بیٹھو! میں نے آج بہت سی تم سے باتیں کرنی ہیں۔

راخ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ ویسے اس کی چھٹی حس بیدار ہو چکی

پونے آٹھ ہو چکے تھے۔ خوبصورت ڈنر سوٹ میں ملبوس شاندار شخصیت کے ساتھ وہ اپنی قیمتی آفس چیر پر بیٹھے ہی ٹیلی فون کی طرف جھکا۔

نوید۔۔۔۔۔

Yes Sir۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے نوید نے کہا۔

راخ کو بھیجیو۔۔۔۔۔

وہ ابھی نہیں آئے آفس۔

نوید نے کہا۔

کیوں؟

احمد کی پیشانی پر ناگوار سا تاثر پیدا ہو گیا۔

معلوم نہیں جناب۔۔۔۔۔

نوید جانتا بھی تھا کہ راخ دس بجے سے پہلے کبھی نہیں آیا۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی

وہ غیبت سے پرہیز کرتا تھا۔

اگر وہ آجائیں تو میرے کمرے میں بھیجیو۔

احمد نے ریور رکھ دیا۔

بہتر سرا!

نوید نے بھی ریور رکھ دیا۔

کلاک نے دس کا گھنٹہ بجا دیا اور ہال میں بیٹھے ہوئے سب چونک گئے اور اسی

وقت راخ کمرے میں داخل ہوا۔

صاحب نے یاد فرمایا ہے جناب۔۔۔۔۔ تشریف لے جایئے۔۔۔۔۔ نوید نے

آتے ہی اطلاع کر دی۔

کیوں؟

راخ کچھ دھڑکتے دل کے ساتھ واپس اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
میں تمہاری تنخواہ میں پانچ سو روپے کا اضافہ کر رہا ہوں۔

جی۔۔۔۔۔

ہاں تمہاری تنخواہ بھی بڑھے گی اور آئندہ جو قرض کمپنی کا تمہارے ذمے ہے وہ معاف ہو جائے گا۔ احمد اسے پوری مراعات دینے کو تیار تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی قسم کی مالی کمی کے ساتھ وہ قنوت کو ذہنی اذیت دے۔

راخ پر جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں پھاڑے حیرت زدہ سا امر کو گھورے جا رہا تھا۔

اور کوئی تکلیف۔۔۔۔۔

ارے نہیں احمد۔۔۔۔۔ میں تو تمہارے احسانات کے نیچے بری طرح دب چکا ہوں۔ وہ بڑی احسان مند انداز میں نظریں بچھاتا بولا۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔ یہ احسان نہیں ہے۔۔۔۔۔ تمہارا حق ہے۔۔۔۔۔ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔۔۔۔۔ یہ سب ترقی تمہاری قابلیت کو دیکھ کر کی گئی ہے۔۔۔۔۔ اے میرا احسان مت سمجھنا۔۔۔۔۔ احمد کسی طرح بھی اس کو احسان جتنا نہیں چاہتا تھا۔

Thankyou Sir۔۔۔۔۔ وہ مسرت و انبساط کے گوارے میں جھولنے لگا۔۔۔۔۔ تنخواہ بھی اس کی بہت زیادہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ احمد کو فائدہ مند شخص سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اور یہ اس کی اچھی سوچ تھی۔

اب میری ایک گزارش ہے۔۔۔۔۔ آپ وقت پر آیا کیجئے۔۔۔۔۔

بمتر۔۔۔۔۔

وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔ وہ یا قنوت کو بڑھ چڑھ کر ساری داستان سنا رہا تھا۔ جس کا ایک ایک لفظ قنوت نے سن لیا تھا۔ سو یا قنوت باورچی خانے میں ناشتہ بنا رہی تھی تو راخ کرسی پر بیٹھ

ے فلاسفرانہ انداز میں شیخی بگھا رہا تھا۔۔۔۔۔ اور ہر بات میں اپنی بڑائی جتا رہا تھا۔
اچھا۔۔۔۔۔ قنوت کو زبردست غصہ چڑھ گیا۔

وہ تیار ہو کر سیدھی شفقت میاں اور زینت بیگم کے پاس آئی۔

امی آج سکول سے ذرا دیر ہو جائے گی۔

وہ دراصل احمد سے ملنا چاہتی تھی۔

کیوں بیٹی۔۔۔۔۔ زینت بیگم نے پوچھا۔

تنخواہ بھی ملے گی اور بازار بھی جاؤں گی۔

اچھا بیٹی۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے محبت سے دیکھا۔۔۔۔۔

آپ کے لئے کیا لاؤں۔۔۔۔۔ قنوت نے ماں کو محبت سے پوچھا۔

ہمیں چھوٹو۔۔۔۔۔ تم اپنی کوئی چیز بناؤ میری بچی۔۔۔۔۔ ان لوگوں کا اصرار

ماتا جا رہا ہے۔ زینت بیگم نے بستر سے اٹھ کر کہا۔

کوئی بات نہیں امی۔۔۔۔۔ وہ لوگ زیادہ جہیز کے خواہاں نہیں ہیں۔

وہ پر اعتماد انداز میں بولی۔

شفقت میاں جو ابھی تک وظیفہ کر رہے تھے۔۔۔۔۔ بڑی محبت سے قنوت کو

بلے جا رہے تھے۔

بے شک وہ لوگ ایسے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ لیکن لڑکی کے ساتھ چار چیزیں ہونی

سیں۔

زینت بیگم زمانے کا اصول بتا رہی تھیں۔

ہمارے معاشرے میں یہی تو کمی ہے کہ چار چیزوں کی آڑ میں والدین کی قیمت

لٹا جاتی ہے۔

بھائی بک جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اور کئی لڑکیاں ان چار چیزوں کے انتظار میں والدین

دلہیز پر بوڑھی ہو جاتی ہیں۔

او ہو _____ چل بس کر _____ جانشین کر لے _____ یا قوت بنا رہی ہو گی۔
زینت بیگم نے کہا۔

جی نہیں چاہ رہا۔

ارے بیٹی کچھ تو کھا لے _____ ٹھہرو میں _____

وہ اٹھتے اٹھتے بولیں۔

آپ لیٹے رہیں _____ چائے میں نے پی لی ہے۔ ناشتہ بالکل نہیں کروں گی کیونکہ دل
نہیں مانتا _____ آپ لیٹ جائیے۔

وہ ماں کو شانوں سے پکڑ کر لٹاتے ہوئے بولی۔

اچھا جس طرح تو چاہے _____ خوش رہ _____

ماں نے دعا دی۔

خدا حافظ _____ وہ باہر آگئی۔

راخ نے چونک کر دیکھا۔

بغیر ناشتے کے چلی گئی _____ میرا بیٹھنا گوارہ نہیں اے۔

راخ بری طرح جل کر بولا۔

آپ ناشتہ کریں _____ باجی کا دل نہ چاہتا ہو گا۔

وہ بات ختم کر دیتا چاہتی تھی _____ وہ جب بھی راخ کی زبان پر قوت کا نام
سنتی۔ ضمیر اس کے جذبات و احساسات بری طرح کچوکے لگتا _____ اسے اپنا ماضی
بے نقاب نظر آ جاتا _____ وہ اپنے آپ کو ہر قسم کی تباہی کا پیش خیمہ تصور کرنے لگی
تھی۔

بہن کا نام نہیں سن سکتی تم _____

راخ نے طنزاً "بھرا تیر چھوڑا۔

نہیں _____

یا قوت جل کر بولی۔

اچھا _____ اب طرف داری پر اتر آئی ہو۔
راخ نے ناشتے سے ہاتھ روک لئے۔

میں اس کی طرف داری نہیں کر رہی _____ میں چاہتی ہوں کہ جب اس نے
ہمارا ذکر کرنا چھوڑ دیا ہے _____ اسی طرح ہم بھی اس کا ذکر نہ کیا کریں۔ یا قوت نے
رد مال سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو _____ وہ جو سینہ تان کر میرے پاس سے گزرتی ہے
_____ اس کی آنکھوں میں تکبر و نخوت کی سرخی _____ اپنی دانست میں وہ مجھے
ٹھوکوں میں اوڑا رہی ہے _____ وہ جوشیلے انداز میں بولا۔

یہ سب وہم ہے آپ کا _____ وہ ایسی نہیں ہے۔

یا قوت نے کہا۔

پھر بکواس شروع کر رکھی ہے اس نے _____

شفقت میاں کب سے راخ کی باتیں سن رہے تھے _____ لیکن زینت بیگم
خاموش رہیں۔

میں کہتا ہوں _____ اسے تکلیف کیا ہے _____ یہ کیوں قوت کی ہر بات میں
ٹانگ اڑاتا ہے۔ شفقت میاں بڑے غصے سے بولے _____ انہیں۔

کیا کریں _____ وہ عادت سے مجبور ہے _____ اب وہ یا قوت کی بات کب
سنتا ہے۔ زینت بیگم مجبور سی لگنے لگی تھیں۔

میرا خیال ہے میں اس سے بات کروں _____ ورنہ کوئی اور ٹھکانہ کر لے
_____ شفقت میاں سیدھے ہو کر زبردست جوش و طیش میں بول رہے ہیں۔

کیا کر رہے ہیں آپ _____ سن لے گا _____ اور شامت کس کی لائے گا
_____ یا قوت کی _____ وہ سرگوشانہ انداز میں بولی۔

اسی وجہ سے تو میں خاموش ہوں _____

وہ بھی بڑے اداس انداز میں لیٹ گئے۔

اسے تو قنوت کا احسان مند رہنا چاہئے تھا کہ احمد نے اس قدر اچھی ملازمت پر
فائز کر دیا ہے۔ قرض بھی معاف کر دیا۔ پھر یہ کیوں قنوت سے عداوت رکھتا
ہے۔ وہ لیئے لیئے آہستہ آہستہ بولے۔

بیٹی کا معاملہ ہے۔ کچھ کہہ بھی نہیں سکتے۔
زینت بیگم چونک گئیں۔

دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔
قنوت چلی گئی ہے۔

شفقت میاں نے دروازے کی آواز سے متاثر ہو کر کہا۔

جی ہاں، قنوت کو گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ سکول سے واپسی پر وہ رکشہ پر
سوار سیدھی احمد کے ہاں پہنچ گئی۔ پورے دو بجے۔ وہ سیدھی مسز ہارون کے پاس
پہنچی۔

آداب آنٹی۔۔۔۔۔

قنوت بیٹی۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ آؤ میری بچی۔۔۔۔۔ کہاں تھیں اتنے دنوں
بڑی محبت اور چاہت سے انہوں نے قنوت کو سینے کے ساتھ لگا لیا۔

اب ٹھیک ہونا۔

وہ قنوت کی پیشانی پر شفقت بھر بوسہ دے کر بولیں۔

ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ آپ سنائیں۔

سب ٹھیک ہے بیٹی۔۔۔۔۔ احمد کی سر درد نے بہت پریشان کر رکھا ہے
کل پھر چکرانے لگا تھا اس کا سر۔۔۔۔۔ وہ خدا کا شکر ہے دوائی موجود تھی۔
کھاتے ہی اسے نیند آگئی۔۔۔۔۔ وہ بیٹے کی اس تکلیف میں بہت مغموم لگ رہی
تھیں۔

کاش میرے اختیار میں ہوتا۔۔۔۔۔ میں احمد کی ساری تکلیف لے لیتی۔۔۔۔۔
وہ بڑی دگلیر آواز میں بولی۔

ایسا مت کہو۔۔۔۔۔ خدا اسے بھی شفا دے۔۔۔۔۔ تمہاری خاطر ہی اللہ اسے
میت دے دے۔

آپ حوصلہ رکھیں آنٹی۔۔۔۔۔ اللہ ضرور آرام دے گا۔۔۔۔۔
دل میں تو وہ بہت پریشان تھی۔

کیسے حوصلہ رکھوں بیٹی۔۔۔۔۔ میں ماں ہوں۔۔۔۔۔ اس کا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا
۔۔۔۔۔ مسز ہارون کی آنکھیں بھر آئیں۔
وہ خاموش پریشان کھڑی رہی۔

بیٹی جاؤ احمد تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔۔۔۔۔ ٹا اور ریٹا بازار گئیں ہیں۔۔۔۔۔
شرمندہ سی پلٹ آئی۔

کمرے کے دیز پر دے گرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ قنوت نے آہستہ سے نرم ہاتھ
درازے پر دستک کے لئے مارا۔

آجاؤ جان احمد۔۔۔۔۔

وہ ہشاش بشاش سا دیکھ رہا تھا۔

وہ ہنستی ہوئی داخل ہوئی۔۔۔۔۔

وہ خوش آمدید بھرے انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

آپ کو کیسے پتہ کہ میں آگئی ہوں۔

وہ اس کے قریب ہی بیٹھتے بولی۔

تمہاری خوشبو میرے چاروں جانب گردش کرنے لگتی ہے۔۔۔۔۔ میرے حواس
بھرتو ہی تو ہوتی ہو۔۔۔۔۔

وہ بڑے پر خلوص انداز میں اس کے ہاتھوں کو تھام کر بولا۔

چھوڑیے۔۔۔۔۔ میں بالکل نہیں بولوں گی ہاں۔۔۔۔۔

وہ بڑی معصومیت سے ہاتھوں کو چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے بولی۔

کیوں

احمد نے گرفت مضبوط کر لی۔۔۔۔۔ یہ ہاتھ تھما ہے۔۔۔۔۔ قیامت تک ساتھ
 نبھانے کے لئے۔۔۔۔۔ بلکہ یہ میری موت۔۔۔۔۔
 اللہ۔۔۔۔۔ احمد۔۔۔۔۔ کیسی بات کہہ دیتے ہیں آپ۔۔۔۔۔ قنوت نے زرب
 کر احمد کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔
 تمہیں کس طرح بتاؤں کہ تم میری کائنات میں کس قدر قیمتی نایاب ہستی ہو
 تمہارے بغیر تو میں جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔
 وہ احمد کے سینے سے پشت کی ٹیک لگائے بڑے سکون سے بیٹھ گئی۔
 اچھا یہ بتاؤ۔۔۔۔۔ ناراض کیوں تھی۔
 وہ قنوت کے بالوں سے کھیلتا ہوا بولا۔
 ہاں۔۔۔۔۔ راج کو پھر اس قدر مراعات دے دی ہیں۔۔۔۔۔ اس طرح وہ
 میرے سر پر آ بیٹھے گا۔۔۔۔۔ قنوت گردن گھما کر بولی۔
 وہ تمہاری ہوا کو بھی نہیں چھیڑ سکتا۔۔۔۔۔ اگر اس نے تمہیں تنگ کرنے کی
 کوشش کی تو میں اسے فرم سے نکال دوں گا۔
 احمد طیش میں آ گیا۔
 نہیں احمد۔۔۔۔۔ وہ میری بہن کا شوہر بھی ہے۔۔۔۔۔ اس کو تکلیف دے کر
 میں اپنی بہن کو دکھ دینا نہیں چاہتی۔
 تمہارے کتنے اچھے جذبات ہیں لیکن۔۔۔۔۔
 وہ کہتے کہتے رک گیا۔۔۔۔۔ جیسے اسے ساری بات کا علم ہو۔
 آگے کیا۔۔۔۔۔
 قنوت نے کہا۔۔۔۔۔ ن اس کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔
 یہی کہہ رہا تھا کہ من بھائیوں سے کس قدر مخلص ہو۔۔۔۔۔ لیکن یہی راج
 جو تمہاری بہن کا شوہر ہے۔۔۔۔۔ کیسی کیسی باتیں کرتا ہے۔
 احمد بات کو غمازاً اصل جگہ پر لے آیا۔

وہ خاموش کچھ سوچتی جا رہی تھی۔
 کیا بات ہے۔
 احمد نے جھک کر قنوت کے چہرے کو دیکھا۔
 آپ اسے بس ایک مرتبہ ڈانٹ دیجئے۔۔۔۔۔ کہ میرے کسی معاملے میں مغل
 نہ ہوا کرے۔
 ڈانٹ دیں گے سرکار۔۔۔۔۔ اور حکم۔۔۔۔۔
 وہ سر خم کرتے بولا۔
 اور قنوت نے ہنس کر اس کے ہاتھوں کو چوم لیا۔۔۔۔۔ جنہوں نے اس کا چہرہ
 تھما ہوا تھا۔
 آئی رابعہ کو بہت عرصہ گزر گیا ہے۔۔۔۔۔
 احمد نے کہا۔
 انتقال کئے۔
 قنوت بولی۔
 ہاں۔۔۔۔۔ انتقال کئے۔۔۔۔۔ اب امی کو بھیجوں گا۔۔۔۔۔
 احمد کسی گہری سوچ سے ابھر کر بولا۔
 لیکن وہ جھینپ سی گئی اور کسی بات کا جواب نہیں دیا۔
 میرا خیال ہے تمہیں اس ماحول سے اب نکال لانا چاہئے۔
 کیا مطلب؟
 قنوت نے کہا۔
 مطلب یہ کہ شادی کے بعد نوکری ختم۔۔۔۔۔
 احمد نے قنوت کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔
 نوکری ختم۔۔۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔
 قنوت حیرت زدہ رہی گویا ہوئی۔

مجھے سارا علم ہے کہ چند ماہ وہ تمہاری منگیتر بھی رہی ہے۔۔۔۔۔ اس کے بعد یا قوت
بن کی شادی۔۔۔۔۔ میں گزشتہ تمام حالات سے واقف ہوں۔ احمد بڑا تفصیل سے بول
رہا تھا۔

راخ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔۔۔ کس بے باکی سے اس
نے ماضی بیان کر دیا تھا۔

یہ سب باتیں قوت نے بتائی ہیں۔

راخ چونک کر بولا۔

جی نہیں۔۔۔۔۔ اس گھر سے اور لوگ بھی منسلک تھے۔۔۔۔۔ ایسی باتیں
جھی نہیں رہتیں۔۔۔۔۔

احمد نے اس کے کان کھول دیئے تھے۔

بس یہی بات تھی۔

راخ کھڑا ہو گیا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ احتیاط کیجئے گا۔۔۔۔۔ قوت کو پریشان مت کیجئے گا۔ احمد نے

عاف بات کہہ دی تھی۔۔۔۔۔ اور وہ دل میں نفرت و عناد کا لاوا کھولتا ہوا اٹھا اور اپنی
بیٹ پر بیٹھ گیا۔

قوت کی بچی تم سے تو بنوں گا میں۔۔۔۔۔ میرا نام بھی راخ ہے۔ وہ دل ہی
دل میں دانت پیس رہا تھا۔

شام کو واپسی پر مسز ہارون نے حامد کا خط اسے تھما دیا۔ احمد نے بنظر غور حامد

نے خط کا مطالعہ کیا۔۔۔۔۔ جس میں لکھا تھا کہ فی الحال اس کا پاکستان آنے کا کوئی

رہہ نہیں ہے۔ اس نے لندن میں فرانسیسی لڑکی سے شادی کر لی ہے۔ جو اس کے

نئے بہتر ثابت ہو رہی ہے۔ اخلاق و اطوار کی بہت اچھی ہے۔ اس لئے آپ جائیداد کا

نائب کر کے میرے نام کی جائیداد فروخت کر دیں اور رقم میرے اکاؤنٹ میں جمع

لے لیں۔ احمد نے خط پڑھا اور واپس بند کر دیا۔

کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ میں تو ایک لمحہ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا
۔۔۔۔۔ وہ سکول ٹائم کیسے برداشت کروں گا۔

احمد کی محبت میں بے پناہ محبتیں سمٹ آئیں۔ وہ چاہتوں کا پیکر نظر آنے لگا تھا۔
وہ کتنی خوش قسمت تھی۔

احمد۔۔۔۔۔ قوت نے پکارا۔۔۔۔۔ وہ محبت کے نشے میں مخمور تھی۔

ہوں۔۔۔۔۔

احمد چونکا۔۔۔۔۔ جیسے نیند سے بیدار ہوا ہو۔

دوری تو محبت کو جلا بخشی ہے۔

کیا فلاسفوں جیسے قول پہنچان ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن یہ دوری میرے اختیار

میں نہیں۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ یہ ذیست کا گلشن عزیز ہے۔۔۔۔۔ تم بن جینے کا حوصلہ

بھی نہیں۔۔۔۔۔ نہ جانے کیوں۔۔۔۔۔ مجھے وہی لمحے عزیز ہیں جو تیری قربت میں

گزر جائیں۔

وہ محبت و چاہت کی وادیوں میں کھو سا گیا تھا۔

دوسرے دن آفس جاتے ہی احمد نے راخ کو طلب کیا۔ چند لمحوں کے بعد راخ

اندر داخل ہوا۔

بیٹھے۔۔۔۔۔

احمد نے کہا۔۔۔۔۔

راخ شکریہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

میری گزارش ہے۔

احمد نے پین رکھتے کرسی کا رخ راخ کی جانب کر لیا۔

ارشاد۔۔۔۔۔

راخ ذرا اور موڈ ہو گیا۔

وہ یہ کہ قوت کو کسی قسم کا بلیک میل کرنے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔۔۔ کیونکہ

چنانچہ چند دنوں کے بعد احمد اور قنوت کی شادی بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہو گئی۔۔۔۔۔ احمد کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ساری کائنات پر رنگ ہی رنگ بکھر گئے ہوں۔ کاشانہ ہارون کو دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا۔ عجلہ عروسی کے لئے احمد کے کمرے کو ہی منتخب کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے ڈیکور ریڈیو سپیشل کو منتخب کیا گیا تھا جتنا کمرہ حسین اور خوبصورت تھا اس سے کہیں حسین اس میں بیٹھنے والی دلہن تھی۔

آؤ بیٹی تمہیں تمہارے کمرے میں چھوڑ آؤں۔

ہاں۔۔۔۔۔ قوت۔۔۔۔۔ یہ جائیداد میری نہیں۔۔۔۔۔ تمہاری ہے۔۔۔۔۔ تم
اس کی مالک ہو۔ مدت سے اس جائیداد کو تمہارا انتظار تھا۔

احمد۔۔۔۔۔ مجھے تو صرف آپ کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ آپ کی محبت کی
ورنہ میری تو تنخواہ بھی تین ہزار سے زیادہ ہے۔۔۔۔۔ میں تو بچی محبت کی
متلاشی ہوں۔۔۔۔۔ قوت نے گہری نظروں سے احمد کی جانب دیکھا۔

یہ مجھے علم ہے۔۔۔۔۔ لیکن میں جو تمہارے ساتھ زندگی کے لمحات گزارنا چاہتا
ہوں۔۔۔۔۔ بغیر کسی بوجھ کے گزارنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ قوت تم میری دست
راست ہو۔۔۔۔۔ آفس میں بھی تم کام کرو گی۔۔۔۔۔ میں صرف تمہیں دیکھوں گا
یقین کرو۔۔۔۔۔ میرا ذہن کسی ذمہ داری کا متحمل نہیں ہے۔۔۔۔۔ میرا دماغ
صرف تمہارے خیالات کو برداشت کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی احمد نے قوت کو
اپنی محبت بھری آغوش میں لے کر دنیا و مافیاء سے دور ہونا چاہا۔
دو روہیں ایک۔ قالب میں ڈھل گئیں۔۔۔۔۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک ہو
گئیں۔

راخ کے لئے یہ بات بڑی اذیت ناک تھی کہ قوت کی شادی ایک ایسے شخص
ہوئی تھی جو ہر لحاظ سے اس سے افضل تھا۔ دولت، شکل و صورت، عادات و
نوار، طور طریقے سب کچھ اس سے بہتر تھا اور سب سے بڑی بات وہ لاکھوں
لوگوں کی واحد مالک تھی اور یہ جائیداد وہ تنہا ہضم کرے۔۔۔۔۔ اس کے لئے بھی
راج کو اکثر تشویش رہتی۔ اس لئے اکثر وہ یا قوت سے کہتا۔

تمہاری بہن کس قدر خود غرض ہے۔

راخ کے چہرے فرعونیت کا رنگ و روغن دیکھ کر یا قوت چونک گئی۔

باجی کے بارے میں کہہ رہے ہیں آپ۔

اور تمہاری کونسی بہن ہے۔۔۔۔۔ جس کے بارے میں کہوں گا۔ راخ تلخ ہو گیا۔

ہاں جی۔۔۔۔۔ کیا خود غرضی کی ہے۔

یا قوت نے سادگی سے کہا۔

یہی کہ ساری دولت احمد نے اس کے نام کر دی ہے۔ چھ ماہ ہو گئے ہیں شادی
بانتا نہیں کیا کہ باپ کو ہی کچھ دے۔۔۔۔۔ دراصل یہ بات قوت کو والدین کی
نہوں میں گرانے کے لئے کی گئی تھی۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ باجی
بہار دو ڈھائی ہزار کی رقم امی کو دے جاتی ہے اور ایک لاکھ روپیہ عالی کے علاج کے
لئے جمع کروا دیا ہے۔

یا قوت نے بظاہر کہہ تو دیا لیکن راخ کو شاید اپنی توہین محسوس ہوئی۔

تو مجھ سے کیوں خفیہ رکھا گیا۔

راخ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

معلوم نہیں۔۔۔۔۔ شاید مناسب ہی نہیں سمجھا۔

یا قوت نے راخ کی طرف متوجہ ہوئے بغیر ہی بات کہہ دی۔

اتنی بڑی بات _____ اور تمہارے خاندان نے مجھ سے چھپائے رکھی۔ آخر کیوں؟ میں اس گھر کا فرد نہیں ہوں۔

وہ سچ پا ہو گیا۔ _____ اس کے چلانے کی آواز سن کر زینت بیگم ان کے کمرے میں داخل ہو گئیں۔

راخ آگ بگولہ بنا کرسی پر بیٹھا تھا۔ _____ اور یاقوت ایک طرف تپائی پر بیٹھی جھٹے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔

اب کس بات کا جھگڑا ہے۔

زینت بیگم نے کہا۔

کوئی جھگڑا نہیں امی۔ _____ راخ کو یہ شکایت ہے کہ قوت باجی جو رقم آپ کو دے رہی ہیں انہیں کیوں نہیں بتایا۔

یاقوت نے بظاہر شوہر کی حمایت میں جملے ادا کئے۔

کیا تمہیں بتاتے کہ بیٹی ہمیں خرچ دے رہی ہے۔ _____ ہم اپنی بیماری اور ضروریات زندگی داماد کی جیب سے پورے کر رہے ہیں۔

زینت بیگم بھی اب بہت کمزور نظر آ رہی تھیں۔

یہ ہماری بے عزتی ہے کہ ہم لوگوں کے ہوتے ہوئے احمد آپ کے اخراجات پورے کرے۔

راخ نے خون گرمانے والی بات کی تھی۔ _____ لیکن دوسرے ہی لمحے اسے چپ ہونا پڑا جبکہ شفقت میاں لاٹھی ٹیکتے ہوئے داخل ہوئے۔

اچھا۔ _____ تمہاری غیرت جوش میں آ رہی ہے کہ ہم احمد سے مدد لے رہے ہیں۔ _____ قوت ماہوار رقم ہمیں دے جاتی ہے۔

یہ مطلب نہیں ہے راخ کا۔

زینت بیگم نے راخ کی طرف داری میں کہا۔

یہی مطلب ہے۔ _____ میرا اپنا بیٹا اسی شہر میں رہتے ہوئے چھ ماہ کے بعد آتا

ہے۔ دکھ تکلیف کا وہ ساجھا نہیں ہے۔ _____ اسی گھر میں رہتے ہوئے تم نے یا ماری بیوی نے ہماری خبر نہیں لی۔ عالی اس قدر بیمار ہے۔ _____ اس کو ہر روز ہتال کون لے کر جائے۔ _____ اگر احمد لے جاتا ہے تو تمہیں کیوں برا محسوس ہوتا ہے۔ _____ اگر قوت دکھ سکھ میں مالی مشکلات میں ہماری مدد کرتی ہے تو تمہاری غیرت جوش کیوں آتا ہے۔

ماموں جان۔ _____

وہ نہایت گستاخانہ انداز میں ایک دم کھڑا ہو گیا۔

داماد ہے ہمارا۔ _____ جھگڑنا ہے اس کے ساتھ۔ _____ آئیے ادھر۔ _____ زینت م شفقت میاں کو کمرے سے باہر لے آئیں۔

دیکھ لیا تم نے اپنے باپ کو۔

راخ زبردست طیش میں بولا۔

آپ کے بھی کچھ لگتے ہیں۔

یاقوت نرمی سے بولی۔

کچھ نہیں میرا ان سے رشتہ۔ _____ شادی ہونے کے بعد ناطہ ٹوٹ گیا ہے۔ وہ اکڑ کر بولا۔

شادی ناطے جوڑتی ہے یا توڑتی ہے۔ _____ راخ کا لہجہ پگھلے ہوئے سیسے کی جگ اس کے کان میں اتر گیا۔

مجھے کچھ نہیں معلوم۔

وہ جھنجھلایا ہوا باہر نکل گیا۔

یاقوت پشیمان سی ڈرننگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ماضی کو کھنگالتی رہی۔

تم نے جو سوچ کر اس سے شادی کی تھی راخ وہ نہیں ہے۔

وہ چونک گئی۔ _____ اس کے اندر کی عورت سامنے کھڑی تھی۔

یاقوت نے دونوں آنکھیں بند کر لیں۔

شفقت میاں اسے ہنسا چاہتے تھے۔۔۔۔۔
لو بیٹی پو۔۔۔۔۔ تمہاری طاقت آئے گی۔

زینت بیگم نے گرم گرم دودھ اسے پکڑاتے ہوئے کہا۔
ای۔۔۔۔۔

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

پی لو۔۔۔۔۔ اچھا ہے۔۔۔۔۔ اتنے بچے پیدا کرنے کے بعد تم میں کیا رہا ہے۔
باپ کے سامنے یا قوت خاموش رہی۔۔۔۔۔ لیکن زینت بیگم بولتی رہیں۔

یہ تمہیں کبھی کبھی کیا ہو جاتا ہے بیٹی۔۔۔۔۔
شفقت میاں پریشان یا قوت کا زرد چہرہ دیکھ کر بولے۔

وہ میرے حواس پر بجلی گرا کر چلا جاتا۔۔۔۔۔ طعنہ زنی کرتا ہے۔۔۔۔۔ میرے
جذبات پر نشتر چھوٹا ہے۔۔۔۔۔ کیا کروں۔۔۔۔۔ تڑپ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔
یا قوت نے سک سک کر اپنی جان ہلکان کر لی۔
اب برداشت تو کرنا پڑے گا۔

شفقت میاں نے محبت سے یا قوت کے بالوں پر ہاتھ رکھا۔
وہ صرف بچے پیدا کرنے والی مشین سمجھتا ہے مجھے۔۔۔۔۔ اور ان بچوں کی وجہ
سے ملازمت بھی گئی۔

وہ بڑی مایوس لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ ماضی کو سینے میں دفن نہ کر سکی۔
ملازمت تو تم نے خود چھوڑ دی تھی۔

زینت بیگم نے اس کے بال ہٹاتے ہوئے کہا۔

کیا کرتی۔۔۔۔۔ چھ بچوں کو کون سنبھالتا۔۔۔۔۔ ملازمہ رکھنے کی اس میں سکت
نہ تھی۔۔۔۔۔ وہ ہاتھوں پر سر رکھے بری طرح رو دی۔۔۔۔۔ اس کے بدن کے خفیف
جھٹکے یہ احساس دلا رہے تھے کہ وہ بہت رو رہی ہے۔
زینت بیگم نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

تم نے بہن کے حق پر ڈاکہ ڈالا۔۔۔۔۔ بہن کا حق چھین لیا۔۔۔۔۔ حق چھین
لیا۔۔۔۔۔ راسخ تمہارے ساتھ بھی مخلص نہیں ہے۔۔۔۔۔ راسخ مخلص نہیں
نہیں ہے مخلص۔

ضمیر اسے کچوکے لگاتا رہا۔۔۔۔۔ وہ تڑپتی رہی۔۔۔۔۔ اب وقت گزر چکا تھا۔
اس کی بہن اس کے بارے میں کیا سوچتی ہو گی۔ وہ اس سے بات نہیں کرتی۔۔۔۔۔
کبھی اس نے بہن کہہ کر سینے سے نہیں لگایا۔

کبھی دکھ سکھ نہیں بانٹا۔۔۔۔۔
میں مجرم ہوں۔۔۔۔۔ میں مجرم ہوں۔۔۔۔۔ وہ چکرا کر گری اور اس کے ذہن
کی عمارت چکنا چور ہو گئی۔۔۔۔۔

ای۔۔۔۔۔
اس کی ایک چیخ کے ساتھ در و بام لرز گئے۔۔۔۔۔
میری بچی۔۔۔۔۔

زینت بیگم بڑی مشکل سے دوبارہ سیڑھی چڑھ کر اوپر گئیں تو یا قوت کو ویران
گرا دیکھ کر اپنے حواسوں میں نہ رہیں۔۔۔۔۔ یا قوت بیٹی۔۔۔۔۔ یا قوت۔۔۔۔۔
شفقت میاں بھی آگئے تھے۔

پانی کے چھینٹے مارو۔۔۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔۔ وہ پانی کی طرف بھاگیں
شفقت میاں نے یا قوت کا ناک بند کر دیا۔

ایک لمحہ گزرتے ہی یا قوت نے لمبا سانس لیا۔۔۔۔۔
ابو۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ وہ اٹھتے ہوئے۔
وہ نحیف آواز میں بولی۔

کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
شفقت میاں اسے سارا دے کر بستر تک لے گئے۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ بس تم گری اور ہم لوگ تمہاری طرف لپکے۔۔۔۔۔

قوت کی گود میں سر رکھے وہ سکون سے لیٹا تھا۔

اب کیسی طبیعت ہے۔

قوت نے جھک کر کہا۔

احمد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن قوت احمد کی ناگفتہ بہ حالت کو اچھی طرح جانتی تھی۔

کچھ لاؤں کھانے کے لئے۔

قوت نے بے حد محبت کے ساتھ احمد کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر لیا۔

نہیں۔ میں تنہائی کی وحشت سے خوفزدہ ہوں۔

احمد نے تڑپ کر قوت کے ہاتھوں کو تھام لیا۔

آپ نے رات سے کچھ نہیں کھایا۔ خدا را۔ گرم گرم دودھ کا

بلا گلاس۔ وہ محبت سے اسے سمجھاتی رہی۔ اور اس کے گھنے بالوں میں لٹیاں پھیرتی رہی۔

تم میرے پاس رہو۔ قوت جتنے سانس ہیں وہ تو آتے ہی رہیں۔

احمد خدا کے لئے ایسی باتیں مت کریں۔ کیا میں ہی رہ گئی ہوں۔

قوت رو دی۔ مجبور اور لاچار ہو کر۔

ارے۔ یہ تو بہت قیمتی آنسو ہیں۔ انہیں میں گرنے نہیں دوں گا۔

احمد نے قوت کے رخساروں پر لرزتے تھرکتے سفید موتیوں کو اپنے ہاتھوں کی نیبوں میں سمو لیا۔

احمد۔

رو لینے دو۔ غبار چھٹ جائے گا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ بہت دنوں سے یہ رونا چاہ رہی تھی۔

وہ روتی رہی۔

کچھ داغ ماضی کے، کچھ نقش حال کے اور کچھ آنے والے دنوں کے اندیشے اسے رلاتے رہے اور وہ زندگی کے دامن کو بھگوتی رہی۔ لیکن تلخیاں کم نہ ہوئیں۔ راسخ کی گھٹی سے خود غرضی کوئی نہ نکال سکا۔ لیکن پھر بھی یا قوت نے اپنی سسکیوں پر قابو پا لیا تھا۔ آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔

قوت نے پکارا۔

بان احمد

حسب عادت احمد نے کہا۔

ہم علاج کے لئے باہر نہیں جاسکتے۔

قوت نے کہا۔

جاسکتے ہیں بلکہ دو مرتبہ جا چکا ہوں یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔

ویسے بھی تم خود مختار ہو میرے سارے اختیارات آپ کے دم سے ہیں۔ خدا

آپ کو صحت دے۔

قوت نے بے حد اپنائیت سے احمد کو دیکھا۔

آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہو رہا تھا۔ لیکن دماغی کام کرنے کے لئے اسے

ڈاکٹر وارثی نے بالکل منع کر دیا تھا۔ قوت کمپنی اینڈ لینڈ کی تمام تر ذمہ داریاں قوت

نے سنبھال لی تھیں۔ آفس بھی وہ خود اینڈ کرتی تھی۔ چھ سات ماہ کے

قلیل عرصے میں وہ خاصی ماہر ہو چکی تھی۔ اس کے رعب و جلال کے سامنے

کسی کو پر مارنے کی جرات نہ تھی۔ وہ با اصول عورت تھی۔ سارے کام کو

اس نے اچھی طرح اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ کمپنی کی ساکھ کو چار چاند لگانے کے

لئے اس نے ملازمین کی تنخواہوں میں دو سو روپے ماہوار کا اضافہ کر دیا تھا۔ قوت کے

اختیارات سنبھالنے سے یہ فائدہ ہوا کہ جو لوگ احمد کی بیماری سے فائدہ اٹھا کر اسے

لوٹنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان پر گرفت سخت ہو گئی۔ اور مال بہتر سے

بہتر صارفین تک پہنچتا تھا۔

احمد

وہ دراز بالوں کی چوٹی بنا کر پشت کی جانب پھینکتے بولی۔

یس باس

احمد از راہ مذاق بولا۔ وہ ویسے بھی شگفتہ شگفتہ لگ رہا تھا۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔

وہ ہنس دی۔

ٹھیک تو کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔ تم میری آفیسر ہو۔۔۔۔۔ میں تمہارا محتاج ہوں

قوت۔۔۔۔۔ تمہارے بغیر میں تھی دست ہوں۔۔۔۔۔

احمد نے ایک دم سر کو کرسی کی پشت پر گرا لیا۔

کیا ہو گیا۔۔۔۔۔

قوت کی چھٹی حس بیدار ہو گئی۔

وہ فوراً "ٹیلی فون کی طرف بڑھی۔

ہیلو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر وارثی۔۔۔۔۔ پلیز جلدی پہنچئے۔

ابھی پہنچا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر وارثی نے ریسیور رکھا اور کاشانہ ہارون روانہ ہو گئے۔

لیکن یہ حملہ اس قدر ظالم تھا کہ ڈاکٹر وارثی کی ہدایت کے مطابق احمد کو شہر

کے سب سے بڑے ہسپتال و ہاج میموریل میں داخل کروانا پڑا۔۔۔۔۔ آج کل وہاں

دماغی امراض کی ٹیم بھی آئی ہوئی تھی۔ بڑے ٹیسٹ ہوئے۔۔۔۔۔ سب کے سب ڈاکٹر

وارثی رکھتے جا رہے تھے۔ احمد کو بہت دن ہسپتال میں رہنا پڑا۔ وہ کمزور ہو چکا

تھا۔ مسز ہارون نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹروں نے بیماری کو سمجھ لیا

تھا لیکن اب قابو پانا خدا کے ہاتھ میں تھا۔

شام کو جب ہسپتال کی رونق میں کمی ہوئی نرس نیند کا انجیکشن لگا کر جا چکی

تھی۔

قوت ڈاکٹر وارثی کے پیچھے ہی لپکی۔

ڈاکٹر۔۔۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر وارثی عمر رسیدہ انسان تھا۔

خدا کے لئے بتا دیجئے۔۔۔۔۔ احمد کو کیا تکلیف ہے۔

وہ احتجاج کے انداز میں بولی۔

سن لو گی۔

ڈاکٹر نے قوت کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

کیوں نہیں سنوں گی۔۔۔۔۔ جب میں اسے تڑپتا دیکھ سکتی ہوں۔۔۔۔۔ تو اس کی بیماری کا نہیں سن سکتی۔

لیکن مسز بارون کو علم نہیں ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر وارثی نے بغور قوت کو دیکھا۔۔۔۔۔ جس کا رنگ پہلے ہی اڑ چکا تھا۔

ابھی تو میں نے بتایا بھی نہیں۔

وہ مسکرا کر بولے۔

کچھ نہیں ہوتا ڈاکٹر۔۔۔۔۔ آپ بے فکر رہئے۔

وہ مضبوط چٹان نظر آنے لگی۔

احمد کو دماغ کا کینسر ہے۔۔۔۔۔ وہ صرف دو سال زندہ رہ سکتا ہے۔۔۔۔۔ اور

ڈاکٹر وارثی کی زبان گنگ ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ آگے کچھ نہ کہہ سکے۔۔۔۔۔ اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے دوسرے کمروں میں کھو گئے۔

وہ چکرائی۔۔۔۔۔ کلیجہ اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔۔۔ احمد۔۔۔۔۔ میری جان

۔۔۔۔۔ آنسوؤں کی لڑی یکے بعد دیگرے اس کے سرخ رخساروں کو بھھوتی رہی

کہ اچانک مسز بارون کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

بڑی مشکل سے اس نے آنسو صاف کئے۔

نماز پڑھ لی آپ نے امی جان۔۔۔۔۔ شادی کے بعد وہ ماں ہی کہنے لگی تھی۔

اس کی مسز بارون کو بھی بہت خوشی تھی۔

باں بیٹی۔۔۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔

مسز بارون حیران کن انداز میں بولی۔

ذرا باہر کی ہوا لینے آگئی تھی۔

اچھا۔۔۔۔۔ آجاؤ پھر احمد کے پاس۔۔۔۔۔

احمد ابھی تک سویا ہوا تھا۔

مسز بارون احمد کے قریب بیٹھ کر سورتیں پڑھ کر دم کرنے لگیں۔۔۔۔۔ اور

قوت افسردہ دل میں آنسو بہائے کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ وہ تو رو بھی نہیں سکتی تھی۔

کیا سارے دکھ میرے حصے کے ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسی سوچ کے ساتھ آنکھیں بند کئے نہ

بانے کہاں پہنچ گئی۔

اچانک احمد نے کروٹ لی۔۔۔۔۔ لیکن قوت کی آنکھ نہ کھلی۔۔۔۔۔

سو گئی شاید۔۔۔۔۔

احمد نے آہستہ سے ایک آنکھ کھولی اور شریر انداز میں ماں کو دیکھا۔ وہ مکمل

بوش میں تھا۔ وہ اپنی پڑھائی میں مگن تھیں۔

نصف گھٹنے کے بعد مسز بارون نے قوت کو پکارا۔۔۔۔۔

جی امی جان۔۔۔۔۔

وہ چونک گئی۔۔۔۔۔

تم سو جاؤ جا کر۔۔۔۔۔ میں آج رات رہ لوں گی۔۔۔۔۔

نہیں امی۔۔۔۔۔ احمد کے پاس میں ہی رہوں گی۔

وہ بغور احمد کو دیکھ کر بولی۔

ڈاکٹر وارثی نے کیا بتایا ہے۔

وہ قوت سے بولیں۔

بس یہی سر درد۔۔۔۔۔

احمد نے کروٹ بدل کر کہہ دیا۔

ارے میرے بچے۔۔۔۔۔ اب ٹھیک تو ہو۔۔۔۔۔

مسز بارون خوش ہوتے بولیں۔۔۔۔۔

وہ مسکرائی اور احمد کے پاس چلی گئی۔

کیا بات ہے۔۔۔۔۔ آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں۔

احمد نے بغور دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے انتظار میں پھیلا دیا۔
سپر قوت نے اپنا نرم و نازک ہاتھ رکھ دیا۔

سپر قوت نے اپنا نرم و نازک ہاتھ رکھ دیا۔

اگر تم اس قدر مضطرب اور بے قرار رہی تو میرا کیا بنے گا۔۔۔۔۔

احمد نے قنوت کا ہاتھ دبایا۔۔۔۔۔ اور وہ ہنس دی۔۔۔۔۔ احمد بھی ہنس دیا۔

دوسرے دن ڈاکٹر وارثی سے اجازت لئے احمد کو گھر لے جایا گیا۔ احمد کی بیماری

بہ راز میں رکھی گئی۔۔۔۔۔ ورنہ بیمار پرسی کرنے والوں نے جینا حرام کر دینا تھا

وہ آفس جاتی۔۔۔ سب کو یہی کہتی کہ بالکل ٹھیک ہیں احمد۔ لیکن وہ ٹھیک

نہ تھا۔۔۔۔۔ بیماری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ نہ جانے احمد کو ایک دن

یا خیال آیا۔

قنوت

جی _____ فائلیں بند کرتے ہوں۔

دھر آؤ

حمد نے پلنگ سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

افس کا کام افس میں کیا کرو۔

حمہ نے بڑی محبت سے قنوت کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

ایک فائل تھی سائن کرنے کے لئے اور چیک کرنا تھی اس لئے لے

احمد کے چہرے کو بغور دیکھ کر بولی۔

ایک ہے۔ تم سے امکات کرنا چاہتا ہوں۔

نم نے بالوں کو پیشانی سے ہٹایا۔

٤

وہ ہمہ تن گوش ہو گئی۔

میرے ساتھ منسوب ہو کر اپنے آپ کو کستی تو نہیں۔

احمد کو اپنا علم تھا کہ وہ بیماری کے کس دور سے گزر رہا ہے۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔ میں تو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت ہوں جس کا شوہر احمد ہے۔۔۔ احمد سے قیمتی چیز اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔۔۔ وہ متبسم ہوئی۔۔۔ لیکن اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔ وہ قنوت کے چہرے کو دیکھتا رہا۔

میں نے تمہیں کیا دیا ہے۔۔۔ دکھ خدمت اور تمار داری۔۔۔ دکھ کے گہرے سائے اس کے چہرے پر رقص کنائں تھے۔ وہ محبت کی انمٹ داستان چھوڑ

جائے گا۔ قنوت بھیگی پلکوں سے احمد کے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔ چند دنوں میں وہ ہڈیوں کا پنجر بن گیا تھا۔۔۔ دکھ کی ایک سلاخ اس کا سینہ چیر کر نکل گئی۔۔۔ وہ

تپتے صحرا میں بے یار و مددگار کھڑی تھی۔۔۔ شدید دھوپ اور نہ کوئی سایہ دیوار الہی کیا بنے گا۔۔۔ میرا تو اس بھری دنیا میں ہے بھی کوئی نہیں۔۔۔ وہ ایک دم

چونک گئی۔۔۔ کلاک نے صبح کے نو بجادئے تھے۔

احمد۔۔۔

قنوت نے پکارا۔۔۔

جان احمد۔۔۔

احمد نے صوفے پر ٹیک لگاتے ہوئے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔۔۔

قنوت نے تھام لیا۔

اگر آپ اجازت دیں تو آفس نہ چلی جاؤں۔

جاؤ۔۔۔ منظور کو سمجھاؤ۔۔۔

احمد نے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔۔

وہ جلدی سے تیار ہو کر آفس چلی گئی۔

اپنی کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے منظور صاحب کو طلب کیا۔

Yes Madam

منظور نے آتے ہی مؤدب لہجے میں کہا۔

آپ قنوت کمپنی اینڈ لینڈ کے پرانے سمجھدار ملازم ہیں۔۔۔ اور تمام اونچ نیچ کو بھی جانتے ہیں۔

جی ہاں۔۔۔ آپ حکم تو کریں۔

منظور صاحب بڑے شہ انداز میں بولے۔ ویسے بھی وہ شریف النفس انسان

آپ میری عدم موجودگی میں انچارج ہوں گے۔ میں آفس آرڈر کئے جا رہی

ہوں۔۔۔ قنوت نے سفید کانڈ پر انگلش میں لکھا اور کانڈ میز پر رکھ دیا۔

کیا حال ہے احمد صاحب کا۔

منظور نے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ اب شاید میں ان کو باہر ہی لے جاؤں۔

قنوت کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

خدا ان کو شفا دے۔۔۔ آفس کے بارے میں آپ بے فکر رہیں۔

Thank you

وہ آفس سے نکلتی ہوئی واپس چلی گئی۔

یار آج میڈم کو کیا ہوا۔۔۔ بڑی پریشان لگ رہی تھی۔

آفس کلرک نے کہا۔

احمد صاحب کے بارے میں کافی پریشان ہیں۔

منظور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ اور وہ کلرک اپنے کام میں مصروف ہو

قنوت سیدھی ڈاکٹر وارنٹی کے پاس چلی گئی۔

کوئی فائدہ نہیں باہر جانے کا _____ وہی دوا یا استعمال کرو _____ جو سروے
ٹیم نے منتخب کی تھیں۔
ٹھیک ہے۔

آداب ڈاکٹر _____
جیتتی رہو _____ بیٹھو _____
شکریہ _____

حوصلہ رکھو _____ مریض کو اس بات کا بالکل علم نہیں ہونا چاہئے۔
ڈاکٹر وارثی نے قنوت کی پشت پر تھکی لگائی۔

وہ ڈاکٹر کے کہنے پر سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔
احمد کی سناؤ۔

یہ پل صراط ہے بیٹی _____ حوصلے اور صبر سے اس مشکل کو برداشت کرو
_____ وہ رخساروں سے آنسو صاف کرتی باہر گاڑی میں چلی گئی _____ دکھوں کا
آتش فشاں ایک دن پھٹے گا ضرور _____ وہ گاڑی شارٹ کرتی بڑی برق رفتاری
سے کاشانہ بارون پہنچ گئی۔ چند سیکنڈ میں وہ پہنچ گئی تھی۔

ڈاکٹر وارثی نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر کہا۔
ٹھیک ہیں _____ ویسے نگاہت بہت محسوس کر رہے ہیں _____
قنوت نے کہا۔
نگاہت تو ہو گی _____ اتنی تکلیف وہ بیماری ہے۔
ڈاکٹر وارثی خود بھی پریشان تھے۔

گاڑی پورچ میں کھڑی کئے وہ احمد کے کمرے میں ہی داخل ہوئی۔ وہ ماں کے
ساتھ بڑا خوش نظر آ رہا تھا۔

ڈاکٹر میں چاہتی ہوں کہ ساری دنیا بک جائے _____ لیکن احمد کو اس بیماری
سے نجات مل جائے _____ حزن و ملال کی پرچھائیاں قنوت کے چہرے پر پھیل گئیں۔
میں تمہارے جذبات اچھی طرح سمجھتا ہوں _____ یہ بیماری احمد کو دس سال
پرانی ہے۔ دو مرتبہ لندن سے بھی علاج کروایا ہے _____ اس کا آپریشن بھی ممکن
نہیں ہے۔ صرف خدا پر بھروسہ رکھو بیٹی۔
قنوت کو روتا دیکھ کر ڈاکٹر وارثی نے تسلی بخشی دی۔

آؤ _____ میری بیٹی _____
مسز بارون نے کھڑے ہو کر قنوت کو ساتھ لگا لیا۔
کیسی طبیعت ہے _____
وہ جھک کر بولی۔

بہت اچھی _____ آؤ بیٹھو _____
احمد نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے قریب قالین پر بٹھالیا۔

میں تو اس لئے آئی تھی کہ شاید باہر لے جانے سے شفا ہو جائے۔
وہاں بھی تو یہی خدا ہے _____ پھر تمہیں بتا چکا ہوں نا احمد کے ساتھ میں خود
گیا تھا۔ مسز بارون کو اس بات کا علم نہیں ہے _____ ورنہ وہ تو سنتے ہی جان دے
دیں۔

اچھا بیٹا میں جاؤں _____
امی بیٹھ جائیے نا _____
قنوت نے کہا۔

بیٹا میں نے وظیفہ شروع کیا ہوا ہے _____ سوچ رہی ہوں مکمل کر لوں۔
اچھا امی _____
احمد نے کہا۔

قنوت سنتی رہی۔
تو پھر _____
قنوت نے کہا۔

وہ کمرے سے نکل گئیں۔

چائے لاؤں _____

قنوت نے چاہت سے پوچھا۔

ہاں طلب تو ہے _____ لیکن تم نے نہیں جانا _____ بابا کو کھو _____

وہ قنوت کے بہت قریب ہو گیا _____ جیسے کوئی انوکھی طاقت اسے چھین کر

لے جائے۔

ٹھیک ہے _____ میں بابا کو کب آؤں _____

قنوت نے خوبصورت چہرہ پھیر کر احمد کو کہا۔

کال بل نہیں ہے۔

احمد نے کال بل کی طرف اشارہ کیا۔

ٹھیک ہے _____

قنوت نے ہنس کر بل پر انگلی رکھ دی۔

جی بیٹا _____

بوڑھا خانساں ہاتھ صاف کرتا داخل ہوا۔

بابا کرم دین _____ اپنا کوئی شاگرد رکھ لو _____ تم اب بوڑھے ہو گئے ہو۔

میں تو آپ کا غلام ہوں سرکار _____ لوگ تو بوڑھے ناکارہ لوگوں کو نکال

دیتے ہیں، لیکن بیٹا اور بڑی بیگم صاحبہ نے کہا کہ میں بھی کام کروں اور کوئی اپنے

ساتھ رکھ لوں _____ وہ کام بھی سیکھ جائے گا _____ اور مجھے بھی بے روزگاری

نہ ہوگی۔

بوڑھا کرم دین احسان مندی کے بوجھ تلے دبا جا رہا تھا۔

پھر کیا کیا بابا۔

قنوت نے کہا۔

کل سے میرا پوتا میرے ساتھ کام کر رہا ہے سرکار _____ بیگم صاحبہ نے تو

اس کی تنخواہ بھی مقرر کر دی _____ اور بیٹا نے میری تنخواہ بھی اور بڑھادی _____
بلکہ میں گھر بھی بیٹھ جاؤں تو عیشیں ملے گی۔

اچھا _____ احمد کھل کر ہنس دیا _____ ہنستا ہوا وہ کتنا اچھا اور شوہٹ لگ رہا
تھا۔

قنوت نے محبت سے بھرپور نظر احمد پر ڈالی۔

ارے واہ _____ اچھی آفیسر ہیں ہماری بیگم صاحبہ _____ کمال کی چیز ہیں

_____ وہ قنوت کے قریب صوفے سے اتر کر قالین پر بیٹھ گیا۔

جاؤں سرکار _____

ہاں بابا اچھی سی چائے لاؤ _____ اور شامی بھی لیتے آنا _____

بہتر سرکار _____

بوڑھا کمرے سے نکل گیا۔

قنوت _____

احمد نے پکارا _____ جیسے وہ کوسوں کے فاصلے سے بول رہا ہو۔

جی _____

قنوت نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

طبیعت ٹھیک ہے۔

ٹھیک ہوں _____ ہماری شادی کو کتنا عرصہ ہوا _____

احمد نے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

سال ہونے میں ایک ماہ باقی ہے۔

قنوت نے کہا۔

سا لگہ بڑے تزک و احتشام سے ہونی چاہئے۔

احمد نے اپنے ایک بازو کو قنوت کے نازک بدن کے گرد حائل کر دیا۔

ایسا ہی ہو گا۔

وہ اپنا چہرہ احمد کے سینے میں چھپاتے بولی۔

دوسری سالگرہ پر شاید میں زندہ رہوں یا نہ رہوں۔

احمد _____ قوت نے اسے اپنے ہاتھوں میں جکڑ لیا۔

ایسی بات نہ کیا کریں _____ آپ زندہ رہیں گے _____ میرے لئے _____
صرف میرے لئے _____ خدا آپ کو میرا جیون بھی دے دے _____ کائنات کی
خوبصورتی اور یہ رعنائی دلفریبی صرف آپ کے دم سے ہے۔

قوت نے احمد کو یوں لپٹا لیا _____ جیسے اپنی پلکوں میں ڈھانپ لینا چاہتی ہو۔
وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے احمد کے وجود کو گرم ہوا کا جھونکا بھی مس کرے۔ احمد
نے اس کی پیشانی پر محبت کا طویل بوسہ ثبت کر دیا _____ اور قوت نے احمد کے
دونوں ہاتھوں کو چوم لیا۔

ہمیں تم سے بہت پیار ہے قوت _____

ہمیں اعتبار ہے۔

قوت ہنس دی۔

چائے لے آیا ہوں سرکار۔

بوڑھے کرم دین نے دروازے میں کہا۔

لے آؤ بابا _____

وہ پرسکون سے محتاط انداز میں مسکراتے ہوئے بیٹھ گئے۔

کرم دین ٹرائی میں چیزیں نکال کر قالین پر رکھنے لگا۔

بابا یہ چائے اور شامی کباب امی کو ان کے کمرے میں دے آؤ۔

وہ بوڑھے کرم دین کو چھوٹی پلیٹ میں شامی کباب اور کپ چائے کا پکڑاتے

بولی۔

ٹھیک بی بی۔

کرم دین چلا گیا۔

قوت نے چائے بنا کر احمد کے سامنے رکھ دی اور دوسرا کپ خود لے لیا۔
لیجئے _____

وہ کبابوں کی طرف اشارہ کرتے بولی۔

احمد بڑی چاہت سے کباب کھانے لگا _____ شامی کباب اس کی مرغوب غذا تھی۔
اچانک قوت نے دیکھا _____ وہ کھاتے کھاتے اداس ہو گیا تھا۔

کیا بات ہے _____

قوت نے کپ واپس پلیٹ میں رکھ دیا۔

میں سوچ رہا ہوں _____

احمد نے بھی کپ رکھ دیا۔

کیا _____

قوت سن سی ہو گئی۔

احمد نے معنی خیز نظریں قوت کے چہرے پر ڈالیں _____

احمد کہنے نا _____ کیا بات ہے۔

قوت خود حواس باختہ سی ہو گئی۔

میری ماں میرے بعد زندہ نہیں رہے گی _____ اگر زندہ رہ گئی تو اس کا خیال

رکھنا۔

احمد کے الفاظ میں حد درجہ محرومیت کا احساس غالب تھا۔ وہ اس دینا سے تشنہ

کام جا رہا تھا۔ قوت کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں _____ بلوچہ ہواشت کے

بھی سوتے پھوٹ پڑے۔ وہ بری طرح رو دی _____ جسم کے خفیف جھٹکے اس بات کا

احساس دلا رہے تھے کہ وہ بہت بری طرح رو رہی ہے۔

ارے _____ دیوانی ہو گئی ہو _____ ادھر دیکھو _____

احمد نے قوت کو ساتھ لگا لیا۔

تم نے تو بڑا صبر آزما سفر اختیار کرنا ہے _____ ابھی سے دل کیوں چھوڑ بیٹھی

ہو۔۔۔ احمد نے قنوت کو اپنے ساتھ بھیج لیا۔

لیکن وہ اس کے ہی سینے میں منہ چپا کر سکتی رہی۔۔۔
اچھا چلو معاف کر دو۔۔۔ آئندہ کوئی ایسی بات نہیں کرتا۔۔۔
احمد نے مسکراتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے۔
قنوت نے احمد کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا لیا۔۔۔
بس بھی بس۔۔۔

تم تو بڑی بہادر عورت ہو۔۔۔
وہ بڑی شفقت سے قنوت کے الجھے بال درست کرنے لگا۔ اپنے رومال سے احمد
نے قنوت کے آنسو صاف کئے۔ وہ اسی طرح سوگوار ماحول میں چائے پینے لگے۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

احمد۔۔۔ ایک دلدوز چیخ بلند ہوئی۔ احمد نے قنوت کی گود میں دم توڑ دیا۔
کیا ہو گیا۔۔۔ مسز ہارون بھاگ کر آئیں۔۔۔ میرے بچے۔۔۔ تم
چھوڑ گئے ہو۔۔۔ مجھے۔۔۔ قنوت کو۔۔۔ میں نہیں رہوں گی تمہارے بغیر۔۔۔
وہ دھڑام سے گریں۔۔۔ اور دوبارہ نہ اٹھ سکیں۔۔۔ چند لمحوں میں دو
جنازے۔۔۔ کائنات رو پڑی۔۔۔ آسمان رشک بار ہو گیا۔۔۔ زمین تھرا
اٹھی۔۔۔ کوٹھی کے در و بام لرز اٹھے۔۔۔ احمد کی جواں سال موت نے ایک
کرام سا مچا دیا۔۔۔ کوئی آنکھ تھی جو اشک بار نہ تھی۔ حامد کو بھی اطلاع کر دی
تھی۔ سارا شراٹھ آیا تھا۔۔۔ انسانوں کا ایک سیلاب تھا جو کاشانہ ہارون میں
طوفان برپا کر رہا تھا۔۔۔ قنوت اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ ماں، بیٹا دونوں کی تجمیز
و تکفین کے کام فشی جی بڑے احسن طریقے سے کر رہے تھے بلکہ ہر قسم کی ذمہ داری
دیکل صاحب اور فشی جی نے ملازمین کے ساتھ اپنے سر لے لی تھی۔ سوائے قنوت
کے اور کون تھا گھر میں۔ لیکن قنوت کو ابھی ہوش نہیں تھا۔۔۔ وہ سکتے کے عالم
میں بیٹھی چاروں جانب تکتے جا رہی تھی۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہ آرہی تھی کہ کیا
کرے۔۔۔ سوچ و بچار عقل و خرد کی تمام تر صلاحیتیں معدوم ہو چکی تھیں۔۔۔
بس وہ سب عزیز رشتہ دار واقف کاروں کو دیکھے جا رہی تھی۔ ناصرہ بیگم بھی اہل و
عیال کے ساتھ پہنچ گئیں تھیں۔۔۔ ہر ایک ذی روح کی زبان پر احمد کی جوانی کا ذکر
تھا۔۔۔ اور مامتا کی عظمت کی باتیں تھیں۔

بس سب کچھ قنوت کا ہی تو ہے۔

ایک عورت مجھے سے بولی۔

ہے کیا وہ مرن جو گا تو ایک سال پہلے ہی اس کے نام لگا گیا تھا۔

دوسری عورت نے قیاس دوڑایا۔

دیئے میاں بیوی میں محبت بہت تھی۔

معلوم نہیں بی بی _____ ویسے ان کا جانے کا پروگرام بھی نہیں ہے۔

شریفاں سمجھدار عورت تھی۔

خیر تم دوپہر کا کھانا کھلاؤ _____ میں یا قوت سے بات کرتی ہوں _____ کھانا
لے کے بعد یا قوت قوت کے پاس ہی آگئی۔

اچھا باجی ہمیں اجازت دو۔

خدا کا شکر ہے وہ خود ہی جانے کے لئے تیار تھی۔

تمہارا شوہر کہاں ہے۔

قوت نے اس کا نام لینا بھی چھوڑ دیا تھا۔

باہر ہی گئے ہیں _____ خیر ہم تو جا رہے ہیں۔

ٹھیک ہے _____

یا قوت بچوں کو لے کر رخصت ہو گئی۔ شام چار بجے راسخ نے گھر میں قدم رکھا
اس کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔

تمہیں کس نے کہا تھا آنے کے لئے _____

وہ آگ بگولہ ہوا جا رہا تھا۔

تو کیا وہیں رہنے کا ارادہ تھا۔

یا قوت بھی برجستہ جواب کے ساتھ بولی۔

رہنے کی بات نہیں _____ اب وہ اکیلی تھی _____ اگر بچے چند دن اس کے

رہ جاتے تو ٹھیک تھا۔

راسخ معنی خیز انداز اپناتے بولا۔

ایک تو وہ پریشان ہے _____ دوسرا بچوں کی ہنگامہ آرائی میں اور پریشان کرتی

نہ یا قوت کو شوہر کی خود پرستی کا علم تھا۔

ہا _____ بہت دکھ ہے بہن ہے _____ میں جانتا ہوں _____ تمہیں کتنا

نار ہے بہن کا _____

ایک نوجوان لڑکی نے کہا۔

محبت کیسے نہ ہوتی _____ عیش کرواتا تھا _____ پیروں میں نوٹ رولتی تھی قوت

_____ چپ کرو خدا کے لئے _____ یہ بات مگر _____ میری قوت کس طرح جیے گی

_____ یہ صدمہ کس طرح برداشت کرے گی۔

زینت بیگم چیخ کر بولیں _____ اور وہ عورتیں ایک دم چپ ہو گئیں۔

اس کی بیٹی ہے نا _____

ایک بوڑھی عورت نے کہا۔

اچھا _____ ماں جو ہوئی _____ جوان بیٹی _____ بیوہ ہو گئی _____ بہت صدمے

کی بات ہے۔

ماں بیٹے کا جنازہ ایک ساتھ اٹھایا گیا۔

ہر آنکھ سے اشک رواں تھے _____ کاشانہ ہارون کی ہر چیز پر مرونی چھائی

ہوئی تھی۔ سوئم کے بعد تمام رشتہ دار عزیز چلے گئے تھے _____ صرف ناصرہ بیگم ابھی

تک بمعہ اہل و عیال مقیم تھیں _____ یا پھر راسخ بمعہ بچوں کے موجود تھا۔ حامد بھی

سوئم کی صبح پہنچ گیا تھا _____ ساتھ اس کی فرانسیسی بیوی بھی تھی _____ قوت _____

مل کر وہ بہت خوش ہوئے۔ حامد احمد کی موت پر تڑپ اٹھا _____ ماں کی یاد اسے

ستانے لگی _____ وہ بہت دیر تک روتا رہا _____ جب فراندانے اسے تسلی بخشی دی

_____ قوت سے ہمدردانہ گفتگو کرنے کے بعد وہ تیسرے دن لندن روانہ ہو گیا

_____ وہ رہ کر کرتا بھی کیا۔ دو بچے چھوڑ کر آیا تھا _____ دونوں لڑکے ہی تھے۔

قوت نے جاتے ہوئے بچوں کو پیار بھیجا _____ اور خود برباد شکستہ سی احمد کے کمرے

میں آگئی۔

چند دن مگر چکے تھے _____ ناصرہ بیگم بھی رخصت ہو گئی تھیں _____ لیکن

راسخ بمعہ بیوی بچوں کے موجود تھا۔ قوت کو راسخ کی صورت سے نفرت تھی۔

یہ اب یہاں کس لئے ٹھہرے ہوئے ہیں اپنے گھر کیوں نہیں جاتے۔

وہ قریب بیٹھی ملازمہ شریفاں سے بولی۔

ہا ہے۔

تمہیں آنے سے پہلے اس سے اجازت لینی چاہئے تھی۔
زینت بیگم بیٹی کو سمجھانے لگیں۔

اپنے گھر آنے کے لئے بھی اجازت کی ضرورت ہے۔

یا قوت پلٹ کر بولی۔ اسے ماں کی بات سے بھی اختلاف تھا۔

عورت کا کوئی گھر نہیں ہوتا بیٹی۔ سب گھر مردوں کے ہیں۔ باپ کا
گھر کا بھائی کا زینت بیگم نے درست بات کہی تھی۔ پہلے وہ شوہر کے گھر میں تھی
اب وہ باپ کے گھر میں تھی۔

آئندہ راسخ کی کسی بات سے انحراف نہ کرنا بیٹی۔ تمہارا باپ قوت کا
مرد نہ نہیں سکتا۔ وہ قوت کی بربادی پر دن رات روتا رہتا ہے۔ وہ قوت
سے جتنا پیار کرتا تھا۔ قوت نے اس قدر ہی دکھ اٹھائے ہیں۔ زینت بیگم نے آنسو
مان کئے۔

یا قوت نے بھی آنکھیں صاف کر لیں۔ بسن کی بربادی تو اس نے شروع
ہی کی تھی۔ یہ غلطی ساری زندگی اسے اذیت دیتی رہے گی۔ ضمیر کی غلطی اسے سکون
نہ دے رہی اور دوسری طرف اس کے شوہر کی پذیرائی کرنی پڑتی ہے جو اس
میں برابر کا شریک ہے۔ چلو اگر میں ہی ہمک گئی تھی تو راسخ خود سیدھے
سے پر چلتا۔ قوت باجی میں کس چیز کی کمی تھی۔ صرف عیاشی پسند نہ
تھی۔

کیا سوچ رہی ہو۔ سوچنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ خواہ مخواہ تمہاری
ت خراب ہو گی۔ اوپر سے یہ بچے کون سنبھالے گا۔ آجکل کے شوہروں کو
بچہ چوبند اور چست بیویاں اچھی لگتی ہیں۔ بیمار بیوی کو چھوڑ کر دوسری کر
لیں۔ زینت بیگم اسے سمجھاتی رہیں۔ وہ سختی رہی۔

آپ درست کہتی ہیں امی۔ راسخ بھی انہیں مردوں میں ایک مرد ہے۔
یا قوت کی آواز دل سے نکلی۔

وہ گزرے وقت کو اب طعنہ کے روپ میں دیکھ رہا تھا۔

یا قوت ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھی۔ اور سچ اس کی زبان پر آئی
گیا۔

اس احساس میں تم بھی شریک ہو۔ آخر وہ تمہاری منگیتر تھی۔

یا قوت نے سچ پا ہوتے حقیقت کا تیر کھینچ مارا۔ جو سیدھا راسخ کے خود
غرض ماضی کو بے نقاب کر گیا۔

اچھا یہ بات ہے۔ بہت زبان کھل گئی ہے تمہاری۔ میں آئندہ
برداشت نہیں کروں گا۔

اما۔۔۔۔۔ کیوں لڑتے رہتے ہیں آپ۔۔۔۔۔
سب سے بڑی لڑکی نے یا قوت سے کہا۔

اپنے باپ کو سمجھاؤ۔۔۔۔۔ جو فتنہ کھڑا کرتا ہے۔
یا قوت نے کہا۔

میں فتنہ پرواز ہوں۔
راسخ نے آنکھیں پھلا دیں۔

یہ میں نے کب کہا۔

یا قوت کمرے میں چلی گئی۔ اور وہ پاؤں پٹختا ہوا باہر نکل گیا۔

قوت بیٹی۔۔۔۔۔ کیسی تھی۔۔۔۔۔ تم آگئیں۔

زینت بیگم اس کے کمرے میں آتے ہوئے بولیں۔
ٹھیک تھی۔

ارے تم رو رہی ہو۔

زینت بیگم اس کی آواز سے محسوس کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

نہیں۔۔۔۔۔

یا قوت نے آنسو صاف کئے۔

یہ تو ہر روز کی بات ہے بیٹی۔ خواہ مخواہ اپنا خون جلانے سے کوئی فائدہ

وہ ماں کی نصیحتوں کو بغور سن کر خاموش ہو گئی۔ اگر اس نے قنوت کو دکھ دیا تھا تو احمد تو زندہ رہتا۔ احمد کی موت کے بعد ضمیر کی خلش اور بڑھ گئی ہے۔ سکون نام کی کوئی چیز اس کے پاس نہیں رہی۔

بھائی کھانا دو۔

نہ جانے کہاں سے آوارہ گردی کرتا ہوا آیا تھا تمیز۔ جو ابھی تک میزک نہیں کر سکا تھا۔ وہ انھی اور خاموش طشتری میں کھانا لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ کیا ہے۔ شلجم۔ میں نہیں کھاتا۔

بڑی ناگواری سے تمیز نے پلیٹ پرے کھسکا دی۔

اس میں گوشت بھی ہے بیٹا۔

زینت بیگم نے تمیز کی توجہ گوشت کی طرف دلائی۔ لیکن یا قوت چاچکی تھی۔

نظر آ رہا ہے ممانی۔

وہ اٹھ گیا۔

ارے بیٹھو نا۔ یا قوت۔ انڈے بنا دو۔

زینت بیگم ماحول کو خراب کرنا نہیں چاہتی تھیں۔

یا قوت بادل خواستہ بچن میں انڈے بنانے چل دی۔

بیٹے گھر میں بیٹھا کرو۔ پڑھا کرو۔ تمہارے امتحان قریب ہیں۔

کیا کروں گا پڑھ کر۔ کونسا ڈپٹی لگ جاؤں گا۔

وہ بڑی نفرت سے بولا۔

ارے بیٹا علم بڑی اچھی چیز ہے۔ اعلیٰ تعلیم انسان کو آسمانوں کی بلندیوں

تک لے جاتی ہے۔

زینت بیگم بولتی رہیں اور وہ سنتا رہا۔ لیکن وہ چکنا گھڑا تھا۔ اسے ایسی دنیا

نصیحتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ اس کے امتحان آئے اور گزر گئے۔ اس نے

امتحان ہی نہ دیا۔

راخ نے آج اس سے بات کی۔

جی بھائی جان۔

نوکری کرو گے۔

نہیں۔

وہ بڑی بے حسی سے بولا۔

نہیں۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔

راخ حیران رہ گیا۔

میں کوئی کاروبار کروں گا۔

تمیز راخ کے چہرے کو گھورتا ہوا بولا۔

کیسا کاروبار۔

جیسا آپ مناسب سمجھیں۔

تمیز اپنے کمرے میں چلا گیا۔

ہوں۔

راخ نے کرسی سے ٹیک لگالی۔

احمد کو انتقال کے سات آٹھ ماہ گزر گئے تھے۔ وہ تنہا حالات کا مقابلہ

رہی تھی۔ وہ بہاروں میں لٹ گئی تھی۔ ساحل پہ سفینہ ڈوب گیا تھا اس کا۔

کا شریک سفر۔ اس کا ہماز احمد کس موڑ پہ جدا ہو گیا تھا۔ اس نے سوچا بھی

نہ کہ احمد اس طرح چلا جائے گا۔ ڈاکٹر کہتے تھے۔ لیکن وہ یقین نہ کرتی تھی۔

رکو بھی پتہ تھا کہ اس کی موت یقین ہے۔ اسے دماغ کا کینسر تھا اور وہ کسی

نہ بھی پھٹ سکتا تھا۔ سو وہ اسے بھری دنیا میں تنہا چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ اس

لئے اتنی دولت چھوڑ گیا تھا کہ وہ قیامت تک کھاتی رہے تو ختم نہیں ہو سکتی

۔ یوں لگتا تھا کہ احمد نور کا پر تو تھا۔ ذرا سی دیر میں روشن ہوا اور غائب ہو

۔ شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔ وہ تنہا لان میں بیٹھی چائے پی رہی

۔ ملازم نے منظور کے آنے کی اطلاع دی۔

بھیس بھیج دو۔

ن کے اندر آتے ہی تمام لوگ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔ وہ جواب دیتی ہوئی اپنے کمرے
 ن داخل ہوئی ہمیشہ کی طرح اس کا آفس مکمل طور پر صاف کیا گیا تھا۔ وہ اپنی کرسی
 بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھے ہی کئی لوگ احمد کی تعزیت کے لئے داخل ہوئے۔۔۔۔۔
 بت نے ان سے فردا فردا افسوس کیا۔۔۔۔۔ لیکن اس نے محسوس کیا کہ کسی بھی
 ن راح اس کے سامنے نہیں آیا۔
 سب لوگ چلے گئے۔

منظور صاحب آپ ٹھہریئے۔
 وہ رکتے ہوئے بولی۔

جی بہتر۔۔۔۔۔

منظور صاحب ٹھہر گئے۔

منظور صاحب۔۔۔۔۔ تمام اکاؤنٹ چیک کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ
 اپنی کے حساب میں بہت روپیہ ہے۔۔۔۔۔ کمپنی بڑے عروج پر جا رہی ہے۔
 اللہ کا شکر ہے میڈم۔۔۔۔۔ یہ سب آپ کی محنتوں کا نچوڑ ہے۔
 وہ ہنس دی۔

اب میرے لئے کیا حکم ہے۔

منظور صاحب مودب انداز میں بولے۔

آپ نے تمام ملازمین کو عید پر نصف تنخواہ عیدی کے طور پر دینی ہے۔۔۔۔۔
 ملازمین کی بیک پے میں 10 فیصدی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جائے اور اس اضافے
 نام احمد فنڈ ہو گا۔
 جی۔۔۔۔۔ اتنا فائدہ۔

منظور بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے جاتے ہی خوش خبری تمام
 ہنسن کو سنائی تو سب لوگ بہت خوش بلکہ نعروں کی آوازیں آنے لگیں۔

سیٹھ احمد زندہ باد۔۔۔۔۔ تا قیامت زندہ باد

وہ سنتی رہی۔۔۔۔۔ اور آنسو لڑھک لڑھک کر اس کا سینہ بھگوتے رہے۔

احمد تم زندہ رہو۔۔۔۔۔ صرف میری نظروں سے اوجھل ہو گئے وہ

بہتر سرکار۔۔۔۔۔

ملازم چلا گیا۔۔۔۔۔

چند لمحوں میں منظور مودب سالان میں داخل ہوا۔

آئیے آئیے منظور صاحب۔۔۔۔۔ تشریف رکھیے۔۔۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

منظور شکریہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔

قوت نے منظور صاحب کے لئے چائے بنائی۔

لیجئے چائے۔۔۔۔۔ وہ پیالی منظور کے سامنے رکھتے بولی۔

جسے منظور نے شکریہ کے ساتھ پکڑ لیا۔

کیسے تشریف لائے تھے آپ۔۔۔۔۔

قوت نے کہا۔

میں آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ آپ آفس میں آجائے۔

آپ۔۔۔۔۔ اپنا کام سنبھالئے۔

منظور عاجزانہ لہجے میں بول رہے تھے۔

تھک گئے آپ۔۔۔۔۔

وہ متہمس سی ہوئی۔

نہیں میڈم میں تھکا نہیں ہوں۔۔۔۔۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو کام کرتے ہیں اور

نہ کرنے دیتے ہیں۔

منظور نے پراسرار سی بات کی تھی۔۔۔۔۔ لیکن قوت ایسی کوڑھ مغزنہ تھی جو

سمجھ نہ سکی۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ میں انشاء اللہ پندرہ جنوری کو دفتر جوائن کر لوں گی۔

بہت شکریہ آپ کا۔۔۔۔۔ میری بہت پریشانی حل ہو گئی ہے۔

چنانچہ وہ پندرہ جنوری کو دفتر پہنچ گئی۔ سفید ساڑھی میں لمبوس سفید رنگت بیاہ

منظور صاحب _____ کیا حال ہے۔

راخ پشت سے آکر بولا۔

یہ آنے کا وقت ہے راخ صاحب۔

منظور صاحب نے کہا۔

اپنا تو یہی وقت ہے _____ اور اسی وقت آئیں گے۔

راخ کی آنکھوں میں شیطانیت ناچ رہی تھی _____ وہ تفرقہ ڈالنے پر آمادہ تھا۔

اب پہلے والی بات نہیں ہے _____ ہم کو با اصول رہنا چاہئے۔

منظور صاحب کے قریب بیٹھے دوسرے کلرک نے کہا۔

ارے واہ _____ تم تو بڑے با اصول بن رہے ہو _____ یہ میں کیا سن رہا ہوں

راخ نے اسے طنزاً "چوٹ کی۔

میڈم نے اور تنخواہ بڑھا دی اور عیدی بھی دینے کا اعلان کیا ہے۔

کلرک نے کہا۔

اچھا _____ اسی لئے میڈم کے گیت گا رہے ہو _____ خوشامدی _____ راخ

نے حقارت سے کہا۔

بکواس نہ کرو _____ خوشامدی تم خود ہو _____ احسان فراموش کلرک مہدی

بری طرح گرم ہو گیا۔

احسان جو گا تم پر _____ کام کرتے ہیں _____ اللہ واسطے نہیں لیتے تنخواہ

_____ راخ نے بالوں کو جھٹکا۔

اچھا بابا _____ جاؤ معاف کر دو _____ کھانے کو مت دوڑو _____ بوڑھے

مدیق صاحب نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔

سب اپنی اپنی میزوں کے پاس چلے گئے _____ اور منظور صاحب بھی کام کرنے

لگے۔ لیکن وہ کمپنی کے خیر خواہ لوگوں میں سے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کمپنی کی

عزت پر حدف آئے۔

لیکن راخ کے لئے یہ بات تکلیف دہ بھی تھی کہ وہ کیسے قنوت کے نیچے یا

ماتحت رہ سکتا تھا۔

آج اسی وجہ سے یا قوت سے بھی بری طرح ہم کلام تھا۔ وہ اب دائرہ تہذیب

سے نکل چکا تھا۔ یا قوت نے دیکھا صبح کے نو بج چکے تھے۔ راخ ابھی تک بستر پر تھا۔

راخ آفس جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔

یا قوت نے لحاف کو کھینچا۔

چھٹی ہے تین دن کی۔

وہ کروٹ بدل کر بولا۔

چھٹی؟ _____ لیکن کس لئے _____

یا قوت نے پھر راخ کو جھنجھوڑا _____

تمہیں بتانا ضروری ہے _____ میری مرضی چھٹی لوں یا نہ لوں _____

وہ اچک کر بڑے غصیلے انداز میں بیٹھ گیا۔

اس میں خفگی کی کوئی بات ہے _____ میری طرف سے چاہے ہمیشہ چھٹی پہ

رہو _____ یا قوت اب اچھے جواب دینے لگ گئی تھی۔

اپنی زبان قابو میں رکھا کرو _____ ورنہ نقصان اٹھاؤ گی _____

راخ جوتا گھسیٹا ہوا ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ہنہ _____ یا قوت زبردست غصے کو قابو میں کرتی دوسری سمت کام میں لگ

گئی۔ وہ کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی۔

راخ اچھی طرح تیار ہو کر دروازے کی دہلیز پر کھڑا ہوتے بولا۔

میں جا رہا ہوں۔

ناشتہ نہیں کرنا۔

یا قوت چونک گئی۔

نہیں _____ بازار سے کھالوں گا۔

بازار کا زیادہ اچھا ہوتا ہے کیا؟

یا قوت نے پلٹ کر کہا۔

جبو اس مت کرو۔۔۔۔۔ بحث کی تمہیں عادت پڑ گئی ہے۔

لیکن یا قوت نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔

وہ ٹھک ٹھک کرتا زمین کو روندتا ہوا باہر نکل گیا۔

بھوک اسے ستا رہی تھی۔۔۔۔۔ شیراز ہوٹل میں ٹھاٹھ سے ناشتہ کیا۔۔۔۔۔

اور خوب سیر ہونے کے بعد سیدھا آفس پہنچ گیا۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔

وہ داخل ہوتے بولا۔

سب لوگ چونکے۔۔۔۔۔ منظور صاحب نے گردن گھما کر کلاک کی طرف

دیکھا۔

کلاک ساڑھے گیارہ بجا رہا ہے۔

چھٹی کروانے آئے ہو یا چھٹی کرنے آئے ہو۔

منظور صاحب نے چوٹ کی۔

فی الحال تو میں خود چھٹی کروں گا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

منظور کام میں مصروف ہو گئے۔

کہاں ہے تمہاری میڈم صاحبہ۔۔۔۔۔

وہ بڑی طنز سے بولا۔

آفس میں۔۔۔۔۔ جاؤ گے۔۔۔۔۔

منظور نے کہا۔

بالکل۔۔۔۔۔

وہ سیدھا ہو کر کالر درست کرنے لگا۔

تو جاؤ۔۔۔۔۔ مگر دھیان سے۔۔۔۔۔ غصے میں ہیں وہ۔۔۔۔۔ منظور نے کہا۔

کس نے غصہ دلایا محترمہ کو۔۔۔۔۔

وہ گردن جھکا کر بڑے عجیب انداز سے بولا۔

آپ نے۔۔۔۔۔

منظور صاحب صاف گوئی کے عادی تھے۔

میں نے۔۔۔۔۔ وہ پھر پلٹ آیا۔

ارے جا بابا۔۔۔۔۔ کام کرنے دے۔۔۔۔۔ تو نے تو اپنے حصے کا کام نہ کیا ہے

رہا ہے۔۔۔۔۔ منظور صاحب کو غصہ آگیا۔

تو کیا تیرا باپ کر جاتا ہے۔

راخ مرنے مارنے پر قتل گیا۔

ارے بس۔۔۔۔۔ کام نہ تیرا باپ کرتا ہے نہ ہمارا۔۔۔۔۔ ہم سب تمہارا کام

بانت لیتے ہیں۔ دوسری سمت جاوید نامی شخص نے اس کو پکڑ لیا۔ جو آفس میں ہی

اکرتا تھا۔

ابے جا۔۔۔۔۔

منظور صاحب اپنی کرسی سے اٹھ کر آفس سے باہر چلے گئے۔

ارے یار تمہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ ہر وقت لڑنے مارنے پر تلے رہتے ہو۔

جاوید نے کہا۔

تم نہیں دیکھ رہے۔۔۔۔۔ جب بھی بات کرے گا۔۔۔۔۔ کڑوی کرے گا۔

نہی کے بل بوتے پر اکڑ دکھاتا ہے۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ زبردست

مافیا مٹھیاں بھیج کر بولا۔

ایسا خیال دل میں نہیں لانا چاہئے۔۔۔۔۔ میڈم تو بہت نیک خاتون ہیں۔۔۔۔۔

منظور صاحب بھی برے نہیں ہیں۔

اپنے پر آگندہ خیالات کو جھٹک کر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ لیکن اس کے

انفرت و حقارت کا طوفان برپا تھا۔ اس کے اختیار میں ہوتا تو ساری فرم کو آگ لگا

دیتا۔ وہ اپنی سیٹ پر بھناتا ہوا بیٹھا تھا۔ جاوید پھراٹھ کر اس کے پاس گیا۔

جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو _____ وہ سلجھے ہوئے طریقے سے پیش کرو۔ _____ یوں اس طرح جذبات میں اپنے آپ کو مضمحل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جاوید نے بات صحیح کہی تھی۔

لیکن وہ کس طرح قنوت کو جھکا سکتا تھا۔ اپنی انا کی خاطر تو وہ کچھ بھی داؤ پر لگا سکتا تھا۔ ایک گھنٹہ وہ سیٹ پر بیٹھا پھر وہ چلا گیا۔ سارے دن کی رپورٹ مانگنے کے بعد منظور صاحب نے صاف بات کہہ دی۔

میڈم صاحبہ _____ وہ شخص کام نہیں کر سکتا۔
کون شخص؟

قنوت نے عینک کے شیشوں میں سے گھورا _____ مسلسل گریہ زاری سے اس کی نظر پر بھی اثر پڑ گیا تھا۔

راخ _____

منظور صاحب آہستہ سے بولے۔

ہوں _____

قنوت نے عینک اتار کر سامنے ٹیبل کے شیشے پر رکھی۔

آپ نے پوچھا کہ وہ کام کیوں نہیں کر سکتا۔

وہ اس وقت بڑی بردبار نظر آرہی تھی۔

میں اس سے بہت بے عزتی کروا چکا ہوں۔

منظور صاحب مغموم سے بولے۔

میں آج بھی ہنگامہ سن رہی تھی _____ بلکہ ہر روز سنتی ہوں _____ منظور

صاحب خاموش رہے۔

آپ پرانے لوگوں کو بلا لیجئے نا _____ بات ہو جاتی ہے _____ جاوید صاحب کو

بھی بلا لیں _____ معلوم ہو جائے گا کہ راخ صاحب کیا چاہتے ہیں۔

چنانچہ آفس میں دس بارہ پرانے سمجھدار لوگ اکٹھے ہو گئے۔

بڑے مودب طریقے سے قنوت نے انہیں صوفوں پر بیٹھنے کو کہا۔

تشریف رکھیے آپ۔

وہ بھی کرسی کا رخ موڑ کر ان لوگوں کی طرف ہی ہو گئی۔

کیا حال ہے عید کی تیاری کر رہے ہیں آپ لوگ _____

وہ ہنس کر ملازمین سے کہنے لگی _____ ورنہ ہنسی تو اس سے روٹھ گئی تھی

_____ وہ تو مسکاتا بھی بھول گئی تھی۔

اللہ کا سر _____ یہ ساری عید تو آپ ہی کے دم سے ہے۔

اصغر صاحب بولے۔

یہ نصف تنخواہ تو عیدی کے طور پر یا عید کا بونس سمجھ لیجئے _____ اس ماہ کی

پوری تنخواہ آپ کو پہلی یا دوسری کو مل جائے گی۔

او Very Good _____ زندہ باد مسز احمد _____ زندہ باد _____ جاوید نے نعرہ

لگایا۔

جاوید کے ساتھ باقی لوگوں نے بھی بے حد خوشی کا اظہار کیا _____ اور جو

تنخواہ کے بارے میں غلط فہمی تھی نکل گئی _____ کوئی کہہ رہا تھا کہ پہلی کو آدھی

تنخواہ ملے گی _____ یا تنخواہ میں کٹوتی ہوتی رہے گی _____ اب قنوت کی زبانی سن کر

سب مطمئن ہو گئے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو کیوں زحمت

دی۔

قنوت سب سے یکساں متوجہ تھی۔

سب نے گردنیں جھکا لیں۔

آپ لوگ راخ کا رویہ دیکھ رہے ہیں _____ اگر کل میں کوئی قدم اٹھا لوں تو

آپ کو برا تو نہ لگے گا۔

قنوت نے سادگی سے سب کی طرف یکبارگی سے دیکھا۔

توقیر صاحب احسان مندی سے بچے جا رہے تھے۔
_____ کہنے

قنوت نے ایک ڈائری کھول لی۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان میں سے ایک بچے کی مکمل فیس فرم ادا کرے۔

توقیر صاحب رک رک کر ادا کر ہی گئے۔

آپ کیشیئر ہیں _____ احمد فنڈ میں گنجائش تو ہو گی _____

قنوت نے کہا۔

گنجائش تو کافی ہے میڈم صاحبہ _____

ٹھیک ہے _____ جیسا آپ چاہیں _____ ایک بچے کو سالم فیس جتنا بھی پڑھے گا _____ احمد فنڈ ادا کرے گا۔

زندہ باد _____

سب لوگ خوش باش اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے _____ قنوت نے اپنے اچھے اخلاق اور سلجھی طبیعت سے آفس والوں کے دل جیت لئے تھے _____ سب ایمانداری اور سچی لگن سے کام کر رہے تھے۔ قنوت کمپنی اینڈ لمیٹڈ دن دو گنی اور رات چو گنی ترقی کر رہی تھی۔ منظور صاحب نے تحریری نوٹس جاری کر دیا تھا۔ تحریر جواب طلبی پڑھ کر تو وہ مشتعل ہی ہو گیا۔ آرڈر بک لئے وہ سیدھا قنوت کے کمرے میں داخل ہوا۔

قنوت اس وقت منظور صاحب سے کسی ضروری امور پر بحث و تمحیص کر رہی تھی۔ بے دھڑک اس قدر شور کے ساتھ داخل ہوتے دونوں ہی چونک گئے۔

تمنائی میں غل تو نہیں ہوا _____

انتہائی کراہت بھرا چہرہ اور رکیک انداز _____

راخ _____

برا کیوں لگے گا _____ ہر شخص کو کئے کی سزا بھگتنا ہو گی۔ سو راخ کو بچنے _____ جاوید نے پیش قدمی کی۔

کیوں منظور صاحب _____ علی احمد صاحب _____ آپ کا کیا خیال ہے۔

ہم نے بہت سمجھایا ہے میڈم صاحبہ _____ بلکہ صبح بھی منظور صاحب اسے کہہ رہے تھے _____ علی احمد نے کہا _____ اور اس نے ایک نہیں سنی _____ بلکہ اس کے کان پر جوں نہیں رہیں لگی _____

قنوت نے علی احمد کے جواب میں کہا۔

اگر میں کوئی کارروائی کروں تو آپ سب کو اعتراض تو نہ ہو گا۔

وہ سوچ کے ساتھ گہری نظریں چاروں جانب ڈالتے ہوئی۔

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا _____

سب نے مل کر ایک آواز کے ساتھ کہا۔

ٹھیک ہے _____

قنوت نے اقرار میں گردن ہلائی _____

منظور صاحب پہلے اسے تحریری وارننگ دیتے _____ تاکہ وہ فرم کے ماحول کو خراب نہ کرے۔

ٹھیک ہے میڈم _____

منظور صاحب نے اثبات میں گردن ہلائی۔

اور کوئی تکلیف ہو تو بتائیے۔

توقیر صاحب کچھ کہہ رہے تھے۔

منظور صاحب نے مسکرا کر توقیر صاحب کی طرف دیکھا۔

فرمائیے توقیر صاحب _____

وہ شفیق آفیسر تھی۔ ماتحتوں کی بات ماننا اپنا فرض سمجھتی تھی۔

ایک گزارش ہے میڈم صاحبہ _____

منظور صاحب نے کہا۔

قنوت نے نمبر ڈاکل کیا۔

علی احمد صاحب تشریف لائے۔ تمام کتابوں کے ساتھ۔ اور چند
وں میں وہ آگئے۔

فرمائیے سرکار۔

علی احمد کتابیں فائل کور سامنے میز پر رکھتے ہوئے بولے۔

راخ صاحب کا کیا حساب ہے۔ نکالئے نا ذرا۔

قنوت نے تسکین طلب انداز میں کہا۔ اخلاقی گراوٹ وہ پسند نہ کرتی
لی۔ علی احمد نے بڑا سا کھانا کھولا۔ چند لمحوں میں اس میں سے ایک صفحہ نکال
ر قنوت کے سامنے رکھ دیا۔

یہ لیجئے میڈم صاحبہ۔

آپ فرمائیے۔ مجھے آپ پر بھروسہ ہے۔ گاڑی اعتماد سے چلتی ہے
وہ فائل کو واپس کرتے ہوئی۔

انہوں نے پانچ لاکھ روپیہ احمد صاحب سے قرض لیا تھا۔ اور وہی انہوں
نے فرم میں لگا دیا اور ماہوار قسط ادا کرتے رہے۔ احمد صاحب کی زندگی میں ہی
بف دو لاکھ کی قسط ادا کی تھی۔ بقایا تین لاکھ قرض انہوں نے معاف کر دیا تھا
۔ اس کے ساتھ انہوں نے تنخواہ بھی کافی بڑھا دی تھی ان کی۔ علی احمد
بف گوئی سے کام لیتے ہوئے بول رہے تھے۔

ہوں۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔

وہ ساری بات سمجھ گئی تھی کہ یہ شخص مجھے بلیک میل نہ کرے۔ احمد نے
نئی مراعات دی تھیں اسے۔ چند منٹ سوچنے کے بعد قنوت نے چیک بک نکالی اور
نہ پر کچھ لکھا۔

یہ لیجئے راخ صاحب۔

منظور صاحب جوش سے کھڑے ہو گئے۔

آپ میرے بھائی ہیں۔ میں آپ کا احترام کرتی ہوں۔ اگر یہ شخص
آئینے میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ آپ بیٹھیں
قنوت نے لاکھوں کی بات کہہ دی تھی۔

اور راخ نفرت و حقارت کی آگ میں سراپا جل اٹھا۔

تم میری توہین کر رہی ہو۔

وہ چلایا۔

زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس مقصد کے لئے آئے ہو وہ بیان
کرد۔ قنوت کا جابرانہ لہجہ اسے کاٹ کھایا۔
میں اس فرم میں کام نہیں کروں گا۔
وہ غصے سے بولا۔

نہ کرو۔

قنوت سکون سے اپنی کرسی پر بیٹھی تھی۔
جو رقم میں نے فرم میں لگائی تھی۔ وہ واپس کی جائے۔ ورنہ۔
ورنہ کیا کر لو گے۔

قنوت کو غصہ آگیا۔

میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔

کاش احمد نے تمہارے ساتھ کسی قسم کا لین دین نہ کیا ہوتا۔ ورنہ آج میں
تمہیں ناکوں پنے چبواتی۔ تو قنوت کا نام نہیں۔

وہ لا جواب سا ہو کر ادھر ادھر جھانکنے لگا۔

منظور صاحب۔ کیا حساب کتاب ہے ان کا۔

وہ طنز سے بولی۔ لیکن چہرہ مطمئن۔

علی احمد صاحب کو بلا لیجئے۔

چھ لاکھ کی رقم ہے۔۔۔۔۔ پانچ لاکھ احمد نے دیا تھا۔۔۔۔۔ ایک لاکھ میری طرف سے۔۔۔۔۔ منظور صاحب دے دیجئے انہیں اور سلیم کو کہیں راج کا استعفیٰ ٹائپ کرے۔

قوت نے چیک بھاڑ کر منظور صاحب کے حوالے کیا۔۔۔۔۔ اور خود پرس پکڑے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ اس کی رفتار میں وہی مضبوطی تھی۔
لو بھی تمہارے تو عیش ہو گئے۔۔۔۔۔ لیکن اس قدر نیک عورت کی آہ نہ پڑے تم پر۔۔۔۔۔ خدا سے ڈرو۔۔۔۔۔

منظور صاحب نے چیک راج کے سامنے رکھ دیا۔
اپنا حق لیا ہے۔۔۔۔۔ بھیک نہیں۔۔۔۔۔
وہ یوں جھپٹا۔۔۔۔۔ جیسے مرغی خوراک پر جھپٹتی ہے۔
لیکن چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ سلیم ایک لمبے سے لفافے کو راج کے سامنے پھینک کر بولا۔۔۔۔۔

لو بھی اعمال نامہ۔۔۔۔۔ جس ثمنی پر بیٹھے ہو وہی کاٹ دی تم نے۔۔۔۔۔ سلیم نے کہا۔

بلکہ جس میں کھایا اسی میں چھید کیا۔
بکواس بند کرو۔۔۔۔۔

وہ جھنجھلایا ہوا آفس سے باہر نکل گیا۔
وہ گاڑی شارٹ کئے سیدھی زینت بیگم سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ راج کی کوئی بھی اخلاقی گراؤ وہ اپنے گھر والوں سے دور رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے تو کبھی ہن کو بھی اس کا گناہ نہیں جتلیا تھا۔ خاموشی اس کا شعار تھی۔ لیکن آج کی کارروائی وہ اپنے ماں باپ کے گوش گزار کرنا چاہتی تھی۔ یا قوت کو وہ کچھ نہیں سمجھتا تھا۔
اس لئے اسے بتانا فضول تھا۔ گاڑی روک کر وہ باپ کے پاس ہی چلی گئی۔۔۔۔۔ لیکن وہاں موت کا سناٹا دیکھ کر وہ رک سی گئی۔

آجاؤ۔۔۔۔۔
زینت بیگم خاموش اپنے شوہر کے سرہانے کھڑی تھیں۔۔۔۔۔
کیا ہوا ابو کو۔۔۔۔۔ چند دن ہوئے ٹھیک تھے۔
وہ باپ کے پاس بیٹھ گئی۔
کہاں ٹھیک تھے بیٹی۔۔۔۔۔ بخار تو کئی دنوں سے نہیں اتر رہا تھا۔۔۔۔۔ اب صبح سے چپ سی لگ گئی ہے۔

زینت بیگم نے آنسو صاف کئے۔
ڈاکٹر کو نہیں دکھایا۔
وہ باپ کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بولی۔

کون لے کر جاتا۔۔۔۔۔ میں چل نہیں سکتی۔۔۔۔۔ فراز مہینوں خبر نہیں لیتا۔
یا قوت اپنے مسائل میں الجھی رہتی ہے۔۔۔۔۔ لے دے کے تم رہ گئی ہو۔
تمہیں اب اور کیا دکھ دیں۔۔۔۔۔

میں تو دکھوں میں پٹی ہوں اماں، بلکہ اذیتیں مصیبتیں یہ سب میرا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ مجھے ان چھوٹی موٹی تکلیفوں کا اثر نہیں ہوتا۔

وہ رومال سے باپ کے چہرے سے پسینہ صاف کرنے لگی۔
ابو تو کسی کو پہچانتے بھی نہیں ہیں۔
قوت سسک اٹھی۔۔۔۔۔

زینت بیگم بڑی برداشت کے بعد چارپائی پر بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔ جیسے کمر ٹوٹ گئی ہو۔

امی آپ حوصلہ کریں۔۔۔۔۔ میں ابو کو ہسپتال داخل کروا دوں گی۔۔۔۔۔ ابو کو آرام آجائے گا۔

وہ ماں کو طفل تسلیاں دے رہی تھی۔ لیکن زینت بیگم بری طرح رو دیں۔ ان کی چیخ سے یا قوت اور بچے بھی آگئے۔۔۔۔۔ ایک خوفناک اور دلدوز سماں تھا۔ شفقت

زینت بیگم اٹھتے ہوئے بولیں۔

نہیں امی اس وقت طلب نہیں ہے۔

طلب تو اس کو تھی لیکن وہ ماں کو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی۔

آپ نے عالی کی بات کی تھی _____

پھر کیا بنا بیٹی _____

میں نے عالی کو سیشل میں داخل کروا دیا ہے _____ اور ایک معقول رقم اس

کے نام بنک میں بھی جمع کروا دی ہے _____ بینک ماہوار سکول کو رقم ادا کرے گا۔ یہ

تو بہت اچھا کیا بیٹی _____ میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں _____ زینت

بیگم بڑی محبت سے قنوت کو دیکھ کر بولیں۔

یہ کوئی احسان نہیں امی جان _____ عالی میری بہن ہے _____ میرا فرض

بنتا ہے۔ قنوت نے ماں کے شانے تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا _____ اور گاڑی میں

سوار اپنے کاشانہ ہارون روانہ ہو گئی۔ وہ اداس سی کمرے کے باہر غلام گردش میں

بجھی ہوئی خوبصورت کرسی پر بیٹھ گئی۔

چائے لاؤں سرکار _____

بوڑھے کرم دین کا پوتا ہاتھ پونچھتے ہوئے بولا۔

ہوں _____

قنوت نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

ابھی لایا سرکار۔

لڑکا بھاگ گیا _____ اور چندرہ منٹ کے بعد وہ بڑے سلیقے سے چائے لے

آیا۔

لیجئے _____ بنا بھی دوں۔

بنا دو _____ چینی کم ڈالنا۔

قنوت کو لڑکے کی چستی سے مسرت ہو رہی تھی۔ وہ کسی ماہر باورچی کی طرح

میاں نے قنوت کے ہاتھوں میں دم دے دیا _____ وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی پر سکون
تھی _____ باپ کے سرہانے بیٹھی نکلے جا رہی تھی۔ صرف آنسو ٹوٹے موتیوں کی
طرح باری باری اس کے رخساروں پر گرتے جا رہے تھے _____ وہ اس وقت حسرتوں
تمناؤں کا مکمل مزار نظر آرہی تھی۔ باپ کے بعد کوئی رشتہ امید تھا تو وہ بھی ختم ہو
گیا۔ زینت بیگم بے شک قنوت سے مخلص رہی تھیں _____ لیکن باپ سے اور بات
تھی _____ جو بات وہ ماں سے نہ کہہ سکتی تھی باپ سے کہہ لیتی تھی _____ حالات
اسے کہاں سے کہاں لے آئے تھے احمد اور پھر باپ کی وفات نے اسے شکستہ شکستہ سا
کر دیا تھا _____ وہ ٹوٹ چکی تھی۔ لیکن ہر آنے والی سانس کو واپس لوٹا نہیں سکتی
تھی _____ بس خاموش نشانہ ستم بنتی جا رہی تھی۔

جب حالات ذرا معمول پر ہوئے تو قنوت نے زینت بیگم سے کہا۔

امی آپ میرے پاس رہنے نا _____

نہیں بیٹی _____ میں یہاں ہی ٹھیک ہوں _____ جہاں تمہارے والد کے دم

نکلے وہاں میں بھی چاہتی ہوں کہ یہیں سے چلی جاؤں _____

زینت بیگم کا لہجہ د گلیہ تھا۔

قنوت نے آنکھیں صاف کیں۔

چند منٹ ماحول پر سکوت رہا _____ قنوت اندر بیٹھی صحن میں بچوں کا شور

و غوغا سن رہی تھی۔ یا قوت بری طرح پھنسی ہوئی تھی _____ شوہر کی گندی عادات

_____ بچوں کی زیادتی نے اس کا سکون چھین لیا تھا بلکہ وہ جسمانی طور پر بھی بہت

کنزور ہو گئی تھی۔ کیا کرے _____ راسخ نے ایسی دیوار کھڑی کر دی تھی کہ وہ بہن

کے پاس بیٹھ کر دکھ سکھ کے دو بول نہیں سن سکتی تھی۔ قدرت نے یا قوت کو بڑی

بھیاں سزا دی تھی _____ اور قدرت نے اس کو اس شیطان صفت انسان سے کس

طرح بچائے رکھا۔

بیٹی _____ چائے لاؤں تمہارے لئے _____

چائے بنا رہا تھا۔

پڑھتے ہو۔

ٹل پاس کر لیا ہے جی دو سال ہوئے۔

وہ کپ پکڑاتے ہوئے بولا۔

میٹرک کیوں نہیں کیا۔

قنوت کو چائے بہت اچھی لگی۔

بس ابا نہیں مانا۔

لڑکے نے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ تم میٹرک کا امتحان دو۔۔۔۔۔ داخلہ میں تمہارا بھیجوں گی۔

جی بہت اچھا۔

لڑکے کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

پڑھتے بھی رہنا۔۔۔۔۔ کام بھی کرو۔۔۔۔۔ تمہیں تنخواہ بھی ملے گی۔

بڑی مہربانی سرکار۔۔۔۔۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

کیا بات ہے آپ آفس نہیں جاتے۔

دیر تک سوئے رہنے سے یا قنوت کی حیرت عروج تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔ کئی دنوں

سے وہ آفس نہیں جا رہا تھا بلکہ جب سے شفقت میاں فوت ہوئے تھے وہ اس دن

سے نہیں جا رہا تھا۔

سوگ منا رہا ہوں۔

وہ طنز آمیز انداز اختیار کر گیا۔۔۔۔۔ لیکن یا قنوت سمجھدار عورت تھی کہ وہ

کیا کہنا چاہتا ہے۔

اپنی ماں کا یا میرے باپ کا۔۔۔۔۔

تم سے شادی کا۔۔۔۔۔

وہ سٹ پٹا گیا۔۔۔۔۔ اور جوتا گھسیٹتا ہوا غسل خانے میں گھس گیا۔

یا قنوت ناشتہ بنانے میں مصروف ہو گئی۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ تیار ہو کر ٹیبل پر آگیا۔۔۔۔۔ تمبرز بھی آگیا تھا۔۔۔۔۔ وہ

بچوں کو باورچی خانے میں ہی ناشتہ دے دیا کرتی تھی۔۔۔۔۔ طشتری چائے اور ڈبل

دہنی کے دو سلائس رکھ کر وہ زینت بیگم کے لئے لے گئی۔

شروع کریں نا آپ۔۔۔۔۔

وہ جاتے جاتے بولی۔۔۔۔۔

آپ تشریف لے آئیں۔

راخ نے کہا۔

اور تمبرز اپنے لئے چائے بنانے لگا۔

یا قنوت زینت بیگم کو ناشتہ دے کر واپس آگئی۔

راخ پلیٹ میں آملیٹ رکھ کر روٹی کی طرف لپکا۔

سلائس نہیں لیں گے۔

نہیں۔۔۔۔۔ مجھے روٹی اچھی لگتی ہے۔

راخ کھانے میں مصروف تھا۔

قنوت باجی کے ہاں نوکری دلوا دیں نا بھائی جان۔

تمبرز نے نوالہ نگلتے ہوئے کہا۔

باجی نہ کہا کرو۔۔۔۔۔ وہ تمہاری بہن نہیں ہے۔۔۔۔۔ سالا ہر

ہے۔

راخ بڑی بری طرح اچھل کر تمبرز کو ڈانٹنے لگا۔

بری بات کہہ دی اس نے۔۔۔۔۔ وہ باجی نہیں بن سکتی۔

یا قنوت کو غصہ آگیا۔

نہیں نہیں نہیں۔۔۔۔۔ وہ اس کی باجی نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں تمہیں پھر کبھی

نہیں کہوں گا۔۔۔۔۔

راخ چیخ کر خاموش ہو گیا۔

یا قوت ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

لیکن یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کے اندر کیا بات پوشیدہ ہے

کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔

وہ کیا چاہتا ہے۔ اور کیا کرنا چاہتا ہے۔

ممائی جان کہاں ہیں۔

راخ نے سخن میں بیٹھی ہوئی یا قوت سے کہا۔۔۔۔۔ جو درمیانے بچے کا منہ صاف کر رہی تھی۔

کیوں کوئی خاص بات ہے۔

یا قوت حیران رہ گئی۔

کیا میں ان سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔

راخ مسکرا کر بولا۔

کوئی عجیب ہی بات ہے جو یوں مسکرا رہے ہیں۔۔۔۔۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔

اچھا۔۔۔۔۔ اچھا زیادہ باتیں نہ بناؤ۔۔۔۔۔ کہاں ہیں وہ۔۔۔۔۔ راخ سامنے کمرے میں جھانکتے ہوئے بولا۔

باجی کے ہاں گئی ہیں۔

یا قوت نے کہا۔

اچھا پھر سہی۔

وہ یوں ہی تہریز کے کمرے میں پہنچ گیا۔

آئیے آئیے بھائی جان۔۔۔۔۔ آج اس وقت۔۔۔۔۔ تہریز سینے پر رکھی ٹیپ دپڑے کرتا ہوا اٹھا۔

تم سے مشورہ کرنا تھا۔

راخ نے آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

مشورہ۔۔۔۔۔ کیا کاروبار شروع کر لیا کوئی۔

ارے چپ آہستہ بول۔۔۔۔۔ تیری بھانج کو علم نہیں ہے کہ میں آفس چھوڑ

تم قوت سے راہ و رسم بڑھاؤ _____ وہ بیوہ ہے _____ اور تنہا ہے _____
 تنہائی عورت کو ڈس لیتی ہے۔ اس کو محبت کے جال میں پھنساؤ _____ راخ کے اندر
 کا شیطان بول رہا تھا۔

یہ تو ٹھیک ہے بھائی جان _____ ویسے مجھے ان سے خوف بڑا آتا ہے _____
 اور پھر میں کبھی ان سے اکیلے میں ملا بھی نہیں۔
 تیریز ہچکچا رہا تھا۔

اب کوشش کرو ملنے کی _____ دیوانے اس سے راہ و رسم بڑھانے کے بہت
 فائدے ہیں _____ صرف تمہاری وجہ سے ہم دونوں کے دن بدل سکتے ہیں _____ اگر
 وہ تمہارے ہاتھ چڑھ جائے تو _____

اچھا _____ تیریز نے ہاتھ بڑھایا جس پر راخ نے ہاتھ مارا۔
 سرکار راخ صاحب کے چھوٹے بھائی آئے تھے۔
 ملازم نے آفس سے آتے ہی اسے اطلاع دی۔

کون □

وہ یکسر فراموش کر بیٹھی کہ راخ کا ایک بھائی بھی ہے۔

چھوٹے بھائی تھے راخ صاحب کے _____ بالکل ان کے ہیشکل _____ بوڑھے
 کرم دین نے قریب گزرتے ہوئے کہا۔

او اچھا اچھا _____ تیریز

وہ اچانک چونک کر مسکرا دی۔

وہ تو کبھی نہیں آیا میرے پاس۔

وہ پلنگ پر ٹیک لگا کر پرسکون انداز میں بولی _____ سامنے احمد کی قد آدم تصویر

مسکرا رہی تھی۔

کوئی چال تو نہیں _____

وہ تڑپ کر انٹھی جیسے احمد کی تصویر بول رہی ہو _____ بیتاب ہو کر قوت نے

مجھے پہلے دن ہی سے علم ہے _____ وہ اور بات ہے کہ میں نے پرداہ ہی نہیں
 کی۔

یا قوت اندر تیریز کے کپڑے دیتے ہوئے بولی۔

ہاں، ہاں تمہیں کیا _____ تمہاری ضروریات زندگی تو پوری ہو رہی ہیں _____
 باقی سب کچھ بھاڑ میں جائے۔

وہ نشتر چلانے میں جواب نہیں رکھتا تھا _____ وہ خاموش باہر آگئی۔

ہاں بھائی جان بات کریں۔

تیریز مضطرب تھا۔

تمہیں اگر سونے کے ڈھیر پر بٹھا دیا جائے تو کیسا رہے۔

واہ _____ پھر تو مزا آجائے _____ اتنی دولت تو خواب میں بھی نہیں دیکھی۔

تیریز اچھلا۔

ہاں، ہاں تم مذاق نہ سمجھو _____ میں ایک شرط پر تمہیں اس دولت کا وارث

بنانا چاہتا ہوں۔

لیکن دولت کہاں ہے۔

تیریز اب ورطہ حیرت میں ڈوب گیا تھا۔

دولت ہے _____ لیکن تمہیں میرے ساتھ ساتھ چلنا ہو گا _____ راخ نے

سخت لہجے میں کہا۔

ہاں، ہاں بتائیے نا _____

پہلے وعدہ کرو _____ جو کموں گا وہی کرو گے۔

راخ اس کو مضبوط ارادے کا مالک بنانا چاہتا تھا۔

ارے بھائی جان آپ تو کمال کرتے ہیں _____ آخر آپ میرے فائدے کی

بات ہی کریں گے نا۔

اپنا چہرہ تصویر کے چہرے پر رکھ دیا اور احمد کے رخساروں اور پیشانی کو چوم لیا۔

میری جان _____ تمہاری محبت میں کوئی چال کار گر نہیں ہو سکتی _____ احمد تم زندہ ہو _____ میرے پاس _____ میرے ارد گرد _____

کھانا لگا دوں سرکار _____

ملازم نے کہا _____ وہ قنوت کی اداسی دیکھ کر بات گول کر گیا۔

ہوں _____

وہ اپنے پلنگ پر لیٹ گئی۔ تصورات اسے کہاں سے کہاں لے جا رہے تھے۔ وہ احمد کے بازوؤں میں آسمانوں کی بلندیوں پر جھول رہی تھی _____ وہ چند لمحوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی۔

ملازم کی آواز پر وہ ڈانٹنگ ہال میں پہنچ گئی _____ جہاں اس نے اپنی کرسی کے سامنے احمد کی قد آدم تصویر نصب کروا دی تھی۔ ڈرائنگ روم، ڈانٹنگ ہال، غلام گردش، بالکونی، کوری ڈور سب جگہ اس نے احمد کی قد آدم تصاویر نصب کروا دی تھیں _____ وہ کسی لمحہ کسی وقت احمد کو بھول نہیں سکتی تھی _____ آفس میں بھی اس نے احمد کی خوبصورت تصویر آویزاں کر دی تھی _____ احمد ہر آن اس کے سامنے رہتا تھا۔

کئی دن یوں ہی گزر گئے۔

موسم قدرے ابر آلود تھا _____ مشرق کی طرف سے سیاہ گھنگھور گھٹا تلی کھڑی تھی _____ سرد تیز ہوا چل رہی تھی۔ حالانکہ اپریل کا موسم تھا پھر بھی لان میں خنکی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ اس وقت موسم کے ہم رنگ ہی لباس زیب تن کئے تھی _____ بالوں کی خوبصورت جوں کی توں قائم تھی _____ بے شک کوئی کوئی سفید چاندی کے تار چمکنے لگے تھے _____ نہایت قیمتی سنہری عینک لگائے وہ لان میں اخبار کے مطالعہ میں مصروف تھی۔

آ سکتا ہوں _____

وہ چونک سی گئی۔

تیریز اس سے کچھ فاصلے پر شلوار قمیض میں ملبوس سلیقے سے بال سجائے مڑا تھا۔

ارے تیریز آؤ _____ بیٹھو _____ تمہیں ایک مدت کے بعد میری یاد کیسے آگئی۔

وہ بڑی خوش اخلاقی سے تیریز کو خوش آمدید کہتے بولی۔

شکریہ _____

تیریز کرسی پر بیٹھ گیا۔

کیسے آئے ہو _____ کوئی کام تھا _____ وہ مسکرا کر بولی۔

میں ادھر سے گزر رہا تھا سوچا آپ سے بھی ملتا چلوں _____ وہ گفتگو بڑی سلیقے سے کر رہا تھا _____ آداب کو خاطر خواہ ملحوظ خاطر رکھے ہوئے تھا۔

پہلے کبھی نہیں گزرے تھے _____ میری شادی سے احمد کے انتقال تک چار سال گزر چکے ہیں _____ ابو کو فوت ہوئے ایک سال ہو گیا ہے _____ تمہیں کبھی خیال نہیں آیا _____ اب کیوں _____؟

وہ سب کچھ کہہ گئی۔

تیریز لا جواب سا ہو گیا۔

بابا _____ تیریز کے لئے اچھی سی چائے بنا کر لاؤ۔

وہ راہ داری سے گزرتے کرم دین سے بولی۔

بہت بہتر سرکار۔

اور چند منٹوں میں بمعہ لوازمات کے چائے آگئی۔

آپ تنہا رہتی ہیں _____ برا نہیں لگتا آپ کو _____

وہ پر تکلف انداز میں بولا۔

نہیں _____ میرا اپنا گھر ہے _____ ملازم سب لوگ ہیں میرے پاس _____

مطلب یہی کہ آپ بڑی متاثر کن شخصیت کی مالک ہیں۔۔۔۔ سفید ساڑھی میں تو آپ اس قدر گریں نظر آتی ہیں کہ بس کیا کہنے۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ کے اشارے قنوت کی تعریف کا انداز بناتے بولا۔

توبہ توبہ _____ کیسی بات کر رہے ہیں آپ _____
 یاقوت کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔
 میں نے کوئی انہونی بات کہہ دی ہے _____ دوسری شادی اس کا حق نہیں
 _____ راخ نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔
 حق تو ہے _____ لیکن باجی کہاں اس طرف آنے والی ہے۔
 یاقوت کھڑی ہو گئی۔
 ارے بیٹھو تو سہی _____

راخ نے قنوت کو بازو سے کھینچ کر بٹھالیا۔
 جلدی کریں نا _____ رات کا کھانا بھی تیار کرنا ہے _____ منافیڈر مانگ رہا
 ہے۔ اس نے جلدی ہی کئی کام بتا دیئے۔
 ایک بات کہوں _____ وہ یاقوت کی رضامندی چاہتا تھا۔
 کہنے نا _____
 وہ بادل خواستہ بولی۔

اگر یہ بات گھر میں ہی رہ جائے تو کیا رہے _____ اگر تم چاہو _____ راخ
 نے یاقوت کے چہرے کی طرف دیکھا _____
 صحیح بات تو کریں _____ پسلیاں مت بھجوائیں _____ وقت ضائع ہو رہا ہے۔
 یاقوت کو معمولی سی بات کھٹکی _____
 اگر تبریز سے قنوت کی شادی کردی _____
 راخ _____ خدا کے خوف سے ڈرو _____ قدرت نے تمہاری رسی دراز
 دی _____ وہ چیخ اٹھی۔

زبان بند کرو _____ زیادہ اونچا بولنے کی ضرورت نہیں۔ گلا پھاڑنے کی تمہیں
 بات پڑ گئی ہے۔ وہ شدید غصے کے عالم میں کھڑا ہو گیا۔ غصے سے اس کی مٹھیاں بھیج
 لگیں _____ اور پیشانی کی رگیں ابھر آئیں اور یاقوت پر شدید لرزا طاری ہو گیا

آج کیا بات ہے _____
 یاقوت راخ کے بازو سے نکل کر پرے ہٹ گئی _____ نہ جانے اس کی
 محبت میں تصنع بناوٹ اور فطرت براداری دیکھ کر اس کا دل بھی کھن ہو گیا تھا۔
 کیا بات ہے _____ میری قربت تمہیں اچھی نہیں لگتی۔
 راخ سمجھتا تھا کہ یاقوت اب بدل سی گئی ہے _____ اس کے دل میں بھی
 میری طرف سے اندیشے وسوسے پیدا ہو گئے ہیں۔ پھر بھی وہ گاڑی چلائے جا رہی
 تھی۔

آپ بات تو کریں۔
 یاقوت اس کے قریب کرسی پر بیٹھ گئی۔
 سمجھنے کی کوشش کرنا _____ شور مت کرنا۔

اچھا _____
 یاقوت نے سر ہلا دیا۔
 میں چاہتا ہوں کہ قنوت کی تنہائی دور کی جائے۔ اس کو یوں تنہا تنہا دیکھا نہیں
 جاتا۔

وہ اس وقت سراپا رحم نظر آ رہا تھا _____ یا پیکر الفت _____
 باجی کی تنہائی نہیں دور کی جاسکتی _____ اتنی محبت تھی دونوں میاں بیوی میں۔
 احمد بھائی تو باجی کو دیکھ دیکھ کر جیتے تھے _____ وہ انسان بھی بڑا عظیم تھا۔ یاقوت خود
 اداس ہو گئی۔

ارے بس بھی کرو _____ تمہیں محبت پر تقریر کرنے کے لئے نہیں بلایا _____
 راخ نے ایک دم یاقوت کو جھاڑ دیا۔

اور کس لئے بلایا ہے۔

یاقوت زچ ہو کر بولی۔

میرا یہ مشورہ ہے کہ قنوت کی کہیں شادی کر دی جائے۔

_____ اپنے شوہر کو اس قدر پست دیکھ کر اس کی نس نس میں آگ بھڑکی۔

تمہارا تو دماغ خراب ہے _____ یہ دولت لوگ بھی تو لے جائیں گے
اگر تمہارے میرے کام آجائے گی تو کیا ہے۔
وہ پاؤں پٹختی کمرے سے نکل گئی۔

راخ کی گھٹیا ذہنیت سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔ لیکن شوہر ہونے کے ناطے
وہ اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی _____ ملازمت وہ چھوڑ چکی تھی۔ باپ اس کا
انتقال کر چکا تھا اور ماں کی حیثیت نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس لئے وہ راخ کی اکثر تلخ
ترش باتیں امرت سمجھ کر پٹی جاتی۔ شوہر جو ہوا _____ اگر خداوند کریم اجازت دیتا تو
ایسے ہی شوہروں کو سجدہ کرنے کا حکم فرماتا۔

کئی دن یوں ہی گزر گئے _____ تبریز قنوت کے پاس جاتا رہا _____ کبھی کبھی
آفس بھی چلا جاتا _____ لیکن قنوت اس کے آنے کا مقصد نہ سمجھ سکی _____ اچانک
بیٹھے بیٹھے بابا کرم دین اس کے پاس آیا۔
بیٹا آجاؤں۔

بوڑھا کرم دین بڑی اپنائیت اور محبت سے قنوت کے قریب گھاس پر بیٹھ گیا۔
ادھر کرسی پر بیٹھو بابا _____ کیا کرتے ہو۔
جھک کر کرم دین کو اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔
ارے نہیں بیٹی _____ مالکوں کے برابر بیٹھنا ہمیں اچھا نہیں لگتا _____
بوڑھا پر سکون بیٹھا رہا۔

وہ مسکرا کر اپنی کرسی پر سکون سے بیٹھ گئی۔
بیٹی میری بوڑھی آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں۔ خدا رحم کرے بیٹی _____ تم محتاط
رہنا۔ بوڑھا کھل کر بولنا چاہتا تھا۔

کھل کر بات کرو بابا _____ کیونکہ تم جو بھی بات کرو گے میرے بھلے کے لئے
کرو گئے۔ قنوت کو پرانے ملازمین سے کافی ہمدردیاں حاصل تھیں۔

چھوٹا منہ اور بڑی بات ہو جاتی ہے بیٹا _____ بات یہ ہے کہ تبریز میاں
ہاں کیوں آتے ہیں۔ جبکہ ان کے بڑے بھائی دفتر میں بری طرح جھگڑا کر کے گئے
ہیں۔

تم ٹھیک کہتے ہو بابا _____ تبریز کے آنے کی کوئی خاص وجہ ہوگی _____ ویسے
بری سمجھ میں کوئی بات نہیں آرہی۔

خیر ہمارے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی کچھ کہہ سکتا ہے _____ اس کی ٹکا بوٹی
کردوں _____ بوڑھا دانت پیس کر بولا۔

خدا کے بعد تم لوگوں کا ہی تو سہارا ہے بابا _____ ورنہ میں اکیلی جان
_____ وہ آخری لفظ پر بہت ہی اداس ہو گئی۔

چند لمبے دونوں خاموش ہو گئے _____ پھر اچانک چونک گئے۔
گیٹ کے اندر گاڑی سفید نیوٹا داخل ہوئی تھی۔
یہ کون آگیا۔

قنوت ناگواری سے گردن گھما کر دیکھتی ہوئی بولی۔
بوڑھا بھی عینک کے بیچ میں سے گھورنے لگا۔
مجھے پنڈی والے لگتے ہیں۔

بوڑھا شک میں ڈوب گیا۔
اب ان کا یہاں کیا کام۔

قنوت کو پنڈی والے لوگ اچھے ہی نہ لگتے تھے۔
لو دیکھ لو بیٹا _____
وہ اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

واقعی ناصرہ بیگم اور جاوید چلے آرہے تھے۔

آتے ہی ناصرہ بیگم نے قنوت کو گلے لگا لیا _____ میری بیٹی کیسی ہو _____ ٹھیک
_____ ماشاء اللہ صحت کیسی ہے _____ وہ قنوت کے لئے ہنسی جاری تھیں۔

قوت سفید ساڑھی میں ملبوس دراز بالوں کی چوٹی سلیپتے سے بنائے خوبصورت
عینک لگائے اس وقت لا جواب نظر آرہی تھی۔ یہ سادگی بھی اس کا حسن تھا۔

آداب

جاوید نے کچھ فاصلے سے بڑے رومانوی انداز میں آداب کہا۔

آؤ جاوید بیٹھو۔۔۔۔۔ ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ ریمیا اور ثنا کو بھی لے آتے۔۔۔۔۔ وہ
جاوید کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود بابا کرم دین کی جانب متوجہ ہوئی۔

بابا اس وقت بہترین قسم کی چائے بنا لاؤ۔۔۔۔۔ اور رات کا کھانا مہمانوں کی منشا
کے مطابق ہونا چاہئے۔

بستر سرکار۔۔۔۔۔

بوڑھا کرم دین چلا گیا۔

اور سنائیں آئی کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔ چار پانچ سال کے بعد کیسے یاد آگئی
قوت نے با اخلاق طریقے سے پوچھا۔

جاوید بڑی دلچسپی سے قوت کے سراپا کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔۔ اتنا بڑا غم کا پہاڑ
ٹوٹا مگر اس کی آب و تاب میں فرق نہیں آیا تھا۔

اللہ کا شکر ہے بیٹی۔۔۔۔۔ تمہاری یاد تو ہمیشہ ہی رہتی تھی۔۔۔۔۔ بس مجبوری
ریمیا کی شادی کر دی۔۔۔۔۔ اس کا میاں جاپان لے گیا۔۔۔۔۔ خوش ہے اپنے

گھر۔۔۔۔۔

بہت اچھا کیا۔۔۔۔۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔۔۔۔۔ مجھے اطلاع ہی نہ کی آپ
نے۔۔۔۔۔ نوید کو جاپان بہت جلد جانا تھا اس لئے جلدی میں تمہیں اطلاع نہ دے سکی

قوت مسکرا دی۔۔۔۔۔

اور ناصرہ بیگم نہ امت آمیز انداز میں جاوید کو تکنے لگیں۔

ریمیا کی شادی کی تو تم سے معذرت ہے۔ اب ثنا کی شادی پر تیار رہنا۔۔۔۔۔

ناصرہ بیگم نے کہا۔

پہلے آپ جاوید کی شادی پر بلائیے نا۔۔۔۔۔

جاوید کی شادی پر تو تم ہو گی ہی۔۔۔۔۔

ناصرہ بیگم نے معنی خیز بات کی تھی۔

جی۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے آپ کا۔

قوت کچھ عجیب قسم کی الجھن میں پھنس گئی۔

عین اس وقت کرم دین معہ لوازمات کے چائے لے آیا۔۔۔۔۔ اور بات جہاں
خمی دیں ٹھہر گئی۔

شام کے بعد رات کا بڑا پر تکلف کھانا کھانے کے سب اپنے اپنے کمروں میں
چلے گئے۔۔۔۔۔ لیکن جاوید نے آہستہ سے دستک دی۔

دروازہ کھلا ہے۔

قوت نے کہا۔۔۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ شاید کوئی ملازم ہو گا۔ جاوید کو اندر
آتے دیکھ کر وہ بستر پر سیدھی بیٹھ گئی۔

تم سوئے نہیں۔۔۔۔۔

تم نے کہا۔۔۔۔۔

قوت

یہاں آکر کس کافر کو نیند آئے۔

جاوید سامنے صوفے پر بے تکلف دراز ہو گیا۔

یہ ایسی بھی حسین جگہ نہیں جو نیندیں اڑا دے۔

قوت کو جاوید کا اس طرح کمرے میں آنا اچھا نہیں لگا۔

جس جگہ آپ موجود ہوں۔۔۔۔۔ وہ جگہ حسین نہ ہو گی تو کیا ہو گی۔

جاوید انتہائی رومان پرور ادا سے بولا۔

قوت کو ساری بات کھٹک گئی کہ ماں بیٹا کس لئے اتنے عرصے کے بعد یہاں
ٹیف لائے ہیں۔

ویسے جاوید تمہیں اب آرام کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ باقی باتیں صبح ہوں گی۔ وہ تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی۔

نہیں نہیں قوت صاحبہ۔۔۔۔۔ آج سب باتیں طے ہوں گی۔ تاکہ آئندہ کے لئے کچھ ہو سکے۔

جاوید کو یہ خوش فہمی تھی کہ قوت اسے پسند کرے گی۔

تم جو بھی کہنا چاہتے ہو کھل کر بات کرو۔۔۔۔۔ میں بہت برداشت کی مالک ہوں۔ قوت نے اس کے سوال کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیا تھا۔

اچھا تو سنئے۔۔۔۔۔ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ بلکہ میری اس وقت سے خواہش تھی جب سے آپ کی شادی احمد بھائی سے نہیں ہوئی تھی۔

اس وقت میں ایک معمولی استانی تھی اور اب میں کروڑ پتی عورت ہوں۔ قوت نے نگاہیں اٹھا کر زبردست طنز کیا۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔

جاوید کچھ کانپ سا گیا۔

مطلب صاف ظاہر ہے کہ تم لوگ احمد کے بعد صرف اس کی دولت پر قبضہ جمانا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ تو یہ قبضہ تم لوگ صرف مجھ سے شادی کر کے ہی حاصل کر سکتے ہو۔۔۔۔۔ تمہیں میں نہیں دولت چاہئے جاوید بھائی۔ وہ بلند آواز میں بولی۔

بھائی کے لفظ پر وہ جھنجھلا سا گیا۔

اور دوسرے لئے ناصرہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔

اے بیٹی ہم تو تمہاری تنہائی دور کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ تم الٹی سیدھی ساری ہو۔ ناصرہ بیگم اندر آکر جاوید کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔

آپ کو کس نے کہا کہ میں تنہا ہوں۔۔۔۔۔ میرے پاس احمد ہے۔۔۔۔۔ وہ ہمہ تن میرے ساتھ رہتا ہے۔۔۔۔۔ میں تنہا نہیں ہوں۔۔۔۔۔ نہیں ہوں تنہا۔۔۔۔۔ قوت جوش سے بولی۔

جاوید اور ناصرہ بیگم آنکھیں پھاڑے لا جواب قوت کو گھورے جا رہے تھے۔ کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو۔۔۔۔۔ سب ہی میری تنہائی دور کرنا چاہتے ہیں۔ بہت رحم دل لوگ ہیں آپ سب۔۔۔۔۔ لیکن مجھے نہیں چاہئے آپ کی ہمدردیاں۔۔۔۔۔ وہ چلا اٹھی۔

جاوید کا حق بنتا ہے کہ تم سے شادی کرے۔۔۔۔۔ آخر تم احمد کی بیوہ ہو۔۔۔۔۔ اور احمد جاوید کا پھوپھی زاد ہے۔

ناصرہ بیگم دل خراش انداز میں ہاتھ نچا کر چلاتے ہوئے بولیں۔

تم احمد کی دولت کو تحفظ دینا چاہتے ہو۔۔۔۔۔

قوت نے پھر دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا۔

یہ بار بار دولت کا طعنہ مت دو لڑکی۔۔۔۔۔ ویسے اس دولت پر ہمارا ہی حق

ہے۔

ناصرہ بیگم نے کھڑے ہو کر کہا۔

قوت کی رگ رگ میں غصہ زہر بن کر گردش کر گیا۔۔۔۔۔ وہ زبردست طیش میں آگئی۔

دولت کے بھوکے ہو تم لوگ۔۔۔۔۔ تمہارا حق نہیں ہے۔۔۔۔۔ جو اس کے صحیح وارث ہیں ان کا حق۔۔۔۔۔ یہاں سے ابھی چلے جائیں۔۔۔۔۔ میرا کمرہ خالی کر دیں۔

جاوید اپنی ماں کو لے کر چلے جاؤ۔۔۔۔۔ صبح تمہیں ملازم اسٹیشن پر چھوڑ آئے

چلے جائیں۔۔۔۔۔

قوت نے انگلی کے اشارے سے دونوں ماں بیٹا کو نکلنے کے لئے کہا۔

جلنے امی۔۔۔۔۔ بڑی ہو گئی ہے۔

جاوید ماں کو کھینچ کر کمرے سے نکل گیا۔

وہ بانہی ہوئی پلنگ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اچانک اس کی نظر سامنے احمد کی تصویر پر پڑی۔ احمد سن لیا تم نے۔۔۔۔۔ وہ اٹھی اور تصویر سے پلٹ گئی۔۔۔۔۔ کیوں چھوڑ کر چلے گئے تم۔۔۔۔۔ کیوں چلے گئے ہو۔۔۔۔۔ تڑپ تڑپ کر روتی رہی۔ کوئی اس کے دکھ کا مداوا نہ کر سکا۔

آنسو موتیوں کی طرح اس کے رخساروں پر گرتے رہے۔ دکھوں کا عذاب پوری طرح قنوت کے وجود میں اتر آیا تھا۔ اسے اس عذابوں تلے زندگی گزارنا ہے۔ وہ بے قرار مضطرب روتی رہی۔۔۔۔۔ یہی محبتوں کا عذاب ہے۔ دوسری صبح بھی ابھی افسردہ سی تیار ہو کر وہ ڈانگنگ ہال میں چلی گئی۔۔۔۔۔ اپنے قریب خالی کرسی نے اسے اور بھی اداس کر دیا۔۔۔۔۔ جہاں ہمیشہ اس کے واسطے جانب احمد ہوتا۔۔۔۔۔ اور سامنے مسز ہارون بیٹھتی تھیں۔۔۔۔۔ وہ کتنی جلدی تنہا رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ ان دو شخصیات کی موجودگی میں وہ اپنے آپ کو کتنا محفوظ اور نایاب سمجھتی تھی۔۔۔۔۔ جیسے ساری محبتیں اسی کے لئے ہوں۔۔۔۔۔ اور اب ہر آدمی شادی کی آڑ میں ذلیل و خوار کرنے پر تلا ہوا ہے۔

ناشتہ کیجئے سرکار۔

ملازمہ نے اسے چونکا دیا۔

وہ ایک دم سے چونک پڑی۔

چند لمحوں میں دو چار لقمے زہر مار کئے وہ آفس جانے کے لئے تیار ہو گئی۔۔۔۔۔ بڑی سرکار وہ مہمان تو چلے گئے۔

ملازمہ نے کہا۔

ناصرہ بیگم اور ان کا بیٹا۔۔۔۔۔ کب گئے۔

وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

رات کو ہی سرکار۔۔۔۔۔ اپنی گاڑی جو تھی ان کے پاس۔

ہوں ٹھیک ہے اچھا ہوا۔۔۔۔۔

وہ باہر آگئی۔۔۔۔۔

اپنی مرسدیز میں بیٹھتے ہی اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

آج اسے آفس سے لیٹ ہونا پڑا۔۔۔۔۔ وہ سیاہ ساڑھی میں ملبوس با وقار چال چلتی آفس میں داخل ہوئی۔

وہ ایک دم ٹھٹھی۔۔۔۔۔ تمبریز بیٹھا تھا۔

اسے دیکھ کر اس کے چہرے پر ناگوار سے تاثرات ابھر آئے۔

آداب۔۔۔۔۔

تمبریز نے بیٹھے بیٹھے خوبصورت انداز میں سلام کیا۔

تم کب آئے۔

وہ تلخ انداز میں بولی۔

ابھی۔۔۔۔۔

تمبریز نے اس کے کڑوے کیلے سوال پر ذرا غصہ تو آیا۔۔۔۔۔ لیکن وہ پی گیا۔ کوئی کام ہے۔

وہ جلی بھنی اپنی آفس چیئر پر بیٹھ گئی۔

کام تو کوئی نہیں۔۔۔۔۔ بس یوں ہی جی چاہا تھا۔

تمبریز بغور اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

تعلیم ختم ہو گئی تمہاری۔۔۔۔۔ جو فارغ پھر رہے ہو۔

قنوت کو اب اس کی آوارگی پر طیش آگیا۔

نہیں۔۔۔۔۔ پڑھ رہا ہوں۔

وہ مختصر سا جواب دے کر بولا۔

کئی سال ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ تم نے ابھی تک میٹرک نہیں کیا۔۔۔۔۔ وہ دراز

میں سے کاغذ نکالتے بولی۔

کر لوں گا آپ کو کیوں تشویش ہے۔

دی۔ قوت جانتی تھی کہ یا قوت کو اس سے ملنے پر پابندی ہے۔

آج مجبوری تھی باقی۔۔۔۔۔

قوت نے دیکھا۔۔۔۔۔ یا قوت کی صحت خاصی خراب تھی۔۔۔۔۔ اور وہ پریشان بھی نظر آرہی تھی۔

کیا مجبوری۔۔۔۔۔

قوت بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ یا قوت بھی سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

میں نے راح کے ساتھ بہت جھگڑا بھی کیا ہے بلکہ ہم دونوں بہت جھگڑے

ہیں۔

کس لئے؟

قوت کی پیشانی پر پل نظر آنے لگے۔

باقی۔۔۔۔۔ تم تمیز سے شادی کر لو نا۔۔۔۔۔

یا قوت۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو تم۔۔۔۔۔

قوت چیخ اٹھی۔ اس کی نس نس پھٹنے کو تیار تھی۔۔۔۔۔ بجلی کی تڑپا دینے والا

رو اس کی رگ دپہ میں سرایت کر گئی۔۔۔۔۔

کاش۔۔۔۔۔ کاش۔۔۔۔۔ میں تمہارا گلا دبا سکتی۔۔۔۔۔ کاش۔۔۔۔۔ وہ مجبور

لاچار ہو کر اپنے ہی ہاتھوں پر چہرہ رکھ کر روتی۔۔۔۔۔

میرا گلا دبا دو۔۔۔۔۔ میں بھی زندہ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔۔ میرے بھی خواب

شرمندہ تعبیر نہیں ہوئے۔۔۔۔۔ میں تو زندگی کا قرض اتار رہی ہوں۔۔۔۔۔ جینے کا حق

مجھے بھی نہیں ہے۔

یا قوت اپنی محرومیوں نا امیدیوں کا رونا روتی رہی۔۔۔۔۔ اور وہ سسکتی رہی۔

حالات کی چہرہ دستیوں پر۔۔۔۔۔

باقی۔۔۔۔۔ تمہیں تمیز سے شادی کرنا پڑے گی۔۔۔۔۔ یا قوت نے کہا۔

کیوں کروں۔۔۔۔۔ وہ مجھ سے بیس سال چھوٹا ہے۔۔۔۔۔ میں چالیس سال کر

مجھے کوئی تشویش نہیں۔۔۔۔۔ چاہے دس سال اور لگا لو۔۔۔۔۔

وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی۔

قوت صاحبہ۔۔۔۔۔ آپ میری توہین کر رہی ہیں۔

وہ تڑپ کر کھڑا ہو گیا۔

قوت صاحبہ۔۔۔۔۔ تم تو باجی کہا کرتے تھے۔۔۔۔۔ یہ آج رشتہ کیوں تبدیل

ہو گیا۔

قوت ورطہ حیرت میں اتر گئی۔

یہ بھائی بتائیں گے۔

کھٹاک سے وہ باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ لیکن قوت کو سوچوں کے عمیق غار میں

پھینک گیا۔ وہ حیران تھی کہ وہ تمیز جو باجی کے الفاظ بڑے پر خلوص انداز میں دہراتا

تھا اور بڑا احترام کرتا تھا۔۔۔۔۔ آج اس کے کل پرزے نکل آئے تھے۔ عجیب قسم

کے اندیشے زہریلے ناگ بن کر اسے چاٹ رہے تھے۔۔۔۔۔ اس کے چاروں جانب

آسمان تک دیوار کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کوئی اس قید سے آزاد کرنے والا نہ تھا۔

دکھوں سے اس کا آنگن بھر گیا تھا۔۔۔۔۔ خوشیاں اس سے روٹھ گئیں تھیں۔ دولت

پرست اڑدے منہ پھاڑے اسے ہڑپ کرنے کو تیار کھڑے تھے۔ رہا سہا سکون تمیز نے

لوٹ لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ سارا وقت آفس میں پریشان رہی۔ جب کوئی سکون نصیب نہ ہوا

تو گھر لوٹ گئی۔۔۔۔۔ بے کلی اضطرابیت پریشانی اس کے اعصاب کو کمزور بنا رہی تھی

۔۔۔۔۔ وہ سیدھی کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ صوفے پر دراز وہ پسینے میں شرابور وہ

اعصاب شکن سوچوں کے ساتھ مقابلہ کرتی رہی۔۔۔۔۔ وہ تڑپتی رہی۔۔۔۔۔ لیکن اس

کا سفر ختم نہ ہوا۔۔۔۔۔ صوفے پر سے اٹھ کر وہ اپنے پلنگ پر لیٹ گئی۔

باقی۔۔۔۔۔

اچانک یا قوت اندر داخل ہوئی۔

آؤ۔۔۔۔۔ یا قوت۔۔۔۔۔ اتنی مدت کے بعد تمہیں کس طرح راح نے اجازت

عمر میں اس چھو کرے سے شادی کیسے کر سکتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ میرے بھائی کی طرح ہے۔ قوت نے چہرے سے آنسو صاف کئے۔

فراز بھی میری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ وہ چند دنوں میں باہر جا رہا ہے۔۔۔۔۔ ویسے بھی وہ میری کیا مدد کرے گا۔ جسے اپنے آپ سے ہی فرصت نہیں وہ سوتیلی بہن کی مدد کیسے کر سکتا ہے۔

یہ مدد کی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ تم مان جاؤ نا باجی۔۔۔۔۔ تمہارا بھی بھلا اور میرا بھی۔ یا قوت ہونٹ دبا گئی۔۔۔۔۔ اور چہرے پر گزشتہ تلخیوں کے انٹ نفوش ابھر آئے۔ مجھے راسخ کا کوئی خوف نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ روز اول سے میرے ہر راستے میں رخنہ اندازی کرتا رہا ہے۔۔۔۔۔ ہاں البتہ تمہیں اس کا خوف ہو گا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ تمہارا شوہر ہے۔۔۔۔۔ تمہیں اس سے خوفزدہ ہونا بھی چاہئے۔

قوت نے کہا۔

لیکن یا قوت نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ میں اب جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ وہ رنجیدہ خاطر اٹھ کر بولی۔

قوت نے لب کشائی نہ کی۔ وہ صرف اپنوں کا کرم دیکھ رہی تھی۔ وہ دیکھتی رہی خالی خالی نظروں سے۔۔۔۔۔ یا قوت چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ گھر میں داخل ہوتے ہی راسخ کی حرص و ہوس سے بھرپور نظریں اس کا تعاقب کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ اسے علم ہو چکا تھا کہ راسخ اس سے جواب کے انتظار میں بیٹھا ہے۔

آگئی۔۔۔۔۔

راسخ آنکھوں میں خواہشات کی چمک بھر کر بولا۔

ہاں۔۔۔۔۔ آگئی ہوں۔۔۔۔۔

وہ ڈھیٹ عورت مانی کہ نہیں۔۔۔۔۔

راسخ کا انداز بڑا پست تھا۔

نہیں۔۔۔۔۔

یا قوت بڑے دکھ کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

تمہاری بات بھی نہیں مانی اس نے۔

راسخ جھک کر بولا۔

یہ بات تو وہ خدا کی بھی نہیں مان سکتی۔۔۔۔۔ اور نہ یہ ماننے کے قابل ہے۔

یا قوت چلا کر بولی۔

اچھا۔۔۔۔۔ تم بھی اندر ہی اندر۔۔۔۔۔ اس کی طرف داری کر رہی ہو

راسخ جلانے پر اتر آیا۔

میری طرف داری نہ اسے فائدہ پہنچا سکتی ہے۔۔۔۔۔ اور نہ نقصان۔۔۔۔۔

یا قوت جل کر بولی۔ اس کے تن بدن میں نفرت کا لاوا بھڑک رہا تھا۔ نہ جانے کیوں

اسے راسخ اب اچھا نہیں لگتا تھا۔ اس کی حرکات اس قدر ظالمانہ اور اعصاب شکن

تھیں کہ اسے اپنی زندگی اجیرن لگنے لگی تھی۔ یہ ضد میں اس کی پورنی تو نہ ہونے

دوں گا۔ دیکھوں گا کیسے نہیں مانتی۔۔۔۔۔ دروازہ کھلا اور زینت بیگم افسردہ پریشان

داخل ہوئیں۔

راسخ۔۔۔۔۔ وہ تو پہلے ہی بڑی دکھی ہے۔۔۔۔۔ اسے اور نہ خوار کرو۔

ممائی جان۔۔۔۔۔ میں قوت کے بھلے کی بات کر رہا ہوں۔

راسخ ہنس دیا۔

اس میں کیا بھلا ہے۔۔۔۔۔ اس سے آدھی عمر کے بچے سے تم اس کی شادی

کروا رہے ہو۔۔۔۔۔ جبکہ وہ شادی کرنا پسند بھی نہیں کرتی۔۔۔۔۔ وہ تو تمہارے بچے

بھی شادی کے لئے رضا مند نہ ہوتی تھی۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے بہت دلائل کے ساتھ راسخ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن

مرغ کی ایک ٹانگ نے مصداق۔۔۔۔۔ اس کا نکاح میں تمبر سے کروا کر رہوں گا۔

وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم تھا۔

تمہیں کیا مفاد ہے۔

زینت بیگم کو کچھ علم نہیں تھا۔

مفاد کی بات کرتی ہیں آپ۔۔۔۔۔ ساری زندگی سنور جائے گی آپ کی بیٹی کی۔
وہ یا قوت کی طرف اشارہ کرتے بولا۔

تم اپنی بات کرو۔۔۔۔۔ تم پر دولت کا بھوت سوار ہے۔۔۔۔۔ تم تمیز سے اس
کی شادی کروا کے۔۔۔۔۔ ساری دولت تمیز کے نام کروا گے۔۔۔۔۔ اور پھر نصف
اپنے اپنے نام کرواؤ گے۔ تم اپنے ساتھ تمیز کی زندگی کو بھی داؤ پر لگا رہے ہو۔
زینت بیگم چیخ اٹھیں۔

بس کیجئے۔۔۔۔۔ ہر آدمی بحث پہ اتر آتا ہے۔۔۔۔۔

زینت بیگم غصے سے باہر آگئیں۔

وہ سب گھروالوں کو کوستا رہا۔۔۔۔۔ اپنی بد نصیبی پر بڑبڑاتا رہا۔

یا قوت شوہر کی بد مزاجی اور لالچی طبیعت سے خود بھی بیزار آچکی تھی۔ گھر کا

ماحول بے سکون اور مضطرب ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ ہنسی غائب ہو چکی تھی۔

بہت دن گزر گئے تھے۔

شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔ سورج کی خونی کرنیں تھرکتی مغرب کی آغوش
میں سم سم کر سسک رہی تھیں۔۔۔۔۔ ساری کائنات پر یوں احساس ہو رہا تھا جیسے
سنہری چادر پھیلا دی ہو۔۔۔۔۔ ہر چیز پہ حسرت و یاس کے سائے منزلہ رہے تھے۔ وہ
خود بھی بڑی رنجیدہ سی تھی۔ سیاہ پھول دار ساڑھی میں ملبوس بالوں کو بکھرائے وہ لان
میں ہی بیٹھی تھی۔

موٹر سائیکل کی آواز پر وہ چونک گئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔

راخ موٹر سائیکل کو کھڑا کر رہا تھا۔

وہ بھی محتاط کرسی پر بیٹھ گئی۔

اسی اثنا میں وہ لان میں اتر آیا۔

آسکتا ہوں۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر بولا۔

اجازت نہ دینے پر واپس لوٹ جاؤ گے۔

قوت نے نڈر ہو کر کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔ میں واپس جانے کے لئے نہیں آیا۔۔۔۔۔ وہ بڑی بے باکی سے

قوت کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

یہاں آنے کی وجہ۔

قوت کو اس کی صورت سے ہی نفرت تھی۔

بہت بڑی وجہ ہے۔۔۔۔۔ تمہیں اس کا اندازہ نہیں۔۔۔۔۔

راخ نے ٹانگ پہ ٹانگ رکھی۔

میں تمہاری نیتوں کو جانتی ہوں۔۔۔۔۔ تم کیوں یہاں آئے ہو۔۔۔۔۔ قوت نے

سب لوگ ہمہ تن گوش کھڑے تھے۔۔۔۔ نہ جانے کس کے نام دولت کی گئی ہے۔۔۔۔ اور جب وکیل نے کہا۔

کہ قوت صاحبہ کی تمام جائیداد آخری وصیت کے مطابق حامد کے دونوں بیٹوں کو دے دی جائے۔۔۔۔ بلکہ وہ اصل حق دار ہیں۔۔۔۔ اور قوت صاحبہ کو احمد صاحب کے ساتھ خالی جگہ دفن کیا جائے۔۔۔۔ جہاں مسز ہارون کی بھی قبر تھی۔

قوت ایک عظیم عورت۔۔۔۔ ایک وفا شعار بیوی۔۔۔۔ پیکر الفت محبوبہ۔۔۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے احمد کے پاس منوں مٹی میں دفن کر دی گئی۔ یوں محبت کا

ایک تاج محل تعمیر ہو گیا۔۔۔۔ کاشانہ ہارون کے در و دیوار رو رہے تھے۔۔۔۔ اسی بال بکھرائے چاروں جانب سو رہی تھی۔۔۔۔ ملازم سرخ رہے تھے۔۔۔۔ ایک

نقیق مالکن جدا ہو گئی تھی۔۔۔۔ اور راسخ اپنی سیاہ بختی پر بری طرح پچھتا رہا تھا۔ وہ

ہیشہ کی طرح تھی دست۔۔۔۔ تھی دامن جھنجھلایا ہوا اپنے کمرے میں پڑا تھا۔۔۔۔ اور یا قوت سے آنکھیں چار نہ کر سکتا تھا۔۔۔۔ وہ صرف اپنی امیدوں پر پانی پھرتے

دیکھ کر۔۔۔۔ وہ اس دولت کے لئے قوت کو اذیت دیتا رہا۔۔۔۔ اور تنہائی میں

تمت بالخیر

اور خود پٹنگ پر سکون سے لیٹ گئی۔ لیٹنے سے پہلے اس نے احمد کی تصویر کو جی بھر کے پیار کیا۔۔۔۔ پھر وہ دونوں ہاتھ سینے پر رکھے بستر پر نیم دراز سی ہو گئی۔۔۔۔ پردے سر کے ہوئے تھے۔۔۔۔ کمرے میں موت کی سی خاموشی اور سناٹا تھا۔ وہ پرسکون نیند سونا چاہتی تھی۔۔۔۔ اپنوں نے اس کا قرار لوٹ لیا تھا۔ اس سے جینے کی تمنا چھین لی تھی۔۔۔۔ وہ لیٹ گئی۔۔۔۔ اور سورج مشرق کی گود سے نمودار ہوا۔۔۔۔ کائنات ریزہ ریزہ ہو کر خونی کرچوں کی صورت میں در و بام پر پھیل گئی۔

جب کرم دین چائے لے کر قوت کے کمرے میں گیا۔

لیجئے چائے۔۔۔۔

لیکن وہاں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی۔

بیٹا۔۔۔۔

کرم دین کی آواز حلق میں اٹک گئی۔۔۔۔

بیٹا۔۔۔۔

خوبصورت ایرانی قالین پر قوت کے جگر کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔۔۔۔

خون بہ کر ایک پمپتی سی لکیر کی صورت میں قالین کے ریشوں میں جذب ہو رہا تھا۔۔۔۔ وہ ہیرہ چاٹ کر پرسکون بستر پر نیم دراز تھی۔۔۔۔ دراز بالوں سے چہرہ چھپا

ہوا تھا۔۔۔۔ بوڑھے کی چیخ سے تمام ملازم بھاگ آئے۔۔۔۔ کاشانہ ہارون میں

بھگدڑ سی مچ گئی۔۔۔۔ آئینہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔

چند لمحوں میں کاشانہ ہارون لوگوں سے کھپا کھچ بھر گیا۔۔۔۔ وکیل اور منشی جی کو بھی خبر ہو چکی تھی۔۔۔۔ راسخ اپنی ہار پر جلا بھنا یا قوت اور زینت بیگم کو لے آیا۔۔۔۔ لیکن اب بھی کچھ امید باقی تھی۔

سفر آخرت سے پہلے وکیل نے کہا۔

محترمہ قوت صاحبہ کے عزیز و اقارب قریب آجائیں۔۔۔۔ میں ان کی وصیت

سنا رہا ہوں۔